قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

# بہائی تحریک
## پر
# تبصرہ


از ابوالعطاء جالندھری
قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

# عرضِ حال

امسال موسم گرما میں نظارت دعوت و تبلیغ نے مجھے کشمیر میں متعین کیا۔ قیام سرینگر کے عرصہ میں بہائی مبلغین سے بھی گفتگو ہوتی رہی۔ بہائیت کے متعلق بعض لیکچر بھی دیئے گئے۔ چونکہ اکثر لوگ بہائی تحریک کی حقیقت اور اسکی غرض و غایت سے ناواقف ہیں اور بہائی صاحبان عام دلربا باتوں کے علاوہ اپنی اس شریعت تک کو ظاہر نہیں کرتے جسکے متعلق ان کا عقیدہ ہے، کہ اسکے آنے سے قرآن مجید منسوخ ہو گیا ہے (نعوذ باللہ) اور اب سارے مذاہب کے لوگ جبتک اس پر عمل نہ کریں ان کی نجات نہیں ہو سکتی۔ اسلئے لیکچروں اور گفتگو کے علاوہ یہی مناسب سمجھا گیا کہ بہائی تحریک پر ایک مفصل تبصرہ بھی شائع کیا جائے جسمیں بابیت اور بہائیت کی تاریخ و اصولوں کے بیان کے علاوہ بہائی شریعت بھی من وعن شائع کر دی جائے۔ نیز اس شریعت کا اسلامی شریعت سے مختصر موازنہ ہو اور بانی بہائیت کے دعویٰ الوہیت پر بھی روشنی ڈالی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

زیر نظر رسالہ "بہائی تحریک پر تبصرہ" کا ایک حصہ میں نے سرینگر اور آسنور میں مرتب کیا ہے اور ایک حصہ قادیان شریف آکر لکھا ہے مجھے اعتراف ہے کہ میں تبلیغی سفروں وغیرہ کے باعث اس رسالہ کو حسب دلخواہ شائع نہیں کر رہا گو مجھے توقع ہے کہ مضامین کے لحاظ سے "بہائی تحریک پر تبصرہ" اسم بامسمیٰ ثابت ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اگر معزز قارئین کوئی قابل اصلاح امر محسوس کریں، تو براہِ کرم خاکسار کو مطلع فرمائیں۔ تا آئندہ اشاعت میں اس نقص کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس سلسلہ میں ہر تنقید اور ہر مشورہ شکریہ کیساتھ قبول ہوگا۔ وَبِاللّٰہِ التَّوفِیْقُ۔

میں جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی حوصلہ افزائی، اور جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل و اخویم شیخ عبدالقادر صاحب مولوی فاضل کے مشوروں اور تعاون، کا شکر گذار ہوں۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاء

اے میرے ہادی خدا! تو اپنے کرم سے اس رسالہ کو قبول فرما! اور اسے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنا، تا تیری توحید اور جلال دنیا پر ظاہر ہو اور تیرے پاک نبی ہمارے محسن آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تیری مقدس کتاب قرآن مجید کی عظمت سے لوگ آگاہ ہوں تیرے فرستادہ احمد مرسل اور احمدیت کی حقانیت اہل جہان پر روشن ہو۔ اے میرے خدا! تو اسی بہائیت کی تاریکیوں میں مبتلا انسانوں کو لئے شمع ہدایت بنا۔ اللھم آمین یا رب العالمین۔

| ادنیٰ خادم سلسلہ احمدیہ | قادیان دارالامان |
| --- | --- |
| ابوالعطاء جالندھری مولوی فاضل | ۲۰ ذوالقعدہ ۱۳۵۵ ہجری قمری مطابق ۲۰ فتح ۱۳۱۹ ہجری شمسی |

# بہائی تحریک پر تبصرہ



## فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لِیَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ

# بہائی فتنہ اور اس کا علاج

اسلام کا آغاز ضعف کی حالت میں ہوا اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت نمائی کیلئے وادیٔ بطحاء میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا۔ آپ خدائے ذو الجلال کی رسالت کے ادا کرنے میں بطلِ جلیل ثابت ہوئے۔ خدا وند تعالےٰ نے فرمایا تھا اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ[1] ہر آن اور ہر رات اسلام کو تقویت حاصل ہوئی اور خدا کا کلمہ بلند ہوا حتیٰ کہ مخالف بھی پکار اٹھے کہ محمد عربی سب نبیوں سے زیادہ کامیاب نبی ہے[2] اسلام کا عروج ضعف کے بعد ہوا۔ وہ اسکی صداقت کا نشان ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اسکی پیشگوئی قبل از وقت بیان کر دیگئی تھی۔ اسی ابتدائی زمانہ میں بتایا گیا تھا کہ اسلام کی ترقی کے بعد پھر ایک دورِ کمزوری کا آئیگا یوشك ان يأتي على الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه[3] کہ لوگ اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہونگے اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ باقی رہ جائینگے۔ یہ بھی خبر دیگئی تھی کہ اس آخری زمانہ میں اسلام کے کچلنے کیلئے اندرونی اور بیرونی فتنے بکثرت پیدا ہونگے ان بین یدی الساعة فتنا كقطع الليل المظلم[4] ان فتنوں میں سے ایک دجالی فتنہ ہے جسکی مختلف شاخیں ہیں ان شاخوں میں سے ایک شاخ کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الدجال يخرج من ارض بالمشرق يقال لها خراسان[5] کہ دجال کی تحریک خراسان سے شروع ہوگی۔ دوسری حدیث میں آتا ہے۔ انه خارج خلة بين الشام والعراق فعاث يمينا وعاث شمالا[6] کہ وہ دجال شام اور عراق کے درمیانی راستہ میں سے گذریگا، اور دائیں بائیں فساد پھیلائیگا۔ اس دجال کے زمانہ زندگی کے متعلق بتایا گیا ہے۔ يمكث الدجال في الارض اربعين سنة[7] کہ وہ چالیس برس تک رہیگا۔ دجال کے نصیب العین کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اسے رؤیا میں بیت اللہ کے گرد طواف کرتے دیکھا ہے جسکی تعبیر یہ تھی کہ "يدور حول الدين يبغي العوج والفساد[8] کہ وہ دین اسلام میں کجی تلاش کرنے اور اسمیں خرابی پیدا کرنے کی کوشش کریگا۔ اس دجال کے مقام ہلاکت کے متعلق رسول خدا صلی اللہ

---

[1] الانبیاء آیت ۴۴۔ [2] انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن۔ [3] مشکوٰۃ کتاب العلم صفحہ ۳۸۔ [4] مشکوٰۃ صفحہ ۴۶۳ کتاب الفتن۔ [5] مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۳
[6] مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۳۔ [7] مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۴۔ [8] مجمع البحار جلد ۲ صفحہ ۳۲۱

علیہ وسلم فرماتے ہیں نقص فالملائکۃ وجہہ قبل الشام وھنالك یھلك[1] کہ ملائکہ اسے مرکز اسلام پر حملہ نہ کرنے دینگے بلکہ اسکا منہ ملک شام کیطرف پھیر دینگے اور وہ وہیں ہلاک ہوگا۔ اسکے صادق ترین نبی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دجال کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ اسکے اتباع جو زیادہ تر اصفہان[2] و ایران کے ہوں گے اسے نبی یا رسول نہ کہینگے بلکہ اسکے دعویٰ ربوبیت کے ماننے والے ہونگے وہ مومنوں سے کہینگے أو ما تؤمن بربنا[3] کہ تم بھی دجال کو رب مانو۔ ان احادیث نبویہ میں دجالی تحریک کی ایک شاخ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان پیشگوئیوں کا پورا ہونا، اسلام کی حالت کا کمزور ہوجانا اور خراسان سے ایک دجالی تحریک کا اٹھنا اسلام کی صداقت کا ایک اور ثبوت ہے۔

(۳)

ان احادیث میں بیان کردہ علامات کے مطابق بہائی تحریک اس پیشگوئی کی پوری پوری مصداق ہے (۱) بہاء اللہ اور قرۃ العین وغیرہ نے قرآنی شریعت کے منسوخ قرار دینے کی سازش سب سے پہلے بدشت کانفرنس (علاقہ خراسان) میں کی تھی[4]۔ (۲) بہاء اللہ شام اور عراق کے رہبانی راستوں میں فساد پھیلاتا ہوا قسطنطنیہ و ادرنہ وغیرہ گیا[5]۔ (۳) بہائیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ بہاء اللہ کی مدت تقریباً چالیس[4] برس تھی[6]۔ (۴) بہاء اللہ کا پروگرام یہی تھا کہ کسی طرح اسلامی شریعت میں نقائص ثابت کرے اور اسے منسوخ قرار دیکر مسلمانوں کے اعراض کا انتقام لے[7]۔ (۵) قدرت نے اسے ایران سے نکالکر بغداد اور قسطنطنیہ کے بعد عکا ملک شام میں بند کردیا یہانتک کہ اسی علاقہ میں فوت ہوا۔ (۶) بہاء اللہ کے اتباع فلسطین، مصر اور ہندوستان وغیرہ میں جو بھی پائے جاتے ہیں ان میں سے بڑی تعداد اصفہانی اور ایرانی لوگوں کی ہے۔ (۷) بہائی صاف کہتے ہیں کہ ہم بہاء اللہ کو نبوت یا رسالت سے متصف نہیں مانتے بلکہ اسے مقام ربوبیت پر مانتے ہیں لکھا ہے:۔ "ظہور قائم موعود ظہور مقام ربوبیت و شارعیت است[8]"۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ[9] کہ ہم اسلام کی حفاظت کریں گے اور اسکے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا ازالہ کرینگے۔ اس دجالی فتنہ کا کیا علاج بتایا گیا تھا اور کیا وہ علاج پیدا ہوگیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دجالی فتنوں کے استیصال کیلئے مسیح موعود اور مہدی معہودؑ کی بعثت مقدر ہے۔ مسلم کی حدیث میں دجالی فتنہ کے بعد بعثت مسیح کا ذکر ہے[10]۔ اور مہدی کے متعلق

[1] مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۵۔ [2] مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۵۔ [3] مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۴۔ [4] الکواکب الدریہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۶۔ [5] عصر جدید۔ [6] الفرائد صفحہ ۲۵۔ [7] اقتدار صفحہ ۴۷/۲۸۔ [8] الفرائد صفحہ ۶۷۲۔ [9] الحجر آیت ۹۔ [10] مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۳

حسب ذیل حدیث بہائیوں نے خود پیش کی ہے :-

"یقیم الدین وینفخ الروح فی الاسلام یعزّ اللہ بہ الاسلام بعد ذلہ ویحییہ بعد موتہ"[51]

ترجمہ: مہدی اسلام کو قائم کریگا اور اس میں روح پھونکیگا اسکے ذریعہ اللہ تعالےٰ اسلام کو پھر عزت بخشیگا اور اسکی مُردنی کے بعد تروتازگی اور زندگی کے دن لائیگا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ سیکون فی آخر ھٰذہ الامۃ قوم لھم مثل اجر اولھم یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن[52]۔ کہ امت محمدیہ کے آخری حصہ میں ایک جماعت ہوگی جنکو صحابہؓ کیطرح اجر ملیگا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرینگے اور اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کریں گے"۔ یہ لوگ یقیناً مسیح موعودؑ کی جماعت ہی ہے جنکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ از سرِ نو اسلام کی عزت قائم کریگا اور دجال جن نقائص کو قرآن مجید کیطرف منسوخ کریگا انکا ازالہ کریگا کیونکہ آنحضرتؐ نے رؤیا میں مسیح موعودؑ کو بھی طواف بیت اللہ کرتے دیکھا ہے۔ جسکا مطلب یہ تھا کہ "یطوف حول الدین لاقامۃ اودہ واصلاح فسادہ"[53]۔ وہ دین اسلام کی بےنظیر خدمت کریگا۔

جب اسلام کیخلاف فتنہ پیدا ہونیکی خبر پوری ہوچکی تو ضرور تھا کہ اس فتنہ کا علاج بھی پیدا ہو۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"آخر جبکہ بڑے بڑے صدمات اسلام پر وارد ہوکر تیرہویں صدی پوری ہوئی اور اس منحوس صدی میں ہزارہا قسم کے اسلام کو زخم پہنچے اور چودہویں صدی کا آغاز شروع ہوا تو ضرور تھا کہ خدا تعالےٰ کی قدیم سنت کے موافق موجودہ مفاسد کی اصلاح اور دین کی تجدید کیلئے کوئی پیدا ہوتا سو اگرچہ اس عاجز کو کیسا ہی تحقیر کی نظر سے دیکھا جائے مگر خدا نے اس امت کا خاتم الخلفاء اسی اپنے بندے کو ٹھہرایا"[54]

بہائیت کی بنیاد اس امر پر تھی کہ قرآنی شریعت منسوخ ہے۔ مگر بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس زہر کا تریاق پیش کرتے ہوئے فرمایا :-

(الف) "اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کا تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے"[55]

(ب) "تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی"[56]

---

[51] الفرائد صفحہ ۱۵ [52] مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۲ [53] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ برحاشیہ صفحہ ۳۸۴ [54] چشمہ معرفت صفحہ ۳۱۵ [55] ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۶ [56] کشتی نوح صفحہ ۲۴

(ج) "قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کو قدم رکھنے کی جگہ نہیں کیونکہ جسقدر انسان کی حاجت تھی وہ سب کچھ قرآن شریف بیان کر چکا۔"[۱]

(د) "خدا اس شخص کا دشمن ہے جو قرآن شریف کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہے۔ اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے۔"[۲]

غرض اللہ تعالیٰ نے بہائی تحریک کے علاج کیلئے احمدیت کو قائم کیا۔ اور عین صدی کے سر پر مبارک وہ جو وقت اور ضرورت کو سمجھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرستادہ کیساتھ شامل ہو کر حق کی تائید کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"مجھے عین چودھویں صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودھویں صدی کے سر پر آیا تھا مسیح الاسلام کر کے بھیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکھلا رہا ہے۔ اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ اور خدا کا مقابلہ عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے۔ یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کی طرف سے ہے۔ ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہیگا وہ توڑ نہیں سکیگا۔ مگر یہ اینٹ جب اس پر پڑیگی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیگی۔ کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتھ خدا کا ہے۔"[۳]

بہاء اللہ ناسخ الاسلام ہونیکا دعویدار ہے۔ اور سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام مسیح الاسلام ہیں۔ ایران سے ہی زہر پیدا ہوا۔ اور ایک فارسی الاصل وجود کے ذریعہ ہی اللہ تعالیٰ نے اس کا تریاق نازل فرمایا۔ جس نے سرزمین ہند (نہ کہ آدم) سے پکارا ہے

پھر دوبارہ ہے اتارا تو نے آدم کو یہاں
تا وہ نخل راستی اس ملک میں لاوے ثمار

وَاللّٰهُ يُعْلِيْ كَلِمَتَهٗ وَيَنْصُرُ عَبْدَهٗ وَيُؤَيِّدُ حِزْبَهٗ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْن

———— ❊ ————

[۱] چشمہ معرفت صفحہ ۷۳۔ [۲] چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۴۔ [۳] کشتی نوح صفحہ ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ═══ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# فصل اوّل

## بابی تحریک کی تاریخ

**امام غائب کے باب کے متعلق شیعی عقیدہ**

بابی تحریک کا آغاز ملک ایران میں ہوا۔ اس تحریک کے اسباب و دواعی کو جاننے کیلئے ایران کی اُس وقت کی مذہبی و ملکی حالت پر نگاہ ڈالنا ضروری ہے۔ جب اس تحریک کا آغاز ہوا تھا ایرانی مسلمانوں کی اکثریت شیعہ ہے اثنا عشری شیعہ صاحبان کا عقیدہ ہے۔ کہ ان کے بارھویں امام حضرت محمد بن حسن عسکری غائب ہیں، وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہونگے۔ انکے غائب رہنے کے زمانہ میں ان سے تعلق کا ذریعہ جو شخص ہوتا ہے اسے شیعی اصطلاح میں باب کہتے ہیں مشہور شیعہ مصنف ابو جعفر ابن بابویہ القمی لکھتے ہیں :۔

”وله الی هذا الوقت من یدعی من شیعته الثقات المستورین انه باب الیه و سبب یؤدی عنه الی شیعته امره و نهیه“[1]

کہ اسوقت تک امام غائب کے معتبر اتباع میں سے ایسے دعویدار پیدا ہوتے رہے ہیں، جو کہتے ہیں کہ وہ اسکے لئے باب یعنی دروازہ ہیں اور اس کا امر و نہی اسکے مریدوں کو پہنچاتے ہیں“

علامہ القمی کے نزدیک ایسے بابوں کا سلسلہ ہمیشہ کیلئے جاری ہے[2] چنانچہ

---

[1] اکمال الدین صفحہ ۵۶ [2] اکمال الدین صفحہ ۵۱۲ و صفحہ ۳۶۹

امام غائب کی غیبوبت کے بعد شیعوں میں یکے بعد دیگرے چار اشخاص نے یہ دعویٰ کیا کہ ہم امام غائب کے نائب یا باب ہیں ان میں سے چوتھے باب کا نام ابو الحسن علی بن محمد سمری تھا۔ جو بقول بہائی مؤرخ عبد الحسین صاحب ۲۶۰ سنہ ہجری میں فوت ہو گیا تھا[1]۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ باب چہارم ابو الحسن السمری ۱۵ شعبان ۳۲۸ سنہ ہجری کو فوت ہوا تھا[2]۔ اور اسی تاریخ سے شیعوں کے نزدیک غیبت کبریٰ کا زمانہ شروع ہوا ہے۔ اس کی وفات کے بعد عام طور پر نائب کا طریقہ مسدود سمجھا گیا۔ مگر یہ خیال قائم رہا۔ ایک بہائی لکھتے ہیں :۔

"بہت پرانے وقتوں سے ایران میں یہ روائیت چلی آ رہی تھی کہ بارھویں امام جو غائب ہو گئے ہیں، تو اپنے فضل کی رو سے اپنے سچے اور طالب معتقدوں کو اپنا دیدار دکھانے کے واسطے دنیا میں اس خدمت کیلئے کسی بزرگ اور پرہیزگار آدمی کو مامور رکھتے ہیں۔ اس آدمی کو وہ اپنی اصطلاح میں باب کا لقب دیتے تھے[3]"

بارھویں صدی ہجری کے اواخر میں امام غائب کے منتظرین پر یاس کی حالت طاری ہو رہی تھی۔ اور اس عقیدہ میں لمبے انتظار کے باعث تزلزل پیدا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ علامہ مجلسی اور کتاب اکمال الدین کے مصنف نے جس خیال کو قرون وسطیٰ میں راسخ کیا تھا۔ اب اسکی بنیادیں ہل رہی تھیں۔ اسلئے شیعہ صاحبان میں ایسے لوگ کھڑے ہوئے جنھوں نے اپنے پیروؤں کو "قرب ظہور" کی امید پر اس پرانے خیال سے وابستہ رکھنے کی کوشش کی۔ ایران میں ایسے لوگوں میں سے الشیخ احمد الاحسائی اور السید کاظم الرشتی خاص طور پر قابل ذکر ہیں کیونکہ بابیت اور بہائیت

---

[1] الکواکب الدریۃ عربی جلد ۱ صفحہ ۳۲۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف مرتبہ پروفیسر ایڈورڈ براؤن صفحہ ک۔

[3] رسالہ بہاء اللہ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ صفحہ ۵

اسی درخت کی شاخیں ہیں۔ جسے ان دو اشخاص نے سرزمین ایران و عراق میں بویا تھا۔ اور یہ کہنا بالکل درست ہے کہ سید علی محمد باب اور مرزا حسین علی بہاء کی تحریک شیخ احسائی اور سید کاظم کی تحریک کا نتیجہ تھی۔

**فرقہ شیخیہ اور اس کا بانی**

الشیخ احمد الاحسائی بانی فرقہ شیخیہ بحرین کے علاقہ میں بنی صخر قبیلہ میں سنہ ۱۱۵۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۳ عیسوی میں پیدا ہؤا تھا۔ والد کا نام الشیخ زین الدین الاحسائی تھا۔ پچاسی[۸۵] برس کی عمر میں ۲۱ ذوالقعدہ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مطابق سنہ ۱۸۲۶ء کو مدینہ منورہ کے راستہ میں الشیخ احمد کا انتقال ہؤا[۱]۔ الشیخ موصوف نے تحصیل علم کے بعد جن خیالات کا اظہار شروع کیا، وہ اصولی طور پر شیعہ خیالات ہی تھے لیکن تفسیر قرآن مجید اور احادیث کی تاویل میں ان کا طریق علیحدہ تھا۔ اسی بنا پر ان کے ماننے والے شیخیہ فرقہ کے نام سے موسوم ہونے لگے۔ بہائی عالم ابوالفضل لکھتے ہیں:۔

"ان السید الاحسائی ولد فی القرن الثانی عشر الہجری واشتہر بالعلم والفضل واوجد مذہبًا خاصًا فی المعارف الروحانیہ وتفسیر القرآن والاحادیث النبویۃ ولذلك اشتہر تلامذتہ فی حیاتہ ومن بعد وفاتہ بالفرقۃ الشیخیۃ ...... والفرقۃ الشیخیۃ معروفۃ فی بلاد العراق ومنہا انتشر مذہبہم الی فارس و خراسان و سائر ممالك ایران"[۲]

ترجمہ:۔ الشیخ احمد احسائی بارھویں صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم و فضل میں مشہور تھے۔ انہوں نے روحانی معارف اور قرآن و حدیث کی تفسیر میں خاص مذہب ایجاد کیا تھا۔ اسلئے انکی زندگی میں ان کے شاگرد اور ان کی وفات کے بعد ان کا گروہ فرقہ شیخیہ کے نام سے مشہور ہؤا۔ فرقہ شیخیہ عراق میں معروف ہے اور وہاں سے

---

[۱] الکواکب الدریہ صفحہ ۳۹، ۴۶۔ [؟] الرسالۃ التسع عشریۃ صفحہ ۱۔ [۲] مجموعہ رسائل مطبوعہ مصر صفحہ ۸۳

فارس، خراسان وغیرہ ایرانی علاقوں میں پھیلا ہے۔"

شیخ کی علمی شہرت کا چرچا دور تک پہنچا تھا چنانچہ ایران کے شیعہ حلقوں میں بھی اس کا ذکر تھا۔ قریباً بارہ۱۲ برس کا عرصہ وہ ایران کے مختلف شہروں میں رہا۔ اس طرح اسکے خیالات اسکے شاگردوں کے درمیان سرایت کرتے گئے حتیٰ کہ بعض لوگوں نے یہاں تک کہنا شروع کر دیا کہ :۔

"ان المؤمن الحقیقی هو الشیخ احمد وان الشیعة الخالصة الصریحة من ۔۔ اتبعه"[1]

سچا مومن شیخ احمد ہی ہے۔ اور اصلی شیعہ وہ ہے، جو اسکی پیروی کرے۔"

بہائی مؤرخ مرزا عبد الحسین کا بیان ہے :۔

"ان الشیخ لم یخالف الشیعة فی أساس معتقداتهم وکان یطری ائمة الهدی ...... ویعتقد بخلافة علی المتصلة وامامة ائمة الهدی من ذریته"[2]

کہ شیخ نے شیعہ کے اصولی معتقدات کی ذرہ مخالفت نہیں کی۔ وہ اماموں کی بے حد تعریف کرتا تھا۔ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل مانتا تھا۔ اور آپؓ کی نسل میں امامت کا قائل تھا۔"

امام مہدی کے متعلق شیخ احمد کا قول تھا :۔

"ان المهدی هو محمد بن الحسن العسکری وانه حیّ لم یمت"[3]

کہ امام عسکری ہی مہدی موعود ہے اور وہ زندہ ہے، فوت نہیں ہوا۔"

شیخ احمد احسائی کا خاص مشن جس پر فرقۂ شیخیہ معرض وجود میں آیا، یہ تھا کہ امام غائب کے متعلق زوال پذیر عقیدہ کو مضبوط کیا جائے اور شیعیت کے واحد سہارا

---

[1] الکواکب ص۲۷۔ [2] الکواکب ص۲۲۔ [3] الکواکب ص۲۳

کو قائم رکھا جائے۔ اسکی ایک ہی صورت تھی، اور وہ یہ کہ مایوس ہونیوالوں کو کہا جائے، کہ اب امام غائب بہت جلد ظاہر ہونے والے ہیں۔ چنانچہ شیخ احسائی نے یہی طریق اختیار کیا۔ لکھا ہے:۔

"ولم یزل یبشر تابعیه ومریدیه وتلامیذه باقتراب ظهور المهدی ودنو قیام القائم المنتظر" [۱]

کہ احسائی اپنے اتباع، مریدوں اور شاگردوں کو خوشخبری دیتا تھا، کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے۔ اور قائم منتظر کے آنے کا زمانہ آپہنچا ہے"

شیخ احسائی کا یہ پیغام جو ضرورتِ وقت کی ایجاد تھا، بہت سے شیعوں کو اسکے گرد جمع کرنیکا باعث ہوا۔ اور اسی پر فرقہ شیخیہ کا آغاز ہوا۔ شیخ کے جوشیلے شاگردوں نے اسی بناء پر اسے تیرھویں صدی کا مجدد بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسکی قبر پر لگے ہوئے کتبہ پر لکھا ہے:۔

"مجدد رأس المائة الثالثة عشر مولانا احمد بن الشیخ زین الدین الاحسائی" [۲]

**طریقہ کشفیہ اور اس کا بانی**

شیخ احسائی نے مرنے سے پہلے وصیّت کی تھی، کہ میرے بعد میرا جانشین اور طائفہ کا زعیم السیّد کاظم الرشتی ہو[۳]۔ سیّد موصوف ۱۲۰۵ سنہ ہجری میں رشت مقام پر ایک تاجر خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ بلوغت کو پہنچ کر شیخ احسائی کے شاگردوں میں شامل ہوگئے۔ ۱۲۴۲ سنہ ہجری میں استاد کی وفات پر اس کی وصیّت کے مطابق فرقہ شیخیہ کے رئیس مقرر ہوئے۔ بالعموم وہ شیخ احسائی کی تعلیمات کو رواج دیتے تھے۔ ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں:۔

"قام بعده تلمیذه الاجل السیّد کاظم الرشتی و سعی فی نشر

---

[۱] الکواکب صفحہ ۲۵۔ [۲] الرسالۃ التسع عشریۃ صفحہ ۱۱۔ [۳] الکواکب صفحہ ۲۷

تعلیمات الشیخ واقتفی اثرہ و روّج مشربہ و
مذھبہ الی ان توفی الی رحمۃ اللہ تعالی[1] "

کہ احسائی کے بعد اس کا شاگرد السیّد کاظم اس کا قائم مقام ہوا۔ اس نے شیخ کی تعالیم کو شائع کرنے میں جدوجہد کی۔ اسکے مذہب کو رواج دیا۔ اور اسکے نقش قدم پر چلا، یہانتک کہ فوت ہو گیا۔"

السیّد کاظم نے بعض امور میں الشیخ احسائی سے اختلاف بھی کیا کیونکہ وہ اپنے آپ کو زمانۂ اقتدار میں مستقل سمجھتے تھے اس عرصہ میں فرقہ شیخیہ میں کچھ اختلاف بھی پیدا ہو گیا۔ السیّد کاظم کا طریقہ طریقۂ کشفیہ کے نام سے مشہور ہوا[2] سترہ برس تک فرقہ کا پیشوا رہنے کے بعد ۱۲۵۹ھ ہجری مطابق ۱۸۴۳ء میں السیّد کاظم کربلا میں پچپن[55] برس کی عمر میں فوت ہو گئے[3]۔

السیّد کاظم رشتی نے اپنے زمانۂ حیات میں اپنے شاگردوں کو تین قسموں میں منقسم کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں بہائی تاریخ کا یہ بیان غور سے پڑھا جائیگا:۔

"واما الطبقۃ الثالثۃ فھم التلامیذ الذین لازموہ اللیل والنھار وصحبوہ بالعشي والابکار وکانوا مستودع اسرارہ وامناء جواھر افکارہ[4] "

کہ السیّد کاظم نے اپنے شاگردوں میں تیسرا درجہ ان لوگوں کو دیا تھا، جو دن رات صبح وشام اسکے ساتھ رہتے تھے۔ وہ ان کو اپنے خاص راز بتایا کرتا تھا۔ اور اپنے خیالات کو ان کے سامنے حقیقی شکل میں ظاہر کیا کرتا تھا۔ سیّد علی محمد باب بانی بابیت اسی مکتب کے ہوشیار طالب علم تھے۔ بہائیوں کا دعوی ہے، کہ سیّد کاظم کا یہی "تھرڈ کلاس" وہ جماعت ہے جو باب کے دعوی پر فی الفور ایمان لے آئی تھی[5]۔ سیّد

---

[1] مجموعہ رسائل ص۲۷۔ [2] رسالہ "البابیون فی التاریخ" ص۶۔ [3] الکواکب ص۲۵۔ [4] الکواکب ص۲۶
[5] الکواکب ص۲۹۔

کاظم کے شاگردوں میں ام سلمیٰ المعروف قرۃ العین بھی شامل تھی جو بابی تحریک میں ایک نمایاں شخصیت ثابت ہوئی۔ سیّد کاظم نے ہی اسے "قرۃ العین" کا دلچسپ خطاب دیا تھا۔ لکھا ہے :۔

"سیّد مرحوم لقب قرۃ العین را با و دادند و فرمودند بحقیقت مسائل شیخ مرحوم قرۃ العین پی برد[1]"

شیخ احسائی اور سیّد کاظم نے بارھویں صدی ہجری کے اواخر سے "قائم آل محمدؑ" کے قرب ظہور کی منادی کرکے عوام شیعہ کے خیالات کو اس امید پر کھڑا کر دیا تھا کہ بہت جلد امام غائب نمودار ہو جائیگا۔ ۱۲۴۲ھ ہجری میں شیخ احسائی کی وفات سے یہ مرکز امید منہدم ہو گیا لیکن ہونیوالے جانشین کی آواز سے چند سال مزید انتظار میں گذر گئے۔ شیخ احسائی اور سیّد کاظم کی تجویز امر الٰہی سے نہ تھی۔ انہیں وحی اور الہام کا دعویٰ نہ تھا۔ نہ ہی انہوں نے اس سلسلہ میں کبھی کلام خداوندی پیش کیا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ عام رو کے باعث اور کچھ ان دونوں کے اعلان کے نتیجہ میں ایران میں ایسی فضا پیدا ہو گئی تھی۔ کہ شیعوں کا ایک طبقہ امام غائب یا اس کے نائب یعنی باب کے نام سے اٹھنے والی آواز پر اندھا دھند لبیک کہنے کے لئے تیار تھا۔ سیّد کاظم کا انتقال ۱۲۵۹ھ ہجری میں ہوا۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے :۔

"اما تلامیذ السید بعد وفاته فضا روا فریقین فریق استمر القرأة والدرس وفریق آخر أخذ یجوب الفیافی والاقطار و یرود الاقالیم والامصار والبوادی والقفار بحثاً عن المنتظر[2]"

کہ سیّد کاظم کی وفات پر اسکے شاگردوں کا ایک حصہ تو درس و تدریس

---

[1] تذکرۃ الوفاء مصنفہ عبدالبہاء افندی صفحہ ۲۹۲ یا تحفہ طاہرہ مؤلفہ اسفندیار بختیاری ص ۵۔ [2] الکواکب صفحہ ۲

میں مشغول رہا، اور دوسرا حصہ امام موعود کی جستجو میں جنگلوں صحراؤں، ملکوں، شہروں اور ویرانوں میں مارا مارا پھرنے لگا"

یہ بیان کتنا بھی مبالغہ آمیز ہو، مگر اس سے یہ تو ظاہر ہے۔ کہ سید رشتی کے شاگرد امام غائب کے لئے بیتاب تھے اور وہ عالم بیتابی میں اسطرح اٹھے تھے کہ گویا امام کو پیدا کر کے چھوڑینگے۔ ان حالات میں یہ کوئی اچنبھی بات نہ تھی، کہ چند ماہ بعد ١٢٦٠ھ ہجری میں فرقہ شیخیہ کا ایک سرگرم ممبر اور سید کاظم کا شاگرد سید علی محمد یہ دعوی کر دیتا کہ میں باب یعنی امام غائب کا دروازہ ہوں۔

**باب سید کاظم کا شاگرد تھا۔**

بابیت اور بہائیت شیخ احسائی اور سید کاظم کے طریقہ کا ہی فتنی ہے۔ اسی آواز کی صدائے بازگشت ہے قدیم باطنیت کے ہی دھندلے سے نقوش ہیں۔ اسلئے بہائیت کے مخترع مرزا حسین علی صاحب نے شیخ و سید کو زمین کے دو نور قرار دیا ہے۔ اپنی کتاب ایقان میں جو اس نے بہ حیثیت تلمیذ باب لکھی ہے۔ لکھتے ہیں:-

"اکثر از منجمان خبر ظہور نجم را در سماء ظاہرہ دادہ اند وہمچنیں در ارض نورین نیرین احمد و کاظم قدس اللہ تربتہما" [1]

مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ سید علی محمد باب کا مرید اور شاگرد تھا۔ اور سید علی محمد سید کاظم کا شاگرد تھا۔ سید کاظم شیخ احسائی کا مرید تھا، اس لحاظ سے بابیت اور بہائیت کے ذکر پر ان ہر چہار کا ذکر لازمی ہے۔ پروفیسر براؤن "باب" اور "شیعۂ کامل" کی اصطلاح کو ہم معنی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"وشکے نیست کہ شیخ احمد احسائی و بعد از او حاجی سید کاظم رشتی در نظر شیخیہ شیعۂ کامل و واسطۂ فیض بودہ اند" [2]

---

[1] ایقان ص۵۵۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف ص۹

بہائی تاریخ میں باب کے متعلق لکھا ہے :۔

"توهّم كثير من الناس انّ الباب قرأ على السيّد الرشتي"[1]

کہ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ باب السیّد رشتی کا شاگرد تھا۔ مگر بہائی مؤرخ کے نزدیک باب صرف ایک دو مرتبہ السیّد رشتی کے حلقہ درس میں شامل ہوا ہے[2]۔ بہر حال باب عقیدتاً و قولاً السیّد کاظم کا شاگرد تھا۔ اس کا انکار ناممکن ہے۔

**ایران کی مذہبی حالت اور انتظارِ موعود۔**

ایران میں مذہبی طور پر ابتر حالت تھی۔ فرقہ بندی اور تکفیر بازی کا بازار گرم تھا۔ مقالہ سیاح کے مصنف یعنی عباس افندی پسر بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

"نرى ايران ملأى بالطوائف المختلفة والاحزاب المتباينة كالمتشرعة والشيخية والصوفية والنصيرية وغيرهم وكل واحدة من هذه الفرق والفئات ترمى الاخرى بالكفر والزيغ والفسوق[3]"

ترجمہ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ملک ایران میں مختلف فرقے اور علیحدہ علیحدہ حزب بکثرت موجود ہیں جیسے متشرعہ، شیخیہ، صوفیہ، نصیریہ وغیرہم۔ یہ ایک دوسرے کو کافر اور فاسق قرار دیتے ہیں"

تیرھویں صدی کے وسط میں عوام شیعہ عموماً اور فرقہ شیخیہ کے افراد خصوصاً امام مہدی کے لئے چشم براہ تھے[4]۔ ایک بہائی مصنف لکھتا ہے :۔

"دراں وقت جمیع شاگردہائے شیخ احمد و سید کاظم در نہایت اشتیاق و ذوق منتظر ظہور موعود بودند و کمال وجد و ولہ داشتند[5]"

---

[1] الکواکب صفحہ ۲۵ ۔ [2] دیکھو مقدمہ نقطۃ الکاف ۔ [3] مقالہ سیاح صفحہ ۱۱۳ ۔ [4] عصر جدید عربی طبع صفحہ ۳۲ ۔ [5] رسالۃ التسع عشریۃ صفحہ ۲۰ ۔

ترجمہ۔ ان دنوں شیخ احمد اور سید کاظم کے سب شاگرد بے حد شوق و ذوق سے موعود کے ظہور کے منتظر تھے، اور نہایت بیتابی اور جوش رکھتے تھے۔

**ایران کی ملکی حالت اور بابی تحریک**

ایران دیگر مشرقی ممالک کیطرح قدیم نظام حکومت کے خلاف تیار ہو رہا تھا۔ دانایانِ فرنگ اپنے مقاصد کے پیش نظر ایران کی نبض پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔ کہ بابی تحریک کا آغاز ہوا۔ میں اس تحریک کے سیاسی پہلو کے متعلق زیادہ لکھنا نہیں چاہتا حکومت ایران نے بابی تحریک سے معاندانہ روش اختیار نہیں کی۔ بلکہ کہا، کہ جب تک باب کیطرف سے کوئی مخلِ امن و خلاف قانون حرکت نہ ہوگی۔ حکومت اس سے قطعاً تعرض نہ کریگی[۱]۔ حکومت اس پالیسی پر کاربند رہی۔ اور جبتک بابیوں نے باغیانہ طریق اختیار نہیں کیا۔ حکومت نے ان پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال بالکل درست ہے۔ کہ اگر حکومت ابتدا سے ہی جاز مانہ رویّہ اختیار کرتی اور حد سے زیادہ نرم طریق پر عمل پیرا نہ ہوتی۔ تو اسے ان مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ جو بعد ازاں پیش آئیں۔ اس امر کا مختصر تذکرہ بابیوں کی قربانیوں کے ذیل میں ہوگا اس جگہ صرف اتنا بیان کرنا ضروری ہے۔ کہ غیر ملکی حکومتوں کا اس تحریک سے گہرا تعلق رہا ہے۔ بہائی تاریخ میں آتا ہے کہ (۱) جب شاہ ایران پر بابیوں نے گولی چلائی تو اس زمانہ میں بہت سے مشتبہ گرفتار کئے گئے اس ذکر پر لکھا ہے:۔

"اسی زمانہ میں میرزا حسین علی بہاء اللہ بھی قید کئے گئے۔ اور صرف ایک ضلع میں ان کے چارسو قصبہ ضبط ہوئے اور اگر انگریزی اور روسی سفیر سفارش نہ کرتے تو شاید دنیا کی تاریخ ایک عظیم الشان شخص کی زندگی کے حالات سے خالی رہ جاتی[۲]"

(۲) باب کے قتل کئے جانیکے بعد فوراً قنصلِ روس نے اس کا فوٹو لیکر اپنی حکومت

---

[۱] مقالہ سیاح صفحہ ۱۶ ۔ [۲] بہاء اللہ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ صفحہ ۱ نیز عصر جدید صفحہ ۳۲

کو بھیجا (۳) جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں کہ :-

"خرجنا من الوطن و معنا فرسان من جانب الدولة العلية الايرانية ودولة الروس الى ان وردنا العراق بالعزة والاقتدار"[2]

ترجمہ - کہ جب ہم ایران سے روانہ ہوئے تو ہمارے ساتھ حکومت ایران اور حکومت روس کے سوار تھے ۔ یہاں تک کہ ہم عراق میں عزت و تکریم سے پہنچ گئے ۔"

ایران کی ملکی حالت تغیر کو چاہتی تھی ۔ دستوری تحریک شروع تھی شیخ احسائی اور سید کاظم کے جمع شدہ مواد میں مذہبی انقلاب کے نام پر دیا سلائی لگانیکی ضرورت تھی سو اس ضرورت کو بابیت نے پورا کر دیا ۔ اور چند سال کیلئے ایران میدان کارزار بن گیا ۔

**باب کی دعویٰ سے پہلے کی زندگی ۔** باب کا نام سیّد علی محمد تھا بعض مؤرخ میرزا علی محمد کہتے ہیں[3] ۔ والد کا نام آغا سیّد محمد رضی مشہور ہے ۔ سید علی محمد یکم محرم ۱۲۳۵ سنہ ہجری مطابق ۲۰ر اکتوبر ۱۸۱۹ء کو شیراز میں پیدا ہوئے تھے[4] ۔ آپ کا خاندان تجارت پیشہ تھا ۔ پندرہ برس کی عمر میں اپنے ماموں کے ہمراہ تجارت میں مشغول ہو گئے اس سے قبل تعلیم حاصل کی ۔ بہائی روایات کے مطابق تعلیم کا اندازہ حسب ذیل تھا ۔

"وہ تجارت پیشہ خاندان میں پیدا ہوئے تھے ۔ اسواسطے صرف اتنی ہی تعلیم پائی جتنی کہ حساب کتاب کے واسطے ضروری تھی جیسی کہ ہمارے ہندوستان میں کچھ زمانہ تک دی جاتی تھی ۔ اور ایران میں آج تک دیجاتی ہے ۔ غالباً اسمیں قرآن شریف کا حفظ کرنا بھی شامل تھا جیسا کہ پرانے طریقے کے مسلمان خاندانوں کا طریقہ تھا"[5]

باب کی تعلیم صرف اسیقدر تھی ، یا اس سے زیادہ اس کا تخمینہ اس سے لگ سکتا ہے کہ پندرہ برس کی عمر تک باب پڑھتا رہا ہے اور اس عرصہ میں اس کا استاد اسے خوب مارا بھی

---

[1] الکواکب ص۲۲۶ ۔ [2] نبذة من تعالیم البہاء ص۱۷ ۔ [3] الکواکب ص۵۱۳ ۔ [4] الکواکب ص۵۳ وعصر جدید اردو ص۱۱ [5] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۲ نیز رسالة التسع عشرية ص۲۸ +

کرتا تھا۔ بہائی مؤرخ عبدالحسین لکھتا ہے :-

"جاء بالبیان من بیانات حضرة الباب ما یدل علی ان معلمه یسمی بمحمد و هي قوله یا محمد یا معلمی لا تضربنی فوق حد معین"[1]

کہ بیان میں خود باب کے بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ اس کے استاد کا نام محمد تھا چنانچہ باب کہتا ہے کہ اے میرے استاد محمد! مجھے مقررہ تعداد سے زیادہ نہ مار"

باب ابتدا سے ہی فرقۂ شیخیہ میں شامل تھا۔ اس کی تربیت اسکے ماموں کے ہاں ہوئی جو فرقۂ شیخیہ کا سرگرم ممبر تھا۔ باب کا ماحول ان خیالات سے پُر تھا کہ امام غائب کو بہت جلد ظاہر ہونا چاہیئے۔ بہائی راوی ہیں کہ :-

"ایام جوانی میں آپ (باب) خوبصورتی حسنِ اخلاق، غیر معمولی تقویٰ اور عمدہ چال چلن کے لئے مشہور تھے۔ آپ نماز، روزہ اور دیگر ارکانِ اسلام کو نہایت مستعدی کے ساتھ ادا کرتے تھے"[2]

فرقۂ شیخیہ کے خیالات و اوراد کا اس خوبصورت نوجوان پر یہ اثر ہوا کہ جب اس کے ماموں نے بوشہر میں اسے اور اپنے بیٹے کو مشترکہ دکان کھولکر دی، تو باب کی حالت دگرگوں ہونے لگی۔ لکھا ہے :-

"حضرة الباب کان یبدی الملل من ذلك و یؤثر الاعتکاف والانزواء ورغما عن هذا الشغل الشاغل کان کثیراً ما یدع المتجر و یرقي علی سطح المنزل متشغلاً بالدعاء والابتهال وتلاوة الاوراد والاذکار"[3]

ترجمہ:۔ کہ باب اس تجارتی کاروبار سے ملال کا اظہار کرتا تھا، اور گوشہ نشینی کو ترجیح دیتا تھا چنانچہ مشاغل کے باوجود بسا اوقات وہ دکان کو چھوڑ کر اسکی چھت پر چڑھ جاتا تھا۔ دعا کرنے پڑھنے اور اوراد پڑھنے میں منہمک ہو جاتا تھا"

---

[1] الکواکب صفحہ ۶۲۔ [2] عصر جدید اردو صفحہ ۱۸۔ [3] الکواکب صفحہ ۶۴

باب کی اس حالت کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے بہائی روایت کے مطابق شیعہ عقاید کی قلمی تائید کرنی شروع کر دی۔ اور امام غائب کے بارے میں بعض تحریرات بھی لکھیں۔ ان تحریروں کا فرقہ شیخیہ میں چرچا ہونے لگا۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے :۔

"افاض فی البیان عن المهدی المنتظر وارخی العنان لیراعه فی وصفه و کیحه عن النقد والتعرض لعقائد الشیعة بل کان یثنی علیها ویقرر صحتها و متانتها حتی وجود المنتظر الغائب[1]"

کہ باب نے امام مہدی اور اس کی صفات کے متعلق نہایت تفصیل سے بیان کیا۔ اور اپنے قلم کو شیعہ عقائد کی تنقید سے ہمیشہ روکا۔ بلکہ شیعہ عقائد کی باب نے تعریف کی اور انہیں عقیدہ امام غائب سمیت صحیح و درست قرار دیا۔"

اسی دوران میں باب کی عمر بائیس[۲۲] سال کی ہو گئی تھی۔ رشتہ داروں کو خیال ہوا کہ شاید شادی سے حالات رو باصلاح ہو جائیں۔ چنانچہ شیراز میں ہی باب کی شادی ہو گئی۔ دوسرے سال ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام باب نے غالباً الشیخ احمد الاحسائی کے نام پر احمد رکھا۔ یہ بچہ شیرخوارگی میں ہی فوت ہو گیا۔ ان تمام واقعات کا اثر باب پر یہ ہوا کہ بچہ کی وفات پر گھر بار چھوڑ فوراً کربلا کو روانہ ہو گیا۔ لکھا ہے :۔

"وفی اثر ذلك رحل حضرته الی کربلاء وکان عمره اذ ذاك یناهز الرابعة والعشرین[2]"

کہ باب اس حادثہ کے معاً بعد قریباً چوبیس[۲۴] برس کی عمر میں کربلا پہنچے۔"

یہ سنہ ۱۲۵۸ ہجری کا واقعہ ہے۔ ابھی سید کاظم زندہ تھے۔ اور ان کا درس جاری تھا۔ چنانچہ باب بزرگوں کی قبروں کی زیارت[3] کے علاوہ سید کاظم کے درس میں بھی حاضر ہوتا رہا۔ بہائی فارسی تاریخ میں لکھا ہے :۔

---

[1] الکواکب ص ۶۶ ۔ [2] الکواکب ص ۶۸ ۔ [3] الکواکب ص ۶۸

"یک سال بعد از تاہل بکربلا تشریف بردہ دو ماہے در آنجا توقف فرمودند کہ سبے درمجلس درس حاجی سید کاظم رشتی حاضر می شدند۔ و بدروس و مباحثۂ طلاب گوش می دادند"[1]

پھر باب آخر کار کربلا سے بوشہر واپس آ گیا۔ کربلا کی اس زیارت نے اسکی حالت میں کوئی فرق پیدا نہ کیا۔ وہ اسی بے چینی میں مبتلا رہا، کہ چند ماہ بعد سنہ ۱۲۵۹ ہجری میں سید کاظم راہی ملکِ بقا ہوئے۔ یہ خبر سنتے ہی باب کی حالت بدل گئی۔ لکھا ہے:۔

"وعلی اثر ھذا الحادث طوی الباب بساط تجارتہ عائداً الی شیراز"[2]

کہ اُس نے فوراً دکان بند کر دی، اور شیراز (اپنے وطن) کی طرف چل پڑے۔ کیونکہ اب وہ موقعہ آ پہنچا تھا جسکی باب کو دیر سے انتظار تھی اب بوشہر کی بجائے شیراز میں ان کی نئی دکان کھلنے والی تھی۔

**باب نے پہلے پہل کب اور کیا دعویٰ کیا تھا؟**

باب کے دعویٰ کے وقت اور نوعیت کے متعلق بہائیوں کی روایات حسب ذیل ہیں:۔

(۱) "ایک روز جمعہ کے دن انہوں نے بوشہر کی کسی مسجد میں بیان کیا کہ میں ایک غائب اور بزرگ شخص تک پہنچنے کا دروازہ ہوں۔ اور وہ شخص بہت جلد ظاہر ہونیوالا ہے"[3]

(۲) "اسی فرقہ (شیخیہ) کے ایک نہایت مشہور عالم ملا حسین بشروئی کے سامنے سب سے پہلے حضرت باب نے اپنے مشن کا اعلان کیا۔ اس اعلان کا ٹھیک وقت حضرت باب کی کتاب بیان میں سنہ ۱۲۶۰ ہجری کے ماہ جمادی الاولیٰ کی پانچویں تاریخ کو غروب آفتاب کے دو گھنٹے اور پندرہ منٹ بعد دیا گیا۔ مطابق ۲۳ مئی سنہ ۱۸۴۴ء"[4]

(۳) "وفی الدقیقۃ الخامسۃ عشرۃ بعد الساعۃ الثالثۃ من لیلۃ الجمعۃ و ھو الیوم الخامس من جمادی الاولیٰ احد شھور سنۃ ۱۲۶۰ ھجریۃ المطابق للثالث والعشرین من مایو سنۃ ۱۸۴۴ میلادیۃ بینما

---

[1] الرسالۃ التسع عشریۃ ص ۲۹۔ [2] الکواکب ص ۳۰۔ [3] بہاء اللہ کی تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص ۵۔ [4] عصر جدید اردو ص ۱۹

كان ملا حسين ما ثلاً بحضور الباب اذ اعلن الباب دعواه له بغتة و ظهر بمقام المهدوية والقائمية[1]"

(۴) "در سن بیست و پنج سالگی چنانچه در باب سابع از واحد ثانی بیان ذکر شده دو ساعت و یازده دقیقه از شب پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۶۰ھ مطابق ۲۳ مایو سنۃ ۱۸۴۴ احساس وحی الٰہی را در وجود خود نموده[2]"

اُن مختلف روایات سے جن میں ازراہِ تکلف منٹوں تک کا حساب بتانیکی کوشش کیگئی ہے، صرف یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ سیّد علی محمد نے ۱۲۶۰ھ ہجری مطابق ۱۸۴۴ء میں دعویٰ کیا تھا یعنی سیّد کاظم کی وفات کے چند ماہ بعد خالی مسند کیلئے سیّد علی محمد نے ادعاء کیا تھا جیساکہ فرقۂ شیخیہ میں سے ہی ایک دوسرا شخص حاجی محمد کریم خان کرمانی بھی اسی مسند کا دعویدار تھا۔ جس کے متعلق پروفیسر براؤن نے ۱۳۲۸ھ ہجری میں لکھا ہے:۔

"ہنوز ریاستِ شیخیہ در اعقابِ اوست[3]"

یعنی ابھی تک اسی کی اولاد فرقۂ شیخیہ کی سردار ہے"

باقی رہا یہ امر کہ سیّد علی محمد کے دعویٰ کی نوعیت کیا تھی۔ سو مندرجہ بالا حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بعض بہائی کہتے ہیں، کہ ابتداء میں سیّد علی محمد نے باب ہونیکا دعویٰ کیا تھا، اور بعض کا خیال ہے، کہ اس نے ابتداء میں ہی مہدویّت کا دعویٰ کر دیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اُسوقت اس نے اپنے اندر احساس وحی الٰہی پایا تھا۔ مگر ہماری تحقیق میں سیّد علی محمد صاحب نے ابتداء میں صرف باب ہونیکا ہی دعویٰ کیا تھا۔ مہدویّت یا وحی الٰہی کا ان کو ابتداء میں کوئی دعویٰ نہ تھا چنانچہ خود عبد البہاء یعنی پسر جناب بہاء اللہ نے اپنی کتاب مقالہ سیاح میں لکھا ہے:۔

"ولدی التحقیق علم انه لیس بدعی نزول الوحی وهبوط الملك علیه[4]"

---

[1] الکواکب صـ۴۳ ۔ [2] الرسالۃ التسع عشریۃ صـ۲۹ ۔ [3] مقدمہ نقطۃ الکاف صـنج ۔ [4] مقالہ سیاح صـ۲

ترجمہ۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ باب کا یہ دعوٰی نہ تھا کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور فرشتہ اُترتا ہے"۔

اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں، کہ ۱۲۶۰ھ ہجری میں سیّد علی محمد نے مہدی اور قائم ہونیکا دعوٰی کیا تھا۔ خود بہائی روایات اس کے خلاف ہیں۔ ۱۲۶۰ھ ہجری میں انہوں نے صرف یہ دعوٰی کیا تھا، کہ میں امام مہدی کے لئے واسطہ ہوں۔ اسکے لئے انہوں نے لفظ باب اختیار کیا تھا۔ لکھا ہے :-

"کان المفهوم لدی العموم من لفظة (الباب) في اوائل قیام حضرته انه الواسطة بین حجّة الله الموعود المنتظر وبین الخلق"[1]

ترجمہ: باب کے دعوٰی کے ابتداء میں عوام نے لفظ باب (دروازہ) سے یہ سمجھا کہ وہ امام مہدی اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہے"۔

مقالہ سیاح میں لکھا ہے :-

"وفهم من کلامه انه یدعی وساطة الفیض من حضرة صاحب الزمان ای المهدی علیه السلام ثم ظهران مقصوده من لفظ الباب کونه باب مدینة اخری[2]"

کہ باب کے الفاظ سے یہ سمجھا گیا تھا۔ کہ وہ مہدی کیلئے واسطہ ہے۔ پھر ظاہر ہوا۔ کہ اسکی مراد لفظ باب سے کسی اور شہر کا دروازہ ہونے سے ہے"۔

پس ۱۲۶۰ھ ہجری میں سیّد علی محمد کا دعوٰی مہدی یا قائم ہونیکا نہ تھا۔ صرف باب ہونیکا دعوٰی تھا۔ جیساکہ پہلے بھی باب ہو چکے ہیں۔ اور یہ پوزیشن فرقہ شیخیہ کے عمل کی رو سے پہلے بابوں نیز شیخ احسائی یا سیّد کاظم سے قطعًا زیادہ نہ تھی کیونکہ شیخ احسائی اور سیّد کاظم کو بھی باب سمجھا جاتا تھا[3]۔ بلکہ شیخ کو باب اوّل اور سیّد کاظم کو باب

---

[1] الکواکب ص۹۔ [2] مقالہ سیاح ص۶۔ [3] مرزا صبح ازل کا رسالہ "مجمل بدیع در وقایع ظہور منیع" ص۳

ثانی کہا جاتا تھا۔[1]

### باب نے دعویٰ مہدویت کب کیا؟

بہائی لٹریچر کی رو سے بھی باب نے بہت بعد میں مہدی ہونیکا اعلان کیا ہے۔ ۱۲۶۴ سنہ ہجری میں بدشت کانفرنس ہوئی ہے۔[2] اس کانفرنس کے موقعہ پر قرۃ العین اور میرزا حسین علی وغیرہما کے اجتماعات کا ذکر تذکرۃ الوفا میں ان الفاظ میں درج ہے، کہ :-

"در شبہا جمال مبارک و جناب قدوس و طاہرہ ملاقات می نمودند ہنوز قائمیت حضرت اعلیٰ اعلان نشدہ بود۔ جمال مبارک با جناب قدوس قرار بر اعلان ظہور کلی و فسخ و نسخ شرائع دادند۔"[3]

ترجمہ :- راتوں کو مرزا حسین علی۔ ملا محمد علی بارفروشی اور ایپلی قرۃ العین اکٹھے ہوتے تھے۔ ابھی تک سید علی محمد باب کے قائم ہونیکا اعلان نہ ہوا تھا۔ بہاء اللہ اور ملا بارفروشی نے کھلے اظہار اور شریعتوں کے نسخ و فسخ کی قرارداد پاس کی۔"

گویا ۱۲۶۴ سنہ ہجری تک باب نے اپنے قائم آل محمدؐ ہونے کا دعویٰ نہ کیا تھا۔ باب نے پہلی دفعہ قلعہ چہریق سے واپسی پر غالباً صفر ۱۲۶۴ سنہ ہجری میں یہ کہا ہے :-

"انه المهدی المنتظر"

کہ میں ہی امام مہدی موعود ہوں۔ چنانچہ اس پر سخت شورش برپا ہو گئی۔[4]

خلاصہ بیان یہ ہے۔ کہ سید علی محمد صاحب نے ابتداء میں ۱۲۶۰ سنہ ہجری میں صرف ملا حسین کو اپنے باب ہونے کے خیال سے آگاہ کیا۔ اور باوجودیکہ اس نے اسے اس امر کو مخفی رکھنے کی ہدائت کی تھی۔[5] باب کی بابیت کا چرچا سید کاظم کے شاگردوں میں خفیہ طور پر ہونے لگا۔ پھر ۱۲۶۴ سنہ ہجری میں اسنے پہلی دفعہ اس امر کا اظہار کیا۔ کہ میں ہی امام مہدی ہوں۔ نبی ہونیکا اس نے کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ہی بہائی

---

[1] مقدمہ نقطۃ الکاف ص ن و ۔ [2] الکواکب ص ۲۱۶ ۔ [3] تذکرۃ الوفا ص ۳۰۲ ۔ [4] الکواکب ص ۳۹۷ و مقالہ سیاح عربی ص ۱۵۱ و نقطۃ الکاف ص ۲۱۲ و ص ۲۴۵ ۔ [5] الکواکب ص ۹۳ ۔

اسے نبی قرار دیتے ہیں[۱] پس باب مدعی مہدویت تھا۔ مدعی نبوت و وحی نہ تھا۔

**باب کے ماننے والے عوام کی حالت**

باب کے دعوی بابیت پر ایمان لانیوالے فرقہ شیخیہ کے ہی ممبر تھے جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"اے شیخ! گروہ شیعہ پر غور کر کہ انہوں نے ظنون و اوہام کے ہاتھوں کس قدر عمارتیں اور کتنے شہر بنا ڈالے۔ بالآخر وہ اوہام گولی کی شکل میں تبدیل ہوئے اور سید عالم (باب) پر جا پڑے۔ اور اس جماعت کے سرداروں میں سے ایک بھی یوم ظہور میں ایمان نہ لایا۔ ...... شیخ احسائی کی جماعت والے خدائی مدد سے ان حقائق کے عارف ہوگئے کہ ان کے علاوہ اور لوگ ان سے محروم و محجوب نظر آتے ہیں[۲]۔"

شیخ احسائی کی جماعت یعنی فرقہ شیخیہ میں سے بھی باب پر ابتداءً ایمان لانیوالے صرف وہ لوگ تھے، جو السید رشتی کے رازدار اور خواص تھے جنہیں اس نے تیسری جماعت میں شامل کر رکھا تھا، اور ان پر اپنے اصل خیالات ظاہر کیا کرتا تھا[۳]۔ ان خواص میں سے ملا حسین بشروئی اور زقرۃ العین خاص رنگ رکھتے ہیں۔ ملا حسین پہلا شخص ہے جسکے بیان سے باب کو دعوی کی تحریک ہوئی۔ اور وہ سب سے پہلے اسکے ساتھ شامل ہوا۔ بہائی مورخ اس بات پر متفق ہیں۔ کہ ملا حسین بشروئی کی ملاقات سے پیشتر باب کا کوئی دعوی نہ تھا۔ اول الذکر شیراز میں آکر موخر الذکر سے ملتا ہے۔ اور باب چند ملاقاتوں کے بعد ایک رات غروب آفتاب سے دو گھنٹے گیارہ منٹ بعد ملا بشروئی سے خلوت میں اپنا دعوی بیان کرتا ہے۔ کیا یہ ماموران الہی کا طریق ہے، کیا خدا کے فرستادہ لوگ اسیطرح دعوی کیا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اِنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ قَدْ دُبِّرَ بِاللَّیْلِ بمقام حیرت ہے۔ کہ دعوی کرتے وقت باب کسی وحی یا الہام ربانی پر بنیاد نہیں رکھتا۔ نہ اپنے مخاطب کے سامنے وہ کلام خداوندی پیش کرتا ہے جسمیں اسے مامور کیا گیا ہو مگر نادان لوگ

---

[۱] الفرائد ص۲۷۱۔ [۲] لوح ابن ذئب اردو مطبوعہ دہلی ص۸۲۔ [۳] الکواکب ص۴۹

خواہ مخواہ باب کو خدا کے نبیوں کے مقابل رکھنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں ۔ کیا یہ آفتاب عالمتاب کو مردہ جگنو دکھانیوالی بات نہیں ہے ؟

صرف دو تین محرمانِ راز کو مستثنیٰ کر کے باب پر ایمان لانیوالے لوگ جس طرح کے تھے ان کے متعلق خود بہائی لکھتے ہیں :-

(۱) "میرزا سید علی محمد کے دعویٰ کو جن لوگوں نے سچا تسلیم کیا تھا ، ان کا نام بابی مشہور ہو گیا۔ ان بابیوں کی تاریخ نہایت قابلِ رحم اور دردناک ہے ۔ کیونکہ اکثر ان میں سے ان پڑھ ۔ خوش عقیدت ، سادہ اور پاک باطن آدمی تھے جنہوں نے بچپن سے مسجدوں اور امام باڑوں میں امام معصوم قائم آل محمدؐ حضرت مہدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر دل کو بیتاب کرنیوالے فقروں میں سنا تھا ... اب اگر حضرت باب قید نہ ہوتے تو یہ لوگ ان کے پاس جا کر خود ان سے باتیں دریافت کرتے لیکن ان کے پاس تو جانے کی سخت ممانعت تھی پس وہ اپنے محبوب کی تعلیمات سے اکثر ناواقف تھے ۔ جس کا کافی ثبوت ان کی حرکات اور سکنات سے ملتا ہے[1] "

(۲) "باستثنائی عدۂ بسیار قلیلی ہیچ کدام آنہا باب را شناختہ بود ۔ وفقط چند نفر آں ہا تعالیم باب را ادراک کردہ بود ۔ این نفوس بواسطۂ آں حرارتِ فطری کہ عامۂ خلق را بہ پیروی منجی دلالت میکند ۔ مجذوب بباب شدہ بودند ، باین عقیدہ کہ امر ضروری برائے ہمہ این بود کہ در تحتِ لواء او در آیند و از برائے او خون خود را نثار نمایند تا آنکہ عالم تجدید شود و جمیع بلایا فوری رفع شود ۔ عقیدۂ او رانمی دانستند ۔ بعضے از آں ہا گمان میکردند کہ آنچہ قبل از ظہور باب حرام بود ۔ اینک حلال شدہ است زیرا باب دیانت محمد علیہ السلام را تجدید نمودہ بود[2] "

ان ہر دو اقتباسات سے واضح ہے ۔ کہ باب کیساتھ ملنے والے لوگ جاہل ، ان پڑھ

---

[1] بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۲، ۱۳ ۔ [2] تاریخ امر بہائی صفحہ ۲۸

باب کے عقاید سے سراسر ناواقف۔ اسلامی حرام کو حلال سمجھ کر محض جوش میں آکر باب پر ایمان کے دعویدار بن بیٹھے تھے۔ وہ حقیقت ناشناس ہونیکے باوجود خون بہانے کیلئے آمادہ تھے۔ بابیوں کی یہ حالت تو آغاز میں تھی۔ انجام کار ان کا جو حشر ہوا، وہ جناب عبدالبہاء افندی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:۔

"چوں نیر اعظم از مطلع بہاء اللہ در نہایت حرارت و اشراق پرتو بر آفاق انداخت نفوسِ جاہلۂ اہل بیان کہ محمود ترین طوائف اند در نقطۂ نقطۂ اولی ماندند و از فیض ابدی بہاء اللہ محروم گشتند ۔۔۔۔۔۔ ایں قوم محتجب ترین طوائف عالمند ۔۔۔۔۔۔ و در ظلمتِ اوہام مستغرق اند۔ تباً لہم و سحقاً لہم واحسرتا علیہم"[۵۱]

گویا بابی گروہ جاہل، دنیا کی ساری قوموں سے محمود تر، محتجب تر ظلمتوں میں غرق گروہ ہے۔ اسی لئے عبدالبہاء ان کیلئے تباہی و بربادی کی دعائیں کرتا ہے۔

اس جگہ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ باب کے اتباع کو بابی کب کہا جانے لگا؟ بہائی روایت ہے کہ:۔

"مئی ۱۸۴۴ء میں صرف دو یا تین ہی آدمی تھے، جو میرزا علی محمد پر ایمان لائے تھے۔ ان کو کوئی بابی نہ کہتا تھا۔ اور نہ کسی کو خیال تھا، کہ لفظ بابی کے کیا معنی ہیں ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۴۹ء سے قبل کوئی بابی کہلوانے کی جرأت نہ کرتا تھا۔ اور یہ لفظ بدترین گالی سے بدتر خیال کیا جانے لگا"[۵۲]

باب کے مشن سے اتفاق کرنیوالے ابتدائی بابیوں کو درجۂ زعامت حاصل ہوا۔ ان میں سے چار اشخاص خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ کیونکہ بابیت کا آئندہ ڈھانچہ اور اسکی اشاعت ان کے میول و افکار کا ہی نتیجہ ہے۔ جیساکہ آئندہ فصول میں ذکر ہوگا۔ ان میں سے ایک تو ملا حسین بشروئی ہے جسے باب الباب کا لقب دیا گیا۔ کیونکہ وہ سب سے

---

۵۱ خطابات عبدالبہاء جلد اول ص۲۵۸۔ ۵۲ بہاء اللہ کی تعلیمات ص۵۔

پہلا مومن سمجھا گیا ہے[1]۔ دوسرا مرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ ہے۔ ان کے متعلق لکھا ہے:-

"جب حضرت باب کا چرچا ہوا۔ تو طہران میں سب سے پہلے بہاء اللہ نے ان کی تصدیق کی[2]"

تیسرا ملا محمد علی ساکن قصبہ بارفروش علاقہ مازندران ہے جسے بابیوں اور بہائیوں کیطرف سے قدوس کا خطاب دیا گیا۔ چوتھی ملا صالح القزوینی کی لڑکی ام سلمیٰ نام ہے۔ بعض تاریخوں میں اس کے سنہری بالوں اور غیر معمولی حسن کے باعث اس کا نام "زرین تاج" ذکر کیا گیا ہے[3]۔ یہ ایک ہنگامہ خیز عورت ہوئی ہے۔ جیسا کہ آئندہ ذکر ہوگا۔ اسے بابی قرۃ العین اور طاہرہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ یہ چاروں اشخاص بابیوں میں زعماء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ باقی عوام الناس بابی تو اندرونی امور سے ناواقف اور مذہبی جوش کے باعث جہاد کے خیال سے شامل ہو گئے تھے۔ ہاں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی تھا۔ جو اسلامی قیود اور پابندیوں سے آزاد ہونے کی خاطر بابیت میں شامل ہو گئے تھے۔ بہرحال باب پر ایمان لانیوالوں کا یہ مختصر سا خاکہ ہے۔

**باب کی علمی قابلیت** یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ کہ اگر باب قید نہ ہوتا، تو بابیوں کی جہالت دور ہو جاتی۔ کیونکہ اگرچہ باب محبوس تھا، مگر باقی کہلانے والے عالم بابی تو باہر ہی تھے۔ انہوں نے کس قدر جہالت کا ازالہ کیا؟ نیز باب ذاتی طور پر کوئی عالم نہ تھا۔ اسوقت کے بابی اسے عالم سمجھتے ہوں تو یہ علیحدہ امر ہے۔ ہم باب کی علمی قابلیت کے جاننے کے لئے بہائی تاریخ سے حسب ذیل واقعہ پیش کرتے ہیں۔ جبکہ ۱۲۶۴ھ سنہ ہجری یا ۱۲۶۵ سنہ ہجری میں علماء نے باب سے ایک خطبہ سنانے کے لئے کہا۔ لکھا ہے:-

"شرع في ارتجال خطبة استهلها بهذه العبارة (الحمد لله الذي خلق السموات والارض) ونطق بلفظ السموات مفتوح الآخر فقاطعه بعض العلماء واعترضه بالاعتراض على هذا الفتح[4]"

---

[1] الکواکب صفحہ ۴۲۔ [2] بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۷۔ [3] الکواکب صفحہ ۱۰۸۔ [4] الکواکب صفحہ ۳۹۵۔

کہ باب نے فی الفور ایک لیکچر فقرہ "الحمد للہ الذی خلق السموات والارض" پڑھ کر شروع کر دیا۔ اس فقرہ میں اس نے لفظ السمواتِ کو تا کی زیر کے ساتھ پڑھا۔ اس پر کسی عالم نے روکا۔ اور السموات کو مفتوح الآخر پڑھنے پر اعتراض کیا۔"

یقیناً یہ اعتراض درست تھا۔ عربی زبان کا کوئی طالب علم بھی السمواتِ کو تا کی زیر سے پڑھنے کی غلطی نہ کریگا۔ قرآن مجید میں بیسیوں مقامات پر السموات کا استعمال موجود ہے۔ اور فقرہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو سورۃ انعام کی پہلی آیت ہے پس باب اگر عربی زبان سے نابلد محض بھی تھا تب بھی اسے آیت کو درست پڑھنا چاہئے تھا۔ کیونکہ اس کے پیرو اسے حافظ قرآن بتاتے ہیں۔ سو اوّل تو اسے یہ غلطی کرنی ہی نہ چاہیے تھی لیکن اگر وہ بالفرض سبقتِ لسان کے باعث السمواتِ کو مفتوح الآخر پڑھ چکا تھا۔ تو آگاہ کئے جانے پر اس سے مطلع ہو جاتا لیکن باب نے اس معقول اعتراض کا جو جواب دیا۔ وہ بہائی مؤرخ کے الفاظ میں یوں ہے:۔

"فأجابهم عن هذا الاعتراض بقوله ان كثيراً من الآيات الشريفة القرآنية نزلت بخلاف قواعد القوم ...... وما تقييد الكلمات الربّانية بالقوانين البشرية والحدود الاصطلاحية الا الضلال المبين[1] "

ترجمہ:۔ باب نے علماء کو اس اعتراض کا یہ جواب دیا۔ کہ قرآن شریف کی بہت سی آیات لوگوں کے قواعد کے خلاف نازل ہوئی ہیں۔ خدائی کلمات کو انسانی قواعد اور اصطلاحی حدود کا پابند سمجھنا سخت گمراہی ہے۔"

افسوس کہ باب نے اپنی جہالت کو چھپانے کیلئے قرآنِ پاک ایسی افصح ترین کتاب پر بھی ایک رکیک اور بے معنی الزام لگا دیا۔ باب جدید محاورات اور مسلمہ قواعد کی خلاف ورزی میں فرق نہ سمجھتا تھا۔ اسلئے اس زمانہ کے علماء نے باب کو جاہل قرار دیکر اس سے اعراض کیا۔

[1] الکواکب ص ۳۹۹

مَیں کہتا ہوں ۔کہ وہ تو دشمن سہی ۔ مگر کوئی عربی جاننے والا بہائی آج بھی بتائے ۔کہ "خلق السمٰوٰت" عربی ترکیب یا قرآنی استعمال کی رو سے درست قرار دیا جا سکتا ہے؟ سچ مچ اگر باب اتنی سی موٹی بات بھی نہ جانتا تھا۔ تو اسکے مخالف اسے جاہل کہنے میں معذور تھے۔ اور اگر جانتے ہوئے اس نے مندرجہ بالا جواب دیا ہے تو وہ اخذ ته العزة بالاثم کا مصداق تھا۔

**باب کا توبہ نامہ اور دعوٰی بابیت سے انکار**

فرقہ شیخیہ کے جوشیلے ممبر امام کیلئے بے چین تھے ۔باب کی بابیت کا چرچا ان کے درمیان مخفی طور پر شروع ہو گیا تھا، اور ایک اچھی تعداد باب کی طرف منسوب ہونے لگی بعض بابیوں نے علماء سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور بعض جگہ جھڑپ بھی ہو گئی حکومت نے نقض امن کا اندیشہ دیکھکر ۱۲۶۲ھ ہجری میں باب کے ماموں حاجی علی سے ضمانت لی ۔ اور باب نے اقرار کیا، کہ وہ گھر میں رہے گا۔ لوگوں سے نہ ملیگا ۔ اور نہ ہی کسی کو اپنے خیالات کی تبلیغ کرے گا۔ ان کے ماموں اسکے نگران مقرر ہوئے[1] چنانچہ کچھ عرصہ اس پر عمل ہوتا رہا۔

حریت ضمیر اور آزادئ افکار کے اصول کے مدنظر حکومت ایران کا یہ طریق تشدد نظر آتا ہے۔ لیکن باب کی تعلیم اور بابی بننے والوں کی ذہنیت کو مدنظر رکھا جائے ۔ تو حکومت کا یہ عمل عین انصاف تھا۔ شاہِ ایران کا ابتداء سے یہ فیصلہ تھا کہ :۔

"مادام امره متفقاً مع الامن العام والراحة العمومية فلا تتصداه الحکومة بشئ[2]"

جب تک باب کا معاملہ امن عام میں مخل نہ ہوگا ۔حکومت اس سے کسی قسم کا تعرض نہ کریگی ۔"

باب کی تعلیم کیا تھی اور اس تعلیم کے مقابلہ میں حکومت کو کیا رویّہ اختیار کرنا چاہیے تھا آیا باب کے خیالات کی اشاعت پر پابندی عائد کرنی چاہیے تھی یا نہیں؟ اسکے لیے ہمیں

---

[1] الکواکب ص۴۲ ۔ [2] مقالۂ سیاح عربی ص۱۶

عبدالبہاء افندی کا ایک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ لکھتے ہیں:۔

"و در یوم ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق و حرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام الا من آمن و صدق بود[۱]"

ترجمہ:۔ کہ حضرت اعلیٰ یعنی باب کے ظہور کے وقت بیان کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ گردنیں اڑائی جائیں، کتابیں اور اوراق جلا دیئے جائیں۔ مقامات منہدم کر دیئے جائیں، اور بجز ایمان لانیوالے اور تصدیق کرنے والے کے قتل عام کیا جائے"

مقام غور ہے۔ کہ حکومت اس قدر وحشیانہ تعلیم کی اشاعت کی اجازت کیونکر دے سکتی تھی۔ ایسے معلم کو جب جاہل مرید مل جائیں گے، تو ملک کا امن کیونکر برباد نہ ہوگا۔ پس حکومت نے باب پر پابندی عائد کر کے اپنا فرض ادا کیا۔

اسی زمانہ کی بات ہے۔ کہ علماءِ شیراز نے ۱۲ر رمضان ۱۲۶۲ھ ہجری کو حکومت کی معرفت باب کو مسجد میں بلوایا اور اسے منبر پر چڑھکر برسرِ عام اپنے دعویٰ سے انکار کرنیکے لئے کہا۔ بہائی مورخ کہتا ہے۔ کہ باب نے منبر پر چڑھکر بہت فصیح تقریر کی حتیٰ کہ:۔

"لم یستطیعوا ان یفھموا ھل ھی اثبات ام نفی[۲]"

حاضرین بالکل نہ سمجھ سکے کہ باب اپنے دعویٰ کا اثبات کر رہا ہے۔ یا انکار کر رہا ہے"

ہاں اتنا اسے بھی مسلم ہے۔ کہ باب کی تقریر سے علماء مطمئن ہو گئے کہ اس نے اپنے دعویٰ کا انکار کر دیا ہے۔ اور باب نے پھر اسی عزلت نشینی کی زندگی کو اختیار کر لیا۔ دوسرے مورخین کا بیان یہ ہے:۔

"فصعد المنبر وجھر بکلّ ما أمر بہ الشیوخ ثم نزل وجعل یقبل ایدیھم شیخاً فشیخاً[۳]"

کہ باب نے منبر پر چڑھ کر بآواز بلند اسیطرح توبہ اور ندامت کا اقرار کیا جس طرح علماء نے مطالبہ کیا

---

[۱] مکاتیب عبدالبہاء جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ ۔ [۲] الکواکب صفحہ ۔ [۳] الحراب مصنفہ استاذ محمد فاضل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۳

تھا۔ پھر اتر کر اس نے تمام علماء کی دست بوسی کی۔"

اس روایت پر تحقیقی نظر ڈالنے سے یہ یقینی بات ہے۔ کہ باب نے برسرِ عام اپنے دعوی سے انکار کر دیا تھا۔ ورنہ اس وقت علماء کی شورش کا دب جانا قرینِ قیاس نہ تھا۔

اسی سلسلہ میں باب کا وہ توبہ نامہ بھی قابلِ ذکر ہے، جو اس نے لکھکر ناصرالدین شاہ کیخدمت میں بھیجا، جو اس وقت ولیعہد تھا۔ وہ توبہ نامہ "کشف الحیل"[1] سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

"فداک روحی الحمد للہ کما ھو اھلہ و مستحقہ کہ ظہورات فضل و رحمت خود را درہر حال برکافۂ عبادِ خود شامل گردانیدہ فحمداً لہ ثم حمداً لہ کہ مثلِ آں حضرت راینبوعِ رأفت و مرحمتِ خود فرمودہ کہ بظہورِ عطوفتش عفو از بندگان و ستر بر مجرمان و ترحم بداعیان فرمودہ اشھد اللہ و من عندہٗ کہ ایں بندۂ ضعیف را قصدے نیست کہ خلافِ رضائے خدا و ندِ عالم و اہلِ ولایت او باشد اگرچہ بنفسہٖ وجودم ذنب صرفست و لے چوں قلبم موفق بتوحیدِ خدا وند جل ذکرہ و بنبوّتِ رسولِ او و ولایتِ اہلِ ولایت اوست و لسانم مقر برکل ما نزل من عند اللہ است۔ امیدِ رحمتِ او را دارم و مطلقاً خلافِ رضائے حق را نخواستہ ام و اگر کلماتیکہ خلافِ رضائے او بودہ از قلم جاری شد۔ غرضم عصیان نبودہ و درہر حال مستغفر و تائبم حضرت او را و ایں بندہ را مطلق علمے نیست کہ منوط بادعائے باشد۔ استغفر اللہ ربي و اتوب الیہ من ان ینسب الیّ امر۔ و بعضے از مناجات و کلمات کہ از لسان جاری شدہ دلیل بر ہیچ امرے نیست و مدعیٔ نیابت خاصۂ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام را محض ادعاءِ مبطل است۔ و ایں بندہ را چنیں ادعائے نبودہ و نہ ادعائی دیگر مستدعی از الطاف

---

[1] کشف الحیل جلد ۲ صفحہ و صفحہ ۸۹

حضرت شاہنشاہی و آں حضرت چناں است کہ ایں دعاگو را بالطاف و عنایت سلطانی و رأفت و رحمت خود سرافراز فرمایند۔ والسلام

علی محمد "

باب کے اس توبہ نامہ کا خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ علماء تبریز و نیز ہم اسے حقیقت پر مبنی قرار نہ دیتے تھے، اور حکومت "انتظار کرو" کی پالیسی پر عمل کر رہی تھی۔ بابیوں نے عملاً حکومت سے مقابلہ کا آغاز کر دیا جیسا کہ انکی کانفرنس بدشت کی قرارداد میں تصریح موجود ہے۔ اس قسم کے واقعات نے باب کے توبہ نامہ کو بے اثر بنا دیا۔ اور اس کے باوجود باب کو قید و بند کی حالت میں رہنا پڑا۔ اور حکومت کو قیام امن کی خاطر سے حراست میں رکھنا ضروری نظر آیا۔

**قرۃ العین کے حالات** ملا صالح القزوینی کے گھر ۱۲۳۰ یا ۱۲۳۱ھ ہجری کو ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا نام ام سلمیٰ تجویز ہوا یہی لڑکی بعد ازاں قرۃ العین کے نام سے مشہور ہوئی سن رشد کو پہنچنے کے بعد اپنے چچا ملا علی کی ترغیب سے فرقہ شیخیہ میں شامل ہو گئی۔ نہایت خوبصورت اور ذہین تھی کہتے ہیں کہ سید کاظم نے اسے قرۃ العین کا خطاب دیا تھا۔ ۱۲۵۹ھ ہجری میں سید کاظم کی وفات کے بعد اس کے شاگردوں کو درس دیا کرتی تھی۔ اس وقت اسکی عمر انتیس ۲۹ تیس ۳۰ برس کی تھی۔ باب کے دعوی پر اسکے مریدوں میں شامل ہو گئی۔ بہائی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسکی شادی اپنے چچا ملا تقی کے بیٹے ملا محمد سے ہوئی تھی۔ اولاد بھی موجود تھی مگر چونکہ اس کا خسر اور خاوند بابی تحریک کے خلاف تھے۔ اسلئے قرۃ العین اپنے خاوند کے گھر آباد نہ ہوتی تھی۔ ایک موقعہ پر بدشت کانفرنس سے پہلے تسخ کروانے والوں کو مخاطب کر کے اس نے اپنے خاوند کے متعلق کہا تھا۔

"لم یکن الخبیث لیقع کفواً لطیب فقط"

---

ہ الکواکب صہ ۱۱۔ ہ الکواکب صہ ۲۰

کہ وہ خبیث محمد طیب کا کفو نہیں ہو سکتا۔

اسکے بعد ملا تقی کو قزوین میں قتل کیا گیا۔ قرۃ العین کا اس میں ہاتھ سمجھا گیا۔ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ وہاں سے بہاء اللہ کی خاص کوششوں کے نتیجہ میں راتوں رات اسے نکالا گیا۔ اور طہران پہنچی[1] - ان دنوں جب قرۃ العین کا خاص بابیوں سے اختلاط تھا۔ وہ پردہ نہیں کرتی تھی۔ ناسخ التواریخ میں لکھا ہے۔ کہ قرۃ العین "حجاب زناں را از مرداں موجب عقاب شمرد[2]" عورتوں کا مردوں سے پردہ کرنا موجب سزا شمار کرتی تھی۔ اس کا عمل یہ تھا۔

"وكانت في مجلس الاحباء مكشوفة الوجه ولكن في مجلس الاغيار تكلمهم من خلف حجاب[3]"

کہ دوستوں یعنی خاص بابیوں کی مجلس میں بے پردہ ہوتی تھی لیکن دوسروں سے حجاب کے پیچھے سے بات کرتی تھی۔ قرۃ العین کی بے پردگی سے جب بابیوں میں بہت چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔ تو باب سے اس بارے میں استصواب کیا گیا[4]۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب باب حکومت کی حراست میں ماہ کو میں تھے۔ انہوں نے خط لکھنے والے بابی السید علی بشر کو سخت سست اور "متنزل" قرار دیکر آخر کار قرۃ العین کے طریق عمل کی تائید کی۔ باب کے اس جواب سے بابیوں کی ایک جماعت بابیت سے الگ ہو گئی[5] ۱۲۶۴ ہجری میں بدشت کانفرنس ہوئی۔ قرۃ العین نے (جو اس سارے مجمع میں غالباً ایک ہی عورت تھی) اس موقعہ پر بے انتہاء آزادانہ روش اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ اس نے وہاں جمع ہونیوالے مردوں سے کہا:-

"اے اصحاب! این روزگار ما از ایام فترت شمردہ میشود۔ امروز تکالیف شرعیہ یک بارہ ساقط است[6]"

---

[1] الکواکب صفحہ ۲۱۱۔ [2] ناسخ التواریخ طبع ایران جلد ۳۔ [3] رسالۃ التسع عشریۃ صفحہ ۱۰۹۔ [4] الکواکب صفحہ ۱۸۹۔ [5] الکواکب صفحہ ۱۹۰
[6] ناسخ التواریخ جلد ۳۔

کہ ہمارا یہ وقت فترت کا زمانہ ہے۔ اسوقت تمام شرعی احکام ساقط ہیں۔"

اس کانفرنس کے موقعہ پر ایک دن وہ بالکل بے پردہ سب کے سامنے آگئی جس پر پرانے خیال کے سب بابی دنگ رہ گئے۔ لکھا ہے :۔

"جمیع حاضرین پریشاں شدند کہ چگونہ نسخ شرائع شد۔ این زن چگونہ بے پردہ بیروں آمد[1]"

کہ سب حاضرین نے حیران ہو کر کہا۔ کہ شریعت منسوخ کیسے ہو گئی اور یہ عورت بے پردہ باہر کیوں آگئی ہے"

اس روز سے پیشتر بھی قرۃ العین بہاء اللہ وغیرہ سے راتوں کو ملا کرتی تھی لکھا ہے :۔

"در شبہا جمال مبارک و جناب قدوس و طاہرہ ملاقات مے نمودند[2]"

ان تمام امور کا نتیجہ یہ تھا، کہ بدشت کے صحرا میں جمع ہونیوالے بابی مختلف گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ بابیوں کی تاریخ میں لکھا ہے :۔

"در صحرائے خوش فضائے بدشت جمعے بے خود و گروہے باخود و طائفہ متحیر و قومے مجنون و فرقہ فراری شدند[3]"

کہ بدشت کے پُرفضا میدان میں بابیوں کی ایک جماعت بے خود تھی۔ اور ایک باخود۔ ایک حصہ حیرت زدہ تھا اور ایک گروہ دیوانہ ہو رہا تھا۔ اور ایک جماعت فرار اختیار کر گئی تھی"

یاد رہے کہ قرۃ العین کے اس ہیجان خیز عمل سے پہلے بھی بابیوں میں شامل ہونیوالے ایک گروہ کا یہ خیال تھا کہ :۔

"آنچہ قبل از ظہور باب حرام بود۔ اینک حلال شدہ است[4]"

ظاہر ہے۔ کہ ان حالات میں صحراء بدشت میں کیا واقعات ظاہر ہوئے ہونگے۔ بابیوں کے باب الباب ملا حسین بشروئی کے الفاظ سے اس موقعہ کے اعمال کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے :۔

"وار دوئے مبارک از حکایات بدشت ہیچ معمول نبود بلکہ مے فرمودند من بدشتیہا

[1] تذکرۃ الوفاء ص۳۰۸ [2] تحفہ طاہرہ ص۲۳ [3] نقطۃ الکاف ص۱۵۳ [4] تاریخ امر بہائی ص۲۸ ؛

راحد مے زنم[1]"

کہ بدشت کے میدان میں جو باتیں واقع ہوئیں۔ وہ ملا حسین بشروئی کے مبارک لشکر میں نہ ہوتی تھیں۔اسی لئے آپ فرماتے تھے۔کہ ان لوگوں پر میں شرعی حد جاری کروں گا۔جنہوں نے بدشت میں یہ کارروائی کی ہے"

جناب عبد البہاء تذکرۃ الوفا میں لکھتے ہیں :۔

"واما لقب طاہرہ اول در بدشت واقع گشت ، وحضرت اعلیٰ این لقب را تصویب وتصدیق نمودند ودر الواح مرقوم گشت[2]"

کہ قرۃ العین کو طاہرہ (یا کدامن) کا لقب پہلی مرتبہ بدشت کے صحرا میں ہی ملا تھا۔بعد ازاں باب نے اسکی تصدیق کردی اور الواح میں استعمال ہونے لگ گیا"

قرۃ العین کا زیادہ خلا ملا حاجی محمد علی بارفروشی قدوس کیساتھ تھا۔ان دونوں کے اجتماع کو نقطۃ الکاف میں یوں بیان کیا گیا ہے :۔

"جناب حاجی ہم از مشہد مراجعت نمودند ومضمون جُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وفق دادہ[3]"

بدشت سے ملا بارفروشی ایک روایت کے مطابق چھپ کر بارفروش چلا گیا[4] اور دوسری روایت کے مطابق قرۃ العین کیساتھ مازندران کیطرف روانہ ہوگیا[5]۔ان دونو کے تعلق کا ذکر کرتے ہوئے بہائی مؤرخ لکھتا ہے :۔

"واذا ثبت ان السیدۃ سافرت حقیقۃ الی خراسان فلا بد وان یکون ذلک مع حضرۃ القدوس فانہ الوحید الفرید الذی کانت تلک الزہراء تعتمد علیہ وترکن الیہ فی بث اسرارہا ومکنونات اطلاعاتہا ولم یتحاش مورخو البابیۃ ذکر ہذہ الرحلۃ الاتقادیا عن وہم الواہمین وقطعاً لدابر اقوال المفترین وافکارہم الساقطۃ المنحطۃ[6]"

---

[1] نقطۃ الکاف صـ۱۵۵۔ [2] تحفہ طاہرہ صـ۵۔ [3] نقطۃ الکاف صـ۱۴۴۔ [4] نقطۃ الکاف صـ۱۵۲۔ [5] الکواکب صـ۲۲۳۔ [6] الکواکب صـ۲۲۶ و صـ۲۲۷۔

ترجمہ:۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ قرۃ العین سچ مچ خراسان گئی ہے۔ تو یہ ضروری ہے، کہ یہ سفر قدوس (ملا بارفروشی) کی معیت میں ہوا ہو کیونکہ وہی اکیلا شخص تھا جس پر قرۃ العین کو بھروسہ تھا۔ اور جسے وہ اطمینان سے اپنے راز اور پوشیدہ بھید بتلایا کرتی تھی۔ دوسرے بابی مورخوں نے اس سفر کا ذکر محض بچاؤ کی خاطر نہیں کیا تا وہم کرنیوالوں کے وہم اور معترضوں کے اقوال کا ازالہ ہو جائے۔ اور ان کے ادنیٰ اور ناکارہ خیالات رُک جائیں "

قرۃ العین اور دیگر زعمائے بابیت نے بدشت کانفرنس میں اسلامی شریعت کی منسوخی کیلئے قرارداد پاس کروانے میں عجیب چالاکی سے کام لیا تھا جیسا کہ آگے ذکر آئیگا۔ بہرحال بدشت کے بعد قرۃ العین بابیت کی تبلیغ اور حکومت ایران کیخلاف سازش میں نمایاں حصہ لیتی رہی۔ باب جولائی ۱۸۵۰ء کو قتل کیا گیا۔ ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء کو تین بابیوں نے انتقامی طور پر سلطان ناصر الدین شاہ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ بادشاہ بچ گیا۔ مگر حکومت نے اس سازش میں حصہ لینے والے بابیوں کو گرفتار کر لیا۔ اور بعض مارے بھی گئے۔ قرۃ العین نے تیس[۱] نوجوانوں کو لیکر نظام حکومت کو تہ و بالا کرنیکے لئے ایک اور مرتبہ ۳۱ اگست ۱۸۵۲ء کو کوشش کی۔ حکومت نے اسے گرفتار کر کے توپ سے اڑا دیا[۲] بعض کہتے ہیں کہ گلا گھونٹ کر مار دیا[۳]۔ اور اسطرح اس فتنہ کا خاتمہ کر دیا۔ قرۃ العین باب کے قتل کے بعد دو سال تک زندہ رہی[۴]۔

**باب نے صبح ازل کو جانشین مقرر کیا**

باب کی زندگی کا بیشتر حصہ قید و بند میں گذرا ہے۔ ابو الفضل بہائی لکھتے ہیں :۔

"انقضت ایام دعوته التی تعدّ سبع سنوات تقریبًا کلها فی الحجر والحبس والنفی اما فی بیته او بیت الحکومة[۵]"

کہ باب کا سارا زمانۂ دعوت جو تقریبًا سات سال شمار کیا جاتا ہے۔ اپنے گھر میں یا حکومت کے جیل خانہ میں نظر بندی، قید اور جلاوطنی میں ہی ختم ہو گیا "

---

۱؎ البابیون فی التاریخ ص۹۴،۹۵ ۲؎ تذکرۃ الوقائع ص۱۳۱ ۳؎ تحفہ طاہرہ سرورق ص۲ ۔ ۴؎ ۵؎ الحجج البہیہ ص۱۲۴

باب نے اپنی زندگی کو خطرہ میں پا کر شعبان یا رمضان ۱۲۶۵ھ ہجری میں مرزا یحییٰ المعروف صبح ازل کو جو اسوقت انیس۱۹ سالہ نوجوان تھا اپنا جانشین مقرر کر دیا۔[۱] باب نے اس بارہ میں ایک وصایت نامہ بھی لکھوایا جسکے الفاظ حسب ذیل ہیں :۔

"الله اکبر تکبیراً کبیراً

هذا کتاب من عند الله المهیمن القیوم الی الله المهیمن القیوم قل کل من الله مبدءون قل کل الی الله یعودون هذا کتاب من علی قبل نبیل ذکر الله للعالمین الی من یعدل اسمه اسم الوحید ذکر الله للعالمین قل کل من نقطة البیان لیبدؤن ان یا اسم الوحید فاحفظ ما نزل فی البیان و امر به فانك لصراط حق عظیم"[۲]

ترجمہ :۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔ یہ خط خدائے مہیمن وقیوم کیطرف سے خدائے مہیمن وقیوم کیطرف لکھا گیا ہے۔ کہہ دے کہ سب اللہ سے شروع ہوتے ہیں اور اللہ کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہ خط محمد علی کیطرف سے جو ذکر للعالمین ہے یحییٰ کیطرف ہے۔ جو ذکر للعالمین ہے۔ کہہ دے کہ سب نقطہ بیان سے شروع ہوتے ہیں۔ اے یحییٰ! البیان میں نازل شدہ کی حفاظت کر اور اس کے مطابق حکم دے تو سچا اور عظیم صراط ہے"

نوٹ :۔ مندرجہ بالا وصیت نامہ میں نبیل کا لفظ محمد کی بجائے ہے کیونکہ دونوں کے عدد ۹۲ ہیں اور وحید کا لفظ یحییٰ کا قائم مقام۔ کیونکہ ہر دو کے ۲۸ عدد ہیں)

پروفیسر براؤن نے اس وصیت نامہ کا عکس بھی شائع کیا ہے[۳] میرزا جانی کاشانی بابی مورخ لکھتے ہیں۔ کہ باب نے اس وصایت نامہ کیساتھ اپنا قلمدان، کاغذات اور مُہر وغیرہ بھی صبح ازل کو بھجوا دئے[۴]۔ چنانچہ باب کے قتل کے بعد میرزا یحییٰ باب کے "وصی" اور رئیس طائفہ بابیہ کے نام سے شہرت پا گئے۔ اس امر کا اقرار طوعاً و کرہاً بہائیوں کو بھی ہے۔

---

[۱] مقدمہ نقطۃ الکاف. [۲] مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ ل-ح [۳] تاریخ جدید انگریزی مطبوعہ کیمبرج صفحہ ۴۲۶ [۴] نقطۃ الکاف صفحہ ۲۴۴

ابوالفضل بہائی غضبناک ہو کر لکھتے ہیں :-

"اہلِ بیان حیا نمودہ از یحییٰ بوصی تعبیر نمودند و شہرت دادند"[1]

چونکہ مرزا یحییٰ کے جانشینِ باب ثابت ہونے سے ان کے دوسرے بھائی میرزا حسین علی المعروف بہاء اللہ کو دعویٰ کا حق نہ پہنچتا تھا نیز چونکہ مرزا یحییٰ ساری عمر بہاء اللہ کا مخالف رہا اسلئے بہائیوں نے مرزا یحییٰ کی اس جانشینی کے بارے میں مضحکہ خیز تاویلیں کی ہیں۔ رسالہ البہائیۃ میں لکھا ہے :-

"وقد سمّاہ حضرۃ الباب بھذا اللقب (صبح ازل) لحکمۃ ما"[2]

کہ باب نے مرزا یحییٰ کو صبح ازل کا لقب کسی حکمت سے دیا تھا"

بہائی تاریخ الکواکب الدریہ میں لکھا ہے۔ کہ کچھ بابیوں نے باب کی زندگی میں ہی بہاء اللہ کی زندگی کو خطرہ میں پاکر باب سے درخواست کی۔ کہ وہ کوئی ایسی تجویز کرے۔ کہ لوگوں کی توجہ بہاء اللہ سے ہٹ جائے۔ مؤرخ کہتا ہے کہ باب نے اس وقت تو اس درخواست کو منظور نہ کیا البتہ قلعہ ماکو و چہریق کی قید کے آخری ایام میں اس نے یہ تجویز کی۔ کہ میرزا یحییٰ کو صبح ازل، الوحید، المرآۃ وغیرہ خطابات دیئے۔ نیز :-

"ثم امر بعض الاصحاب بان یشتھروا اسمہ بین عامۃ الصحب لتتحول الانظار نوعا الیہ"[3]

بعض اصحاب کو حکم دیا کہ عام بابیوں میں مرزا یحییٰ کا نام مشہور کریں تا ایک حد تک اس کی طرف نظریں متوجہ ہو جائیں"

مقالہ سیاح کے مصنف عبدالبہاء افندی ملا عبدالکریم قزوینی اور جناب بہاء اللہ کے مشورہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے۔ کہ سب کی توجہ حضرت بہاء اللہ سے ہٹ کر کسی غائب

---

[1] مجموعہ رسائل ص ۱۲۹۔ [2] البہائیۃ ص ۸۔ [3] الکواکب ص ۴۰

شخص کیطرف ہو جائے۔ اور اس تدبیر سے بہاء اللہ لوگوں کی مزاحمت اور ایذا سے محفوظ
رہیں لیکن چونکہ اس امر کیلیے کسی اجنبی آدمی کو منتخب کرنا خلاف مصلحت تھا۔ اسلئے بہاء اللہ
کے بھائی مرزا یحیٰی کو اس کام کیلیے منتخب کیا۔ غرضیکہ بہاء اللہ کی تائید اور ہدایت سے
اس کو قبلۂ آمال مشہور کیا۔ اور اپنوں اور بیگانوں میں اسکو شہرت دی۔ اور اسی کی
طرف سے چند خطوط حضرت باب کے نام لکھے۔ چونکہ در پردہ پہلے اس امر کا ذکر
حضرت باب سے ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ رائے انہوں نے بھی نہایت پسند کی"[1]

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ بابی اور بہائی تحریک میں خود ان لوگوں کے نزدیک بھی
جعلسازی اور غلط بیانی کا بہت دخل ہے۔ بہائی آج اس قسم کی رکیک تاویلات سے
صرف اپنی پردہ دری کر رہے ہیں، ورنہ یہ ایک حقیقت ہے کہ باب نے مرزا یحیٰی کو
اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا۔ باب کی وفات کے بعد بابی اسکے مطیع و منقاد رہے
خود بہاء اللہ نے اپنے ادعاء تک ازل کے دعوٰی کی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ اسکی
اطاعت کی ہے۔ حیرت ہے کہ بہاء اللہ اپنی جان بچانیکے لئے تو بقول خود مرزا یحیٰی کو
"قبلۂ آمال" مشہور کرتا ہے۔ اور جب امن حاصل ہو جاتا ہے۔ تو اسے "دجال" قرار دیا
جاتا ہے[2] کیا بہاء اللہ اور بہائیوں کا قبلۂ آمال دجال ہے ؟

**باب کا قتل** بیان ہو چکا ہے۔ کہ ۱۲۶۴ھ میں باب کے اس دعوٰی سے کہ وہی مہدیٔ موعود
ہے بہت شورش برپا ہوئی۔ اسی سال بدشت کانفرنس میں شریعت اسلامیہ کے نسخ
کی قرارداد سے بھی بابیوں اور مسلمانوں میں ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی[3] اس کانفرنس
میں یہ تجویز بھی پاس کی گئی۔ کہ سب بابی ماکو میں جمع ہو کر بزور باب کو رہا کرائیں[4]۔ اور
اس پر عمل بھی شروع ہو گیا۔ اس قسم کی فتنہ انگیزیوں اور بابیوں کیطرف سے ملک
میں بغاوت کے آثار کو دیکھکر حکومت نے آخر باب کے متعلق علماء سے استفتاء کیا۔

---

[1] باب الحیاۃ ترجمہ مقالہ سیاح ص۵۵۔ [2] مجموعہ رسائل ص۱۰۱۔ [3] الکواکب ص۲۲۳۔ [4] الکواکب ص۲۲۳

بہائی مؤرخ کے قول کے مطابق فتوٰی ان الفاظ میں تھا :-

"بما ان حضرة السید الباب ادعی مقام المھدویة وعمل تغییرات عظیمة فی الفروع الاسلامیة لذلك وجب ولزم قتلہ[1]"

کہ چونکہ باب نے مہدویت کا دعوٰی کیا ہے اور اسلامی شریعت میں بہت تبدیلی کی ہے۔ اسلئے اس کا قتل واجب ہے"

فتوٰی قتل کو سنکر باب کی حالت بالکل دگرگوں ہوگئی۔ ایک بہائی راوی ہے :-

"کان حضرته متغیر الحال علی خلاف المعتاد غائصًا فی بحر عمیق من الافکار[2]"

کہ اس شب باب کی حالت غیر معمولی طور پر بدلی ہوئی تھی۔ وہ تفکرات کے عمیق سمندر میں غرق تھا" اسی جگہ باب کے رونیکا بھی ذکر ہے۔ بہائی لوگ اسلامی قیامتِ کبریٰ اور حشر و نشر کے منکر ہیں۔ مگر باب اس رات بار بار یہ شعر پڑھ رہا تھا ؎

الی الدیان یوم الدین نمضی　　　وعند اللہ تجتمع الخصوم

ترجمہ :- جزا دینے والے خدا کے پاس ہم یوم الدین کو جائینگے اور اسی کے پاس سب جھگڑنے والے جمع ہوں گے"

اس موقعہ پر باب سے دو ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جن پر ان لوگوں کو خاص طور پر غور کرنا چاہیئے۔ جو باب کو مامورِ الٰہی مانتے ہیں (۱) اس نے اللہ تعالیٰ سے مایوس ہوکر خودکشی کی خواہش کی۔ چنانچہ اس نے اپنے بابی ساتھیوں سے قید خانہ میں کہا :-

"فیاحبذا لو وجد من یقتلنی ھذہ اللیلة فی ھذا السجن[3]"

کہ کاش کوئی مجھے آج رات ہی اس قید خانہ میں قتل کر دے"

(۲) باب نے اپنے بابی ساتھیوں سے کہا :-

---

[1] الکواکب صـ ۲۳۳ ۔ [2] الکواکب صـ ۲۳۴ صـ [3] الکواکب صـ ۲۳۶

"اے اصحاب! فرداکہ از شما سوال نمایند از حقیت من تقیہ نمائید و انکار نمائید ولعن کنید زیراکہ حکم اللہ بر شما این است [1] "

ترجمہ :۔ اے رفقاء! کل جب تم سے میری صداقت کے متعلق سوال کریں تو تقیہ کرنا اور میرا انکار کر دینا نیز لعنت کرنا کیونکہ تمہارے لئے حکم خداوندی یہی ہے "

حکومت ایران کیطرف سے علماء کے فتویٰ اور سیاسی حالات کے ماتحت باب کو تبریز کے میدان میں گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ باب کے قتل کی تاریخ اور سال میں کچھ اختلاف ہے۔ شامی محقق السیّد عبدالرزاق لکھتے ہیں :۔

"اعدم الباب في ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ھ اما البابیة فیدعون ان هذا الاعدام تم في ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ والفرق بین الروایتین سنة ویوم واحد [2] "

کہ باب ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ھ کو قتل کیا گیا۔ بابیوں کا دعویٰ ہے۔ کہ قتل ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ کو واقع ہوا۔ دونوں روایتوں میں ایک دن اور ایک سال کا فرق ہے "

بہائی مورخین نے بالعموم باب کے قتل کی تاریخ ۲۸ شعبان ۱۲۶۶ھ مطابق ۹ جولائی ۱۸۵۰ء متعین کی ہے [3]۔ پروفیسر براؤن نے ۲۷ شعبان ۱۲۶۶ھ قرار دی ہے [4]۔ حشمت اللہ صاحب بہائی لکھتے ہیں :۔

"۱۸۴۹ء اور ۱۸۵۰ء کے درمیان آذربائیجان کے دارالخلافہ میں شہید ہوئے [5] "

بہائی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ باب کو قتل کرنیکے بعد اسکے جسم کو وحشیانہ طریق پر زمین پہ ادھر اُدھر گھسیٹ کر آخر کار ایک گڑھے میں ڈال دیا گیا۔ رات بھر دس سپاہی اس کی نگرانی کرتے رہے۔ اور دوسرے دن لوگوں کو حکم دیا گیا۔ کہ کاروبار معطل کرکے باب کی لاش پر سنگباری کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا [6]۔ بابی مورخ مرزا جانی لکھتا ہے۔ کہ باب کی لاش دو دن اور دو راتیں میدان میں ہی پڑی رہی۔ اسکے بعد اسے ایک جگہ دفن کر دیا گیا [7]۔

[1] نقطۃ الکاف صـ۲۴۷ ۔ [2] البابیون فی التاریخ صـ۱۴ ۔ [3] مقالہ سیاح اردو صـ۳۹ و الکواکب صـ۲۴۰ ۔ [4] نقطۃ الکاف مقدمہ صـ ع
[5] بہاءاللہ کی تعلیمات صـ۱۰ ۔ [6] الکواکب صـ۲۴۵ و صـ۲۴۶ ۔ [7] نقطۃ الکاف صـ۲۵۰

**بابیوں کی "قربانیاں"** آپ باب پر ایمان لانیوالے عوام کی حالت کے زیرعنوان پڑھ چکے ہیں۔ کہ بہائی لوگ بابیوں کو جاہل، ان پڑھ، دین سے ناواقف ظلمات میں غرق اور سب لوگوں سے پسماندہ تر قرار دیتے ہیں عبدالبہاء نے ان کیلئے "تباً لھم وسحقاً لھم" تک کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ باوجود اس امر کے بہائی لوگ مرنیوالے بابیوں کی موت کو اپنی قربانیاں قرار دیکر مشرق و مغرب میں پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں۔

اپنے مذہب کے لئے مخلصانہ اور مظلومانہ جان دینا ہر قوم اور ہر زمانہ میں قابلِ تعریف ہے۔ مگر اسجگہ یہ سوال قابلِ تحقیق ہے۔ کہ آیا ایران میں مارے جانیوالے بابی لوگ مظلومانہ مارے گئے اور آیا ان کا اقدام محض اخلاص پر مبنی تھا یا نہیں؟ اس تحقیق کیلئے فصل ہذا میں بابی اور بہائی تاریخ سے کافی مواد موجود ہے۔ اسجگہ مزید چند حقائق درج کئے جاتے ہیں۔

اوّل۔ بابی کہلانیوالے اپنے مذہب سے واقف نہ تھے مقالہ سیاح کا مصنف لکھتا ہے:۔

"چونکہ اس مذہب کی بنیاد پڑتے ہی حضرت باب قتل کر دیئے گئے تھے۔ اسلئے یہ گروہ اپنی روش و رفتار اور شریعت و طریقت کے احکام سے محض بے خبر رہا۔ ان کے عقائد کی بنیاد صرف حضرت باب کی سچی محبت تھی۔ اور یہی بے خبری بعض مقاموں میں گڑبڑی کا سبب ہوئی۔ اور جب ان لوگوں نے اپنے اوپر سخت دباؤ پڑتا دیکھا، تو اپنے بچاؤ کیلئے مجبوراً ہاتھ اٹھایا[ا]"

دوم۔ بابیوں نے ۱۲۶۴ھ ہجری میں بدشت مقام پر یہ قرارداد پاس کی۔ کہ "ایران کے سب اطراف سے بابی ماکو میں منظم طور پر جمع ہوں، اور باب کو جیل خانہ سے آزاد کرانے کیلئے عمل بجا لائیں[۲]" اور ان کے مختلف قافلے مختلف جہات سے روانہ بھی ہو پڑے تھے۔

سوم۔ جو بابی قراردادِ بدشت کے مطابق ماکو کیلئے روانہ ہوتے تھے۔ ان کی حالت بہائی تاریخ کے مطابق حسب ذیل ہوتی تھی:۔

"صار اکثرھم یحملون السلاح ویسافرون جماعات لا یقل عددھا

---

[ا] مقالہ سیاح اردو ص۵۸۔ [۲] الکواکب ص۲۲۳۔

عن العشرین نفساً[1]

کہ ان میں سے اکثر ہتھیار بند ہوتے تھے۔ اور ۲۰ یا اس سے زیادہ افراد کے جتھوں کی صورت میں سفر کرتے تھے۔"

چہارم ۱۲۶۴ھ میں ہی بابیوں نے قلعہ طبرسی پر قبضہ کر کے اسکی مرمت کر لی[2]۔ اور قلعہ بند ہو بیٹھے۔ اسی عرصہ میں شاہِ ایران محمد شاہ کا انتقال ہو گیا جس سے بابیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے۔ بہائی تاریخ میں لکھا ہے۔ کہ نئے بادشاہ ناصر الدین شاہ کے پاس محضر نامہ بھیجا گیا جس میں لکھا تھا۔ کہ:۔

"ان البابیین احتسبوا وفاة المغفور له محمد شاہ فوزاً عظیماً لهم و شرعوا فی المقاتلة والنزال وخرجوا علی الدولة والملة[3]"

پنجم ۱۲۶۶ھ یعنی قتلِ باب سے قبل ہی بابی گروہوں نے ملک ایران میں خطرناک ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ زنجان، مازندران، نیریز وغیرہ مقامات پر حکومت کو اپنی فوج کا کافی نقصان برداشت کر کے باغی بابیوں پر قبضہ کرنے کا موقعہ ملا۔ معرکۂ قلعۂ مازندران کا ذکر کرتا ہوا بہائی مورخ کہتا ہے۔ کہ اسمیں ایک رات میں حکومت کے لشکر کے چار سو آدمی کھیت رہے جن میں سے پینتیس افسر تھے[4]۔ یاد رہے کہ بابی لوگ ان تمام معرکوں میں "یا صاحب الزمان" کا نعرہ لگایا کرتے تھے[5]۔ گویا انہوں نے اپنے عقیدہ کی رو سے جہاد کا آغاز کر دیا تھا۔

ششم۔ باب کے قتل سے اس کے اتباع کو صدمہ پہنچنا طبعی امر تھا۔ بابیوں نے اسکا انتقام لینے کی یہ صورت تجویز کی۔ کہ شاہِ ایران پر قاتلانہ حملہ کر دیا۔ لکھا ہے:۔

"اگست ۱۸۵۲ء میں ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے بابیوں پر بلاؤں کا ایک ایسا طوفان برپا کیا۔ کہ ہر ایک بابی کی جان خطرے میں پڑ گئی۔ صادق نامی ایک نوجوان جو خود بھی بابی تھا۔ اور جسکا

---

[1] الکواکب ص۲۲۵ ۔ [2] الکواکب ص۲۲۷ ۔ [3] الکواکب ص۲۴۷ ۔ [4] الکواکب ص۲۷۶ ۔ [5] الکواکب ص۲۸۳ ۔

آقا بھی بابی تھا۔ اپنے آقا کے عذاب شہادت کو دیکھکر ایسا متاثر ہوا۔ کہ بدلہ کے جوش میں بھر کر اس نے شاہِ ایران پر حملہ کر دیا[۱]"

بہائیوں کے رسالہ "البہائیۃ" مطبوعہ مصر میں حملہ کرنیوالے "اثنان من الشبان البابیین[۲]" لکھا ہے یعنی بادشاہ پر گولی چلانیوالے دو بابی نوجوان تھے۔ ایک اور روایت ہے کہ "۲۸ شوال ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۸۵۲ء کو تین[۳] اشخاص نے بادشاہ ناصر الدین شاہ پر قاتلانہ حملہ کیا[۴]"۔ پروفیسر براؤن نے بھی مؤخر الذکر بیان کو درست قرار دیا ہے[۵]"

ھفتم۔ اس واقعہ ہائلہ سے ملک میں طوفان برپا ہو گیا۔ جو لازمی امر تھا۔ حکومت نے اس سازش کی تحقیقات کیلئے سب بابی مشاہیر کو گرفتار کر لیا۔ جناب عبد البہاء لکھتے ہیں:۔

"اس باغیانہ حرکت کے ارتکاب سے یہ فرقہ بدنام ہو گیا۔ ابتدا میں کچھ پوچھ گچھ ہی نہیں تھی۔ مگر اسکے بعد حکومت کیطرف سے تحقیقات شروع ہوئی۔ اور اس فرقہ کے تمام مشاہیر تہمت کے جال میں پھنس گئے[۶]"

پروفیسر براؤن کی تحقیقات کی رو سے بادشاہ پر قاتلانہ حملہ کے بعد چالیس[۴۰] بابیوں کو سازش کے شبہ میں پکڑا گیا۔ جن میں سے اٹھائیس[۲۸] اشخاص کو مجرم پاکر حکومت نے آخر ذوالقعدہ ۱۲۶۸ھ میں قتل کروا دیا[۷]۔

ایک بہائی مصنف لکھتا ہے:۔

"حضرت باب شہید کئے گئے۔ اور ان کے ایک خادم نے کچھ آدمیوں سے سازش کر کے بادشاہ پر گولی چلائی۔ اور اس کے بعد بابیوں کا تمام ایران میں قتلِ عام ہوا[۸]"

ھشتم۔ حکومت کے مقابلہ میں بابیوں کا رویہ "مسلح بغاوت" کا رنگ رکھتا تھا۔ عصر جدید کے مصنف نے لکھا ہے:۔

"آغاز امر میں بابیوں نے اکثر موقعوں پر نہایت بہادری اور دلیری سے تلوار کیساتھ

---

[۱] عصر جدید اردو ص۳۱۔ [۲] البہائیۃ ص۷۔ [۳] البابیون فی التاریخ ص۱۵۔ [۴] مقدمہ نقطۃ الکاف ص۳۔ [۵] مقالہ سیاح ص۴۵۔ [۶] مقدمہ نقطۃ الکاف ص۳۔ [۷] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۱۸۔

اپنے بال بچوں کی حفاظت کی۔ مگر حضرت بہاء اللہ نے اس سے منع کر دیا۔[۵۰]

نہم۔ان حالات میں بابیوں کی ایک بڑی تعداد کا مارا جانا یقینی امر تھا کیونکہ وہ قائم شدہ حکومت سے برسرِ پیکار تھے۔انہوں نے سینکڑوں، ہزاروں، سپاہیوں اور عوام کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ وہ حکومت کے باغی تھے۔ اور اسے تہ و بالا کرنا چاہتے تھے لیکن ایسے مرنے والوں کو مظلومی کی موت مرنے والا قرار دینا مشکل ہے۔ اپنے جرم کی سزا میں مرنے والا مظلوم نہیں کہلا سکتا۔ اگرچہ بہائی مقتول بابیوں کی تعداد میں بہت مبالغہ کرتے ہیں۔ تاہم اس میں شک نہیں کہ بابیوں کی خاصی تعداد ماری گئی ہے لیکن یاد رہے کہ اس افراتفری میں مارے جانے والے سب بابی نہ تھے۔ السیّد عبدالرزاق لکھتے ہیں :۔

"ومعلوم ان فكرة الدستور كانت مختمرة في نفوس الايرانيين في هاتيك الايام وان تلك الاضطرابات كانت سياسيّة دينيّة في عين الوقت وكان الشاه ينكل باعدائه انصار الدستور باسم التنكيل بالبابيّين فكان هذا التاديب صارمًا وواسعًا في عين الوقت[۵۱]"

ترجمہ۔ واضح رہے کہ ان دنوں اہلِ ایران میں آزادی اور جمہوریت کا خیال پختہ ہو رہا تھا اور یہ پکڑ دھکڑ سیاسی اور مذہبی دونوں رنگ رکھتی تھی۔ سو بادشاہ نے جمہوریت کے مؤیدین کو بابیت کے نام پر شدید سزائیں دینی شروع کر دیں۔ اور یہ سزا کا سلسلہ بہت سخت اور وسیع ہوتا تھا"

غرض بابی لوگ اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ اور حکومت کے مقابلہ میں

---

[۵۱] عصرِ جدید اردو صفحہ ۱۹۰ ۔ [۵۲] البابیون فی التاریخ صفحہ ۱۵۔

ان کی سیاسی تنظیم کارگر ثابت نہ ہوئی۔ بلکہ اس مقابلہ اور بغاوت میں ان کے بہت سے آدمی مارے گئے جیسا کہ انہوں نے ایک وقت تک حکومت کے فوجیوں کو تہ تیغ کیا تھا۔ ان حقائق کی روشنی میں بابیوں کی "قربانی" کی حقیقت معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ÷

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

# فصل دوم

## اسلامی شریعت کے منسوخ کرنے کے متعلق بابیوں کی سازش

اور

## بابی شریعت کے چند احکام!

**اسلامی شریعت کے نسخ کا خیال کب اور کیوں پیدا ہوا؟** باب کے دعوی کے باوجود ایک عرصہ تک بابی لوگ اسلامی شریعت پر عمل کرتے رہے چنانچہ عبد البہاء افندی نے بدشت کانفرنس کے موقعہ پر قرۃ العین کے ابتداءً علیحدہ باغیچہ میں رہنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے :-

"فانظر کیف کانوا یحترمون العوائد والتقالید ویظنون انھم یقررون بھا الحقائق فلقد کانت الشریعۃ ھی المعمول علیھا الی ذلک التاریخ لم یتغیر منھا شیئ[۱]"

کہ دیکھو اس وقت بابی لوگ عادات و رسوم کا کسقدر خیال رکھتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ اس طرح وہ حقائق کو قائم کر رہے ہیں تحقیق اس دن تک اسلامی شریعت پر ہی سب کا دارومدار تھا۔ اس میں سے کوئی حکم بھی تبدیل نہ ہوا تھا"

بہائی مؤرخ عبد الحسین لکھتا ہے کہ بدشت کے صحراء میں کانفرنس ۱۲۶۴ھ میں واقع ہوئی۔ اسوقت تک بابی لوگ بالعموم بابی تحریک کو جزئیات اور کلیات میں

[۱] تاریخ بہاء اللہ من محادثات عبد البہاء صفحہ ۲۰

اسلامی شریعت کے تابع سمجھتے تھے۔[۵۱]

بدشت کانفرنس کے انعقاد کا محرک یہ تھا کہ باب کو حکومت نے قید کر رکھا تھا۔ اور بابی اپنی پراگندہ حالی سے تنگ آ چکے تھے علماء ایران نے باب اور بابیوں کے خلاف سخت فتوے جاری کر دیئے تھے۔ گویا بابی حکومت اور علماء کیخلاف تجاویز سوچنے کیلئے اس موقعہ پر جمع ہوئے تھے حکومت کے خلاف انہوں نے یہ قرارداد پاس کی، کہ ماکو میں جمع ہو کر باب کو بزور رہا کرائیں اور علماء سے انتقام کیلئے یہ تجویز ٹھہری کہ اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دیا جائے۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے۔ کہ نسخِ شریعتِ فرقانی کا خیال محض انتقامی ہے۔ خود بہاء اللہ نے اپنی کتاب اقتدار میں لکھا ہے کہ :۔

"اگر اعتراض و اعراض اہلِ فرقان نبود ہر آئینہ شریعتِ فرقان در این ظہور نسخ نمی شد"[۵۲]

یعنی اگر اہل اسلام باب و بہاء کے ماننے سے اعراض نہ کرتے اور ان پر اعتراض نہ کرتے تو اسلامی شریعت ہرگز منسوخ نہ کی جاتی۔"

اس حوالہ سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ بابیوں نے محض مسلمانوں کی مخالفت سے چڑ کر قرآن مجید کے منسوخ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ورنہ درحقیقت اسلامی شریعت کی موجودگی میں کسی نئی شریعت کی ضرورت نہ تھی چنانچہ اسلامی شریعت کے جامع اور تمام زمانوں کے لئے کامل قانون ہونے کا اقرار خود بہاء اللہ نے اپنی آخری عمر میں ایک خط میں ان الفاظ میں کیا ہے :۔

"اگر اہلِ توحید در اعصارِ اخیرہ بشریعتِ غراء بعد از حضرت خاتم روح ماسواہ فداہ عمل می نمودند و بذیلش تشبث، بنیانِ حصنِ امر متزعزع نمی شد و مدائنِ معمورہ خراب نمی گشت بلکہ مدن و قری بطرازِ امن و امان مزین و فائز۔ از غفلت و اختلافِ امتِ مرحومہ و دخانِ نفسِ شریرہ ملتِ بیضاء تیرہ و ضعیف مشاہدہ میشود"[۵۳]

---

[۵۱] الکواکب صفحہ ۲۱۶، ۲۱۷۔ [۵۲] اقتدار صفحہ ۲۷، ۲۸۔ [۵۳] مقالہ سیاح مع اردو ترجمہ صفحہ ۶۸

ترجمہ - اگر اس آخری زمانہ میں اہلِ توحید حضرت خاتم النبیین (روح عالم نثار ہو ان پر) کی وفات کے بعد ان کی روشن شریعت پر عمل کرتے اور ان کے دامن شریعت کو مضبوط پکڑے رہتے تو قلعۂ دین کی مستحکم بنیاد ہرگز نہ ڈگمگاتی - اور بسے بسائے شہر کبھی ویران نہ ہوتے بلکہ شہر اور گاؤں امن و امان کی زینت سے مزین اور کامیاب رہتے - مگر امت مرحومہ کی غفلت و اختلاف اور شریر نفوس کی ظلمت کے سبب یہ امت تیرہ اور کمزور دکھلائی دیتی ہے۔[1]

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کے نزدیک بھی شریعت بیضاء اسلامیہ پر ہی عمل کرنا دنیا میں امن و امان کے قیام کا موجب ہے شریعت اپنی ذات میں کامل اور جامع ہے نقص صرف یہ تھا کہ لوگ اس پر عمل نہیں کر رہے تھے - اندریں صورت نسخ شریعتِ اسلامیہ کی تجویز سراسر معاندانہ ہے - یہ امر بابیت اور بہائیت کے بطلان پر واضح دلیل ہے - اے کاش لوگ غور کریں -

**نسخِ شریعتِ اسلامی کے متعلق بابیوں کی سازش**

بیان ہو چکا ہے، کہ بدشت کانفرنس میں بابی زعماء نے اسلامی شریعت کے نسخ کے بارے میں خطرناک سازش کی تھی - اس کا مختصر حال بہائی مؤرخ کی زبانی حسب ذیل ہے -

سنہ ۱۲۶۴ ہجری میں علاقہ خراسان میں بدشت کے میدان میں بابیوں کا اجتماع ہوا، اس موقعہ پر مرزا حسین علی، ملا محمد علی - ملا حسین بشروئی، اور ام سلمی قرۃ العین کے درمیان خاص مشورے ہوتے تھے جن کا موضوع یہ ہوتا تھا کہ شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ کر دیا جائے[2] - ان گفتگوؤں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکابر بابیوں کا بیشتر حصہ اس رائے کے حق میں ہو گیا - کہ شریعتِ محمدیہ کا نسخ واجب ہے - مگر "ذھب قلائل الی عدم جواز التصرف فی الشریعۃ الاسلامیۃ" کچھ لوگوں نے کہا کہ اسلامی شریعت میں تبدیلی ہرگز جائز نہیں[3] - اس اختلاف کے موقعہ پر قرۃ العین پہلے گروہ میں شامل

[1] باب الحیاۃ صفحہ ۴۹ - [2] الکواکب صفحہ ۲۱۹ - [3] الکواکب صفحہ ۲۲۰

تھی یلکراں کی لیڈر تھی۔ اسنے اصرار کیا کہ باب کو صاحبِ شریعت جدیدہ ہونا چاہیے اور ہمیں اسلامی شریعت کو بدل دینا چاہیئے۔ باقی زعماء ڈرتے تھے کہ ایسا کرنے سے عوام بابی بدک جائینگے۔ آخر ایک دن قرۃ العین نے مجلسِ خاص میں یہ تجویز پیش کی کہ چونکہ اسلام میں مرتد عورت کی سزا قتل نہیں، اسلئے میں عوام بابیوں کی محفل میں دین اسلام کے منسوخ ہونیکا اعلان کر دوں گی۔ اگر تو سب نے قبول کرلیا تو بہتر ورنہ احبابِ خاص میں سے ملا محمد علی مجھ سے توبہ کرو اکے پھر داخلِ اسلام کرلینگے۔ بہائی مؤرخ لکھتا ہے کہ اس کی اس تجویز کو بہاء اللہ وغیرہ زعماء نے بہت پسند کیا (فا ستحسن الاصحاب هذا المقترح[1]) اور وہ سب موقعہ کی تلاش میں رہے۔ چنانچہ ایک روز جب بہاء اللہ کو زکام ہوا۔ اور ملا محمد علی نے جھوٹے طور پر بیماری کا بہانہ بنا لیا[2]۔ قرۃ العین نے اپنی سکیم شروع کردی۔ اس کے بیانات سنکر عوام بابی دنگ رہ گئے۔ عبدالبہاء لکھتے ہیں:-

"جمیع حاضرین پریشان شدند کہ چگونہ نسخ شرایع مشد"[2] (تذکرۃ الوفاء صفحہ ۳۰۸)

ان لوگوں نے جاکر ملا محمد علی سے قرۃ العین کی اس بارہ میں شکایت کی۔ اس نے باہمی منصوبہ کے مطابق اسوقت چرب لسانی سے لوگوں کو خاموش کردیا اور قرۃ العین سے مل کر تحقیق کا ارادہ ظاہر کیا۔ بعد ازاں چند مرتبہ ان دونوں کی گفتگو ہوئی۔ مگر اس میں بھی مکارانہ پالیسی کام کررہی تھی۔ اس حالت کو دیکھکر مذہبی رنگ کے بابی دل برداشتہ ہوکر گھروں کو لوٹ گئے[3]۔

سوچی ہوئی تجویز کے مطابق آخر کار بہاء اللہ نے اس بحث میں مداخلت کی۔ اور قرۃ العین کی تائید کی۔ اس موقعہ پر بابیوں میں سخت اضطراب پیدا ہوگیا۔ عبدالبہاء لکھتے ہیں۔ کہ ابتداءً تو سب ہی برگشتہ ہوگئے تھے پھر کچھ واپس آگئے[4]۔ تب قرار پایا کہ اس بارے میں باب سے جو ان دنوں ماکو کے قلعہ میں قید تھا، استصواب کیا جائے

---

[1] الکواکب صفحہ ۲۱۱۔ [2] تذکرۃ الوفاء صفحہ ۳۰۸ [3] الکواکب صفحہ ۲۲۲۔ [4] تذکرۃ الوفاء صفحہ ۳۰۸

بہائی مؤرخ راوی ہے۔ کہ باب نے قرۃ العین وغیرھا کی رائے سے اتفاق کیا اور اسطرح اسلامی شریعت کا منسوخ کرنا واجب ٹھہرا[1]۔ ایک اور بہائی اس واقعہ کا ذکر یوں کرتا ہے کہ :۔

"اس مصیبت کے وقت میں جو کہ سر برآوردہ تھے انہوں نے مشورہ کر کے ایک عام مجلس شوریٰ منعقد کی تاکہ کوئی فیصلہ کریں۔ اور اس موقعہ پر ایک بابی میرزا حسین علی نوری جنکو حضرت باب نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا خاص طور پر کامیدہ ثابت ہوئے اور ان کی اور قرۃ العین وغیرہ کی کوششوں سے یہ قریب فیصلہ ہو گیا کہ نئے اصولوں پر چلا جاوے۔ لیکن بعض پرانی رائے پر جمے رہے[2]" (مبہ دہشتی تعلیمات صہ؟)

یہ سارا واقعہ جو بہائی روایات سے ماخوذ ہے بابیت اور بہائیت کی قلعی کھولنے کیلئے کافی ہے۔ نسخ شریعتِ محمدیہ کا خیال ایک منتقمانہ کارروائی سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ باب کو خدا نے نہیں کہا کہ اسلامی شریعت منسوخ ہو گئی۔ اسنے خود بھی اس بارے میں کسی الہام کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو ساری سازش قرۃ العین اور بہاء اللہ نوری کی ہے جسکی تہ میں مسلمانوں سے انتقام لینے کا جذبہ کام کر رہا تھا۔ کیا ان حالات میں بھی کوئی انصاف پسند انسان بابی یا بہائی تحریک کو خدائی تحریک کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

**بابی تحریک یقیناً دجالی تحریک ہے**

بہائیوں کے مسلمات میں یہ امر داخل ہے۔ کہ دجال نے نئی شریعت لانیکا ادعا کرنا ہے۔ چنانچہ ابوالفضل بہائی لکھتے ہیں :۔

"و ایں نکتہ براہلِ دانش پوشیدہ نماند کہ ظہور کتاب دجال و کتاب حضرت ذی الجلال در یوم قیام قائم موعود از وعود حتمیۂ الٰہیہ است[3]"

اسیطرح بہائیوں نے آیت قرآنی عَلَیْھَا تِسْعَةَ عَشَرَ سے مراد یہ لیا ہے۔ کہ

---

[1] الکواکب صہ ۲۲۳ ۔ [2] بہاء اللہ کی تعلیمات صہ ۱۱ ۔ [3] مجموعہ رسائل صہ ۱۲۸

دجال کیساتھ انیس[19] خاص اصحاب ہوں گے۔ اسی بناء پر ابو الفضل نے صبح ازل کو دجال قرار دیا ہے[1]۔ میرے نزدیک واقعات سے ثابت ہے کہ دراصل بانی تحریک دجالی تحریک ہے۔ دجالی فتنہ کا جو مظہر نئی شریعت کے دعویدار کی صورت میں نمودار ہونیوالا تھا، وہ دراصل باب تھا۔ بہاء اللہ اور صبح ازل اپنی اپنی کتاب کے ساتھ اسکی شاخیں ہیں۔ باب نے بدشت کانفرنس کی قرارداد کے مطابق نئی شریعت کا اختراع کیا۔ اور اسلامی شریعت کو منسوخ کرنیکی کوشش کی۔ نیز اس نے اپنے سارے کاروبار کی بنیاد ہی انیس[19] کے عدد پر رکھی ہے۔ انیس[19] دن کا مہینہ اور انیس[19] مہینوں کا سال اسی کی غیر طبعی ایجاد ہے۔ اسی نے حروف الحی کے مطابق اپنے اٹھارہ خاص اصحاب اور اپنے آپ کو ملا کر انیس[19] "اصحاب النار" کا عدد پورا کر دیا ہے[2]۔ علاوہ ازیں یہ ایک حیرت انگیز امر ہے۔ کہ نسخ شریعتِ اسلامیہ کی یہ تحریک بدشت سے شروع ہوئی ہو۔ جو علاقہ خراسان میں واقع ہے[3]۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:-

"الدجال یخرج من ارض بالمشرق یقال لها خراسان یتبعه اقوام کان وجوههم المجان المطرقة۔ رواه الترمذی[4]"

کہ دجال مشرقی علاقہ خراسان نامی سے خروج کریگا۔ آکی پیروی وہ قومیں کرینگی جنکے چہرے ایسی ڈھالوں کی مانند ہیں جن پر ہتھوڑے مارے گئے ہوں۔ یہ ترمذی کی روایت ہے"

بانی تحریک کی غرض اسلام کو ناقابلِ عمل اور مردہ مذہب ثابت کرنا تھا۔ بدشت کانفرنس کا مدعا اسلامی شریعت کو منسوخ قرار دینا تھا۔ مگر کیا یہ الٰہی تصرف نہیں اور کیا یہ اسلام کے زندہ مذہب ہونیکا ایک اور درخشندہ ثبوت نہیں، کہ بابیوں کی اس سازش نے بانیٔ اسلام علیہ التحیۃ والسلام کی ایک پیشگوئی کو پورا کر دیا، اور اس طرح بانیٔ فتنہ اسلام کی صداقت کی ایک اور دلیل بن گیا۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّتَدَبَّرُوْنَ

---

[1] مجموعہ رسائل صفحہ ۱۰۸۔ [2] الکواکب صفحہ ۲۱۲-۲۱۵۔ [3] نقطۃ الکاف صفحہ ۱۴۲۔ [4] مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ دہلی صفحہ ۴۷۵

**بابیوں کی تین شریعتوں پر مختصر تبصرہ**

بانی تحریک پر تاریخی نظر ڈالتے وقت ان لوگوں کی تین[3] خود ساختہ شریعتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔ (۱) البیان۔ (۲) المستیقظ۔ (۳) الاقدس۔ اول الذکر کا مصنف علی محمد باب ہے۔ دوسری کتاب المستیقظ کا لکھنے والا مرزا یحیی صبح ازل ہے۔ اور موخر الذکر مرزا حسین علی بہاء اللہ کی تصنیف ہے۔ بہائیوں کے نزدیک البیان منسوخ ہو چکی ہے۔ اور صبح ازل کو وہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ اسلئے ان کے نزدیک المستیقظ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ازلی گروہ کے نزدیک المستیقظ باب کی کتاب البیان کا تتمہ اور تکملہ ہے موجودہ بابیوں کے اعتقاد میں البیان ہی اصل چیز ہے۔ الاقدس اور المستیقظ ہر دو جھوٹ اور افتراء کے پلندے ہیں۔ ذیل میں ان تینوں کتابوں کے حالات درج کئے جاتے ہیں۔

**(۱) البیان کی حقیقت** باب نے بدشت کانفرنس کی قرارداد کے ماتحت قلعہ ماکو کے زمانۂ قید میں ایک شریعت تصنیف کرنی شروع کی۔ باب کے اس مقام پر قید رہنے کا زمانہ بعض کے نزدیک نو ماہ ہے اور بعض کے نزدیک ڈیڑھ سال[1] مگر بہر حال یہ سب کے نزدیک مسلم ہے کہ البیان اسی عرصہ میں لکھی گئی ہے عبد البہاء کہتے ہیں:-

"وکان الباب کتب کتاب البیان اثناء حبسه فی قلعة ماکو"[2]

کہ باب نے ماکو کے قلعہ میں قید کے عرصہ میں کتاب بیان لکھی ہے"

بہائی مورخ عبد الحسین نے بھی اسکی تصدیق کی ہے[3] بہائیوں کے نزدیک البیان کی تفسیر کرنیکی کسی کو بھی اجازت نہیں[4] البیان کے متعلق باب کی سکیم یہ تھی کہ:-

"رتب کتاب البیان علی تسعة عشر واحداً وقسم کل واحد الی تسعة عشر باباً"[5]

وہ البیان کو ۱۹ حصوں پر تقسیم کریگا اور ہر حصہ میں ۱۹ ابواب لکھیگا۔ مگر وہ اس تجویز کو عملی جامہ

---

[1] الکواکب صفحہ ۳۸۳ ۔ [2] تاریخ بہاء اللہ ۔ [3] الکواکب صفحہ ۳۸۲ / ۲۰۵ ۔ [4] بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۔ [5] الکواکب صفحہ ۲۰۶

نہیں پہنا سکا۔ لکھا ہے :۔

"ولکن حضرته لم یکمل بقلمه کتابة جمیع هذه الابواب وانما تمم کتابة آحاد ثمانیة وتسعة ابواب من الواحد التاسع فقط"[1]

کہ باب اپنی قلم سے البیان کو مکمل نہ کر سکا۔ اسنے صرف آٹھ حصے مکمل طور پر لکھے ہیں۔ اور نویں حصے کے صرف نو باب لکھ سکا ہے۔"

اسکے معنی یہ ہوئے کہ باب نے جس شریعت کو بزعم خود قرآن مجید کے مقابل رائج کرنیکا ارادہ کیا تھا، وہ اس کو پورا بھی نہ کر سکا۔ هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا کے مطابق اسے بالکل ادھورا چھوڑ کر مر گیا۔ باب کا اس حالت میں قتل کیا جانا اس کی ناکامی اور ابتری پر قاطع دلیل ہے۔

**(۲) صبح ازل اور اسکی کتاب**

میرزا یحییٰ کا لقب صبح ازل ہے۔ یہ بہاء اللہ کا باپ کیطرف سے بھائی ہے۔ میرزا یحییٰ کو باب نے اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ اہلِ بیان اور غیر جانبدار مؤرخ "یحیٰ را وصی حضرت باب خوانده است"[2] اس کا صاف اقرار کرتے ہیں۔ صبح ازل کی وصایت ابتداء میں سب کو مسلّم تھی۔ بہائی بھی مانتے ہیں۔ کہ اسے بہاء اللہ کی جان بچانیکے لئے وصی مقرر کیا گیا تھا۔ اور اس امر کا چرچا کرنیکی کوشش کی گئی تھی۔

میرزا یحییٰ کا دعویٰ تھا۔ کہ باب کے بعد "مصدرِ امر" میں ہی ہوں، بہاء اللہ نہیں ہے۔ اسی لئے بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

"یہ مظلوم خواہش کرتا ہے۔ کہ ایک شخص کو بغیر کسی کو اطلاع کئے مقرر کریں، اور اسے اس طرف (عکا کی طرف) بھیجیں، اور وہی شخص کچھ دن جزیرۂ قبرص میں بھی قیام پذیر ہو اور میرزا یحییٰ کے ساتھ رہے۔ تاکہ اصل امر اور مصدر امر احکام الٰہی سے آگاہ ہو جائے۔"[3]

---

[1] الکواکب صفحہ ۲۱۔ [2] مجموعہ رسائل صفحہ ۱۲۹۔ [3] لوح ابن ذئب اردو صفحہ ۱۴۳۔

بہاء اللہ اور بہائیوں کا زعم ہے۔ کہ وہ البیان کے "من یظہرہ اللہ" کا مصداق ہے۔ لیکن صبح ازل اور اسکے اتباع اسکو "من یظہرہ اللہ" قرار دیتے ہیں مشہور بابی مؤرخ حاجی کاشانی لکھتا ہے:۔

"و مراد از من یظہرہ اللہ من بعد از ایشان خود حضرت ازل مے باشد لا غیرہ زیرا کہ دو نقطہ دریک زمان نشاید"[1]

غرض میرزا یحییٰ بہاء اللہ کے بالمقابل مدعی تھا۔ اور بابیوں کا ایک طبقہ ازلی بن گیا تھا بہاء اللہ اپنی ہمشیرہ کی ناراضگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"بعد کو میرزا یحییٰ سے جا ملی۔ اور اب طرح طرح کی باتیں سننے میں آتی ہیں معلوم نہیں کیا کہتی ہے۔ اور کیا کرتی ہے"[2]

بہائیوں اور ازلیوں میں رسہ کشی جاری تھی جسکا ایک منظر جناب بہاء اللہ نے یوں ذکر کیا ہے کہ:۔

"مخالفین تدبیروں میں مشغول اور حیلوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اس سید (جواد) کی تصویر لی ہے اور کچھ دوسروں کی تصویریں بھی جمع کی ہیں اور ہر ایک تصویر کو ایک ورق پر چسپان کیا ہے۔ اور ان سب تصاویر کے اوپر میرزا یحییٰ کی تصویر کو چسپان کیا ہے"[3]

صبح ازل نے جس کتاب کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کا ذکر بہاء اللہ نے حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"جناب آقا ابو القاسم کاشی اور کچھ دوسروں کو میرزا یحییٰ کے فتویٰ سے شہید کیا۔ اے ہادی! اس کی کتاب جس کا نام اسنے مستیقظ رکھا ہے۔ تیرے پاس موجود ہے پڑھ"[4]

بہاء اللہ ازلیوں کو کہتے ہیں۔ کہ تم نے صبح ازل کو خدا مان رکھا ہے۔ انکے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"اتخذتموہ لا نفسکم ربّاً من دون اللہ"[5]

---

[1] نقطۃ الکاف صفحہ ۲۴۴۔ [2] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۳۔ [3] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۰۵۔ [4] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۴۔ [5] مجموعہ اقدس صفحہ ۱۲۵

صبح ازل نے بہاء اللہ کو العجل قرار دیکر سب بہائیوں کو مشرک ٹھہرایا ہے لکھا ہے :۔

"ان الذین یتخذون العجل من بعد نور اللہ اولئک ہم المشرکون[1]"

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ بابیوں، بہائیوں اور ازلیوں میں شدید عداوت ہے۔ نیز بہاء اللہ اور صبح ازل دعاوی میں یکساں ہیں ازل بھی اسیطرح کتاب کا مدعی ہے جسطرح بہاء اللہ کو قرار دیا جاتا ہے۔ بہاء اللہ کا انتقال ۱۸۹۲ء میں ہوا ہے۔ اور صبح ازل کی وفات جزیرہ قبرص میں ۱۹۱۲ء میں ہوئی ہے[2]۔ اب بہائی لوگ بتلائیں، کہ کیا وجہ ہے کہ وہ بہاء اللہ کو سچا مانتے ہیں اور صبح ازل کو کاذب؟ حالانکہ صبح ازل کو بلحاظ زمانہ زیادہ مہلت ملی ہے۔ صبح ازل باب کے قتل (۱۸۵۰ء) کے بعد ہی مدعی بن گیا تھا۔ گویا اسے ساٹھ برس کا زمانہ ملا ہے۔ بہائیوں کے مشہور عالم ابوالفضل لکھتے ہیں :۔

"یحیی باسم اینکہ وصی نقطۂ اولی است شہرت یافت و چنیں الواح کہ صبیان از نطق بآں استیحاش نمایند باسم اینکہ کلمات سماویہ و وحی آسمانی است و معجزہ است نزد اہل ایمان ارسال نمود[3]"

یعنی وہ کلمات جو صبح ازل نے بابیوں میں رائج کئے اور انکو کلماتِ سماویہ اور وحی آسمانی قرار دیا طفلانِ مکتب بھی ان کو بولنے سے عار کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس وصف میں باب کی البیان یعنی بہاء اور ازل کے پیشرو کی کتاب بھی۔ برابر کی شریک ہے۔ ع این ہمہ خانہ آفتاب است۔ لیکن بہر حال یہ جواب بہائیوں کیلئے مفید نہیں۔ کیونکہ اوّل تو اس سے ثابت ہوگا، کہ بابی اور بہائی گروہ ایسے ہی جاہل لوگوں سے مرکب تھا جو ایسی باتوں میں پھنس جاتے تھے۔ دوم۔ مخالفین یہی جواب باب اور بہاء کے متعلق بھی دے سکتے ہیں۔

**(۳) الاقدس کی تصنیف** عکا کی طویل اور فارغ البالی کی زندگی میں مرزا حسین علی صاحب کو خیال آیا، کہ وہ بھی ایک شریعت "اقدس" نامی مرتب کریں۔ ان کا پروگرام حسب ذیل

---

[1] استیقظ بحوالہ الحراب صفحہ ۲۹۴ ۔ [2] البابیون فی التاریخ صفحہ ۲۱ ۔ [3] مجموعہ رسائل صفحہ ۱۲۹

ہوتا تھا :-

"The time of Bahaullah was spent for the most part in prayer and meditatoin, in writing the Sacred Books, revealing Tablets, and in the spiritual education of the friends." [1] یعنی وہ اکثر حصہ وقت کا دعاؤں وغیرہ کے علاوہ مقدس کتابوں کے تصنیف کرنے اور الواح کے نازل کرنے میں گذارتے تھے۔

بہاء اللہ نے اس کتاب کی تصنیف کا سبب خود درج کر دیا ہے۔ لکھا ہے :-

"قد حضرت لدی العرش عرائض شتی من الذین امنوا و سئلوا فیہا اللہ رب ما یری وما لا یری رب العالمین لذا نزلنا اللوح و زیناہ بطراز الامر لعل الناس باحکام ربہم یعملون و کذلک سئلنا من قبل فی سنین متوالیات و امسکنا القلم حکمۃ من لدنا الی ان حضرت کتب من انفس معدودات فی تلک الایام لذا اجبناہم بالحق بما تحیی بہ القلوب" [2]

اس سقیم عربی کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ بہت سے لوگوں نے خطوط کے ذریعے بارگاہِ رب العالمین (بہاء اللہ) میں درخواستیں کیں اور سوالات پوچھے تھے۔ اسلئے ایک لمبا سال کے بعد ہم نے یہ کتاب تصنیف کر دی ہے تاکہ لوگ اسپر عمل کریں۔

جناب آوارہ سابق بہائی مبلغ نے ذکر کیا ہے۔ کہ اقدس کی تصنیف و ترتیب میں ملا علی اکبر اور زین المقربین وغیرہ کا بہت دخل ہے [3]۔ مگر ہمیں اسجگہ اس سے سروکار نہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ سارے بہائی بلکہ سارے مخالفین اسلام ملکر بھی قرآن مجید کی نظیر پیش نہیں کر سکتے۔ قرآن پاک نے تیرہ سو برس سے اس بارہ میں کھلا چیلنج دے رکھا ہے۔ پس ہمیں اس بحث میں پڑنیکی ضرورت نہیں کہ اقدس اکیلے بہاء اللہ کی تالیف ہے یا اس کے ساتھی بھی اس میں شریک تھے؟ ہم آیندہ فصول میں ساری بہائی شریعت نقل کر کے اس کا موازنہ اسلامی شریعت سے کرتے ہیں۔ سو اسجگہ نفس شریعت کے متعلق کچھ لکھنے کی حاجت نہیں۔ ہاں اتنا یاد رکھنا چاہیئے کہ بہائیوں کے نزدیک اقدس سے البیان منسوخ ہو چکی ہے۔

---

[1] عصر جدید انگریزی ص ۴۸ ۔ [2] اقدس نمبر ۲۱۶ و نمبر ۲۱۷ [3] کشف الحیل جلد ۲ صفحہ ۱۳۱

## البیان اور الاقدس کی پوزیشن

بہائیوں کا خیال ہے۔ کہ البیان کے ناقص نسخہ سے قرآن کریم منسوخ ہوچکا ہے۔ العیاذ باللہ۔ باب کے ظہور کا ذکر کرتے ہوئے بہائی عقائد کی کتاب میں لکھا ہے :۔

"شریعت فرقان بظہور مبارکش منسوخ شد و تشریع شریعتی بدیع فرمودند۔"[۵۱]

دوسری جگہ اسی کتاب میں لکھا ہے :۔

"و ما بہائیاں رجوعی باحکام بیان بالمرہ نداریم کتاب ما کتاب مبارک اقدس است۔"[۵۲]

کہ ہمارا کوئی تعلق البیان کے احکام سے نہیں۔ ہماری کتاب اقدس ہے۔" پھر لکھا ہے :۔

"دراین ظہور مبارک احکام کتاب بیان منسوخ است مگر قلیلے کہ جمال ابہیٰ امضا و در کتاب مستطاب اقدس تارۃ اخریٰ نازل فرمودہ اند۔"[۵۳]

یعنی بہاء اللہ کے زمانہ میں بیان کے احکام منسوخ ہیں بجز ان حکموں کے جو بہاء اللہ نے دوبارہ کتاب اقدس میں نازل کردیئے ہیں۔"

خود بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

"حضرت مبشر روح ماسواہ فداہ احکامے نازل فرمودہ اند ولکن عالم امر معلق بود بقبول لذا ایں مظلوم بعضے را اجرا نمود و در کتاب اقدس بعبارات اخریٰ نازل و در بعضے توقف نمودیم۔"[۵۴]

ایک اور بہائی لکھتے ہیں :۔

"حضرت باب نے بعض موقعوں پر یہ بھی لکھ دیا تھا کہ میں نے جو شریعت لکھی ہے۔ اس پر عمل کرنے کا حکم اس وقت تمکو ملیگا جبکہ من یظہرہ اللہ ظاہر ہوگا۔ اور اس شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کریگا اس پر عمل کرنیکا حکم دیگا۔"[۵۵]

ان بیانات سے ظاہر ہے۔ کہ اہل بہاء کے نزدیک البیان منسوخ ہے۔ بلکہ وہ آجتک کبھی بھی قابل عمل کتاب قرار نہیں پائی۔ درمیانی زمانہ میں بقول بہاء اللہ خود بابی لوگ البیان کو محرف شدہ کہتے تھے[۵۶] بلکہ اس کے قلمی نسخوں کو تلاش کرکے تلف کرتے تھے۔ بہاء اللہ لکھتا ہے :۔

---

۵۱ دروس الدیانہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۔ ۵۲ دروس الدیانہ صفحہ ۱۰۳۔ ۵۳ ایضاً صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲۔ ۵۴ نبذۃ من تعالیم البہاء صفحہ ۳۰۔ ۵۵ بہاء اللہ کی تعلیمات صفحہ ۱۲۔ ۵۶ لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۵۔

"ان دنوں ہم نے سنا ہے۔ کہ تو نہائت ہمت سے بیان کے جمع کرنے اور اسے محو کر دینے میں لگا ہوا ہے۔"[1]

یاد رہے کہ البیان آج تک طبع نہیں ہوئی۔ بابیوں نے اسکے قلمی نسخے بھی تلف کر دیئے ہیں۔ البیان کے منسوخ قرار دینے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اسکے احکام بہاء کی کتاب کے متضاد تھے۔ عبدالبہاء افندی نے صاف طور پر لکھا ہے:۔

"شما چوں ترجمۂ کتاب بیان کہ در ایران شدہ بدست آرید بحقیقت پے می برید کہ تعالیم بہاء اللہ بکلی مباین تعالیم ایں فرقہ است۔"[2]

یعنی بہاء اللہ کی تعلیمات کتاب بیان کی تعلیمات سے متناقض و متبائن ہیں۔

**ایک منطقی سوال** اس جگہ ایک منطقی سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ قرآن مجید کو اسلئے منسوخ قرار دیا گیا تھا کہ اسکے نقیض اور مبائن تعلیمات کی ضرورت پیدا ہوئی۔ جو البیان کے ذریعہ معرضِ وجود میں آئیں۔ مگر البیان ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی وہ قابلِ عمل بھی قرار نہ پائی تھی کہ پھر البیان کے مبائن تعلیمات کی ضرورت پیش آگئی۔ بتائیے البیان کے مبائن تعالیم کونسی ہونگی؟ "نفی النفی اثبات" کے قاعدہ کے مطابق ماننا پڑے گا، کہ درحقیقت دنیا کی اصلاح کیلئے قرآنی شریعت کے بغیر چارہ نہیں۔ قرآن مجید نے پہلے ہی فرما دیا ہے:۔

(سورۂ کہف)

"وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝

ترجمہ:۔ اپنے رب کی اس کتاب (قرآن) کی تلاوت کرتا رہ جو تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اسکے کلمات کو کوئی تبدیل کرنیوالا نہیں۔ اور نہ ہی تجھے اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ ملیگی۔"

یہ سوال اور بھی اہم ہو جاتا ہے جبکہ ہم بہائیوں کا یہ عقیدہ پڑھتے ہیں کہ:۔

"ان البیان قد اوحی الیہ ممن یظہرہ اللہ۔"[3]

کہ باب پر البیان بہاء اللہ نے وحی کی تھی۔"

کیا کوئی بہائی بہاء اللہ کی ایک ہی وقت میں وحی کردہ مبائن تعالیم میں تطبیق دے سکتا ہے؟

---

[1] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۱۱۔ [2] جوابنامہ جمعیت لاہای صفحہ ۲۵۔ [3] عصر جدید عربی صفحہ ۵۳

## باب کی شریعت کے چند احکام

بابیوں کی تینوں شریعتوں پر مختصر تبصرہ سے واضح ہے کہ قرآن مجید کے مقابلہ پر خراسان سے اٹھنے والی یہ دجالی تحریک سراسر ناکام ہی ہے۔ یہ تینوں مزعومہ کتابیں آج بھی "ظل ذی ثلاث شعب لاظلیل ولا یغنی من اللھب" کا مصداق ہیں۔ انکو پڑھکر خدا کے کلام قرآن پاک کی عظمت اور بھی نمایاں ہوتی ہے اور انسان کی روح بیساختہ خاتم المرسلین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی ہے۔ کہاں خدائے ذوالجلال کا بزرگ و برتر قانون اور کہاں انسانی دماغوں کی یہ ناکارہ اختراعات ؎

بنا سکتا نہیں اک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ✤ تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اس پہ آساں ہے

اب ہم ذیل میں البیان کے چند احکام بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔

(۱) باب نے حکم دیا ہے کہ اسکی کتاب البیان کے علاوہ کسی علم کی کتاب کے پڑھنے کی اجازت نہیں لکھا ہے:۔

"لا یجوز التدریس فی کتب غیر البیان الا اذا انشئ فیہ مما یتعلق بعلم الکلام وان مما اخترع من المنطق والاصول وغیر ھالم یوذن لاحد من المؤمنین"[۵۱]

باب کے اس نامعقول قانون کے متعلق بہائی مبلغ الشیخ الناطق نے لکھا ہے:۔

"حرام بودن تعلیم علوم مندا ولہ غیر از بیان وما یتعلق بالبیان چہ قدر غیر نافذ و مانع از توسعہ ترقی است نسبت بمعارف خلق"[۵۲]

(۲) باب نے بابی کتابوں کے علاوہ سب کتب کے نیست و نابود کرنے کا حکم دیا ہے۔ لکھتا ہے:۔

"الباب السادس من الواحد السادس فی حکم محو الکتب کلھا الا ما انشئت او تنشأ فی ذلک الامر"

بہائیوں کو اعتراف ہے کہ بابی شریعت کا یہ حکم "اوّل بنا خصومت و اختلاف عالم است"[۵۳] ہے۔

(۳) بابی شریعت میں ان تمام لوگوں کے قتل کا حکم ہے جو باب پر ایمان نہیں لاتے عبدالبہا لکھتے ہیں:

"در ایام ظہور حضرت اعلیٰ منطوق بیان ضرب اعناق وحرق کتب و اوراق و ہدم بقاع و قتل عام

---

[۵۱] واحد ۴ باب ۶ ۔ [۵۲] المناظرات الدینیہ صفحہ ۱۶۶ ۔ [۵۳] المناظرات صفحہ ۱۶۵

اِلَّا مَنْ آمَنَ وَصَدَّقَ بود"[1]

بابیوں کا طریقِ عمل یہ تھا کہ ہر غیر بابی کو واجب القتل جانتے تھے لکھا ہے :۔

"ایشاں کسانے راکہ مومن بباب نبود نجس و واجب القتل میدانستند"[2]

(۴) بابنے البیان میں قانون مقرر کیا ہے کہ :۔

"کل من یدخل فی ذلك الدین فاذاً یطهر وکل ما نسب الیه ثم ما نزل من ایدی غیر اهل ذلك الدین الی اهل الدین فان قطع النسبة عنهم واثبات النسبة الیهم یطهره"

مطلب یہ ہوا کہ تمام بابی اور انکی سب چیزیں پاک ہیں اور تمام غیر بابی اور انکی سب اشیاء ناپاک اور پلید ہیں۔ بابنے آگے چل کر اس حکم کی تشریح میں کہا ہے :۔

"اگر یومے ہزار مرتبہ در بحر داخل شوید و خارج شوید حکم طہارت جسدی بے شود"[3]

کہ غیر بابی اگر روزانہ ہزار مرتبہ بھی غسل کریں تب بھی انکو جسمانی طہارت حاصل نہ ہو گی ۔"

(۵) بابنے البیان کے پانچویں واحد کا پانچواں باب اس عنوان سے شروع کیا ہے :۔

"الباب الخامس من الواحد الخامس فی بیان حکم اخذ اموال الذین لا یدینون بالبیان و حکم رده ان دخلوا فی الدین الا فی البلاد التی لا یمکن الاخذ "

اسکا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بابی مذہب کو قبول نہیں کرتے ان کے اموال چھین لئے جائیں اگر ممکن ہو۔ اور اگر وہ پھر بابیت کو اختیار کرلیں تو ان اموال لے واپس دینے کا حکم ہے ۔"

اس بارے میں البیان میں بہت سی تفاصیل درج ہیں۔

(۶) بابی شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ جو شخص ایکسو مثقال سونے کی قیمت کا مالک ہو اس پر فرض ہے کہ انیس[19] مثقال سونا یا اسکے اٹھارہ مریدوں (حروف الحی) کو دے۔ اگر یہ مر چکے ہوں تو انکی اولاد کو دیا جائے[4]۔ نیز قانون ہے کہ ہر چیز کا اعلیٰ حصہ باب کے لئے، اور درمیانی اسکے خاص اصحاب کے لئے

---

[1] مکاتیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶ ۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ ۔ [3] باب ۲ واحد ۔ [4] باب ۶ واحد

اور ادنیٰ درجہ عام مخلوق کے لئے ہوگا[1]"

(۷) باب نے لکھا ہے :۔

"قد فرض علی کل ملک یبعث ان دین البیان ان لا یجعل احدا علی ارضہ ممن لم یدن بذلک الدین

وکذلک فرض علی الناس کلہم اجمعون الا من یتجر تجارۃ کلیۃ ینتفع بہ الناس[2]"

ترجمہ :۔ ہر بابی بادشاہ پر فرض ہے کہ اپنے ملک میں کسی غیر بابی کو نہ رہنے دے یہ امر باقی تمام بابیوں پر بھی فرض ہے۔ ہاں ایسے شخص کو اجازت ہو سکتی ہے جو عام نفع کی تجارت کرتا ہے"

کیا بابیوں اور بہائیوں کو یہ منظور ہوگا کہ دیگر مذاہب کے بادشاہ بھی اسی طریق پر عمل کریں ؟

(۸) بابی شریعت کا ایک حکم یہ ہے کہ جو شخص باب یا اسکے بعد بابی موعود کو رنج پہنچائے اسکا قتل کر دینا عین فرض ہے۔ اسکے قتل کیلئے ہر ممکن حیلہ اختیار کرنا چاہیئے۔ (ملاحظہ ہو البیان باب ۱۶ واحد ۶)

(۹) باب نے حکم دیا ہے کہ بابی لوگ ہمیشہ کرسی یا تخت یا چارپائی پر بیٹھا کریں اس حکم کی حکمت باب نے یہ بتائی ہے کہ اسطرح انکی عمریں دراز ہونگی کیونکہ کرسی وغیرہ پر بیٹھنے کا زمانہ عمر میں شمار نہ ہوگا۔ باب کے اصل الفاظ حسب ذیل ہیں :۔

"دوست میدارد خداوند کہ رہا اہل بیان ابر فوق سریر یا عرش یا کرسی نشینند کہ آں وقت از عمر او محسوب نمے گردد[3]"

(۱۰) علی محمد باب نے البیان میں لکھا ہے :۔

"الباب الثامن من الواحد التاسع فی حرمۃ التریاق والمسکرات والدواء مطلقاً"

یعنی بابی مذہب میں جسطرح نشہ آور اشیا حرام ہیں اسیطرح تریاق اور ادویہ کا استعمال بھی حرام ہے

بابی شریعت کے مندرجہ بالا دس حکم بطور نمونہ ذکر کئے گئے ہیں۔ ان سے ظاہر ہے کہ باب کی تحریک ملک کے لئے بدامنی اور خونریزی کا پیغام تھی دانشمند حکومت کا فرض تھا کہ اس امن شکن تعلیم کا سختی سے مقابلہ کرتی +

---

[1] باب ۱۴ واحد ۸۔ [2] باب ۶ واحد ۷۔ [3] باب ۱۱ واحد ۹ [4] نقل مطابق اصل۔

# فصل سوم

## بہائی تحریک کی تاریخ!

### بہاء اللہ کی پیدائش اور ابتدائی حالات

میرزا حسین علی کو باب نے بہاء اللہ کا لقب دیا تھا[1] میرزا حسین علی کی ولادت[2] شہر طہران میں ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء مطابق ۲ محرم ۱۲۳۳ھ کو ہوئی۔ باپ کا نام میرزا عباس نوری تھا[3] کہتے ہیں کہ سلاطین قاچاری اس خاندان سے وزراء اور مشیرگان مقرر کیا کرتے تھے[3]۔ عبدالبہاء کا ادعاء ہے کہ :-

"پدر شاں از وزراء بود نہ از علماء[4]"

یہ خاندان دراصل نور علاقہ مازندران کا رہنے والا ہے[5]۔ بہاء اللہ نے بہائی بیانات کے مطابق "کسی کالج یا سکول میں تعلیم نہ پائی تھی، جو کچھ آپ نے پڑھا تھا۔ وہ گھر ہی میں سیکھا تھا[6]" جب بہاء اللہ کی عمر بائیس[22] سال کی تھی تو ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اسکے پانچ برس بعد بہاء اللہ بابیت کی سلک میں منسلک ہو گئے، لکھا ہے :-

"۱۸۴۴ء میں جب حضرت باب نے اعلانِ امر فرمایا تو اسوقت حضرت بہاء اللہ کی عمر ستائیس[27] سال کی تھی۔ اعلان حضرت باب کی آواز سنتے ہی حضرت بہاء اللہ نے اس نئے امر کو لبیک کہا[7]"

بہاء اللہ کی اس ستائیس[27] سالہ زندگی میں مطالعہ و تعلیم کے سوا اور کوئی اہم شغل بہائی تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ بہرحال ستائیس[27] برس کی عمر میں وہ ایک سرگرم بابی بن گیا۔ اسی نے قرۃ العین کے ساتھ ملکر اسلامی شریعت کو منسوخ کرنیکی ناپاک تجویز سوچی تھی۔ اور بدشت کانفرنس میں ایک قرارداد منظور کرائی تھی جسکی تفصیل گزشتہ فصل میں ذکر ہو چکی ہے۔

---

[1] تعلیمات مطبوعہ آگرہ ص۱۶ ۔ [2] عصر جدید عربی ط ص۳۱ ۔ [3] تاریخ امر بہائی ص۲۲۴ ۔ [4] مقاوضات ص۲ ۔ [5] مقدمہ نقطۃ الکاف ۔
[6] عصر جدید اردو ص۲۹ ۔ [7] عصر جدید ص۳۰ ۔

۱۸۵۰ء میں جب باب البیان کو ناتمام چھوڑ کر قتل ہو گیا۔ تو بہاء اللہ کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ اس سے بہاء اللہ کی نسخِ شریعتِ اسلامیہ والی سکیم نہایت بری طرح ناکام ہو گئی تھی۔ اس دوہرے صدمہ سے بہاء اللہ کی دماغی حالت میں ایک انقلاب پیدا ہو گیا۔ اور اس نے اپنی سکیم کی تکمیل کے لیے نئی تجویزیں سوچنی شروع کر دیں۔

**قتلِ باب کے بعد بہاء اللہ کی سکیم۔** بہاء اللہ اسی ادھیڑ بن میں تھے۔ کہ اگست ۱۸۵۲ء مطابق ۱۲۶۸ھ میں بابیوں کی طرف سے شاہِ ایران پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ حکومت نے اس حملہ کی تحقیقات کے سلسلہ میں جن مشاہیر بابیوں کو طہران کے قید خانہ میں زیرِ حراست رکھا۔ ان میں بہاء اللہ بھی تھے۔[۱] اس قید خانہ کی کیفیت بہاء اللہ نے ان الفاظ میں بیان کی ہے:-

"وہ قید خانہ جو اس مظلوم اور دوسرے مظلوموں کی جگہ تھی فی الحقیقت ایک تنگ و تاریک مردہ خانہ بھی اس سے اچھا ہوتا ہے۔"[۲]

بہاء اللہ کو اس قید خانہ میں چار ماہ تک ٹھہرنا پڑا۔ اس کا اثر آپ کی صحت اور دماغی قویٰ پر جس رنگ میں پڑا۔ اس کا اندازہ خود جناب بہاء اللہ کے اپنے بیان سے ہو سکتا ہے۔ لکھتے ہیں:-

"ارض طا (طہران) کے قید خانہ میں ٹھہرنے کے ایام میں بیڑیوں کی تکلیف اور بدبودار ہواؤں کے باعث نیند بہت ہی کم آتی تھی لیکن بعض اوقات جب نیند آتی، تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ سر کے اوپر سے کوئی چیز سینے پر گر رہی ہے جیسے کوئی بڑی نہر بلند پہاڑ کی اونچی چوٹی سے زمین پر گر رہی ہو۔ اور اس سبب سے تمام اعضاء میں سے آگ کے آثار ظاہر ہوتے تھے اور اس وقت زبان وہ کچھ پڑھتی تھی جسے سننے کی کسی کو تاب و طاقت نہیں۔"[۳]

اس بے خوابی کی حالت میں بہاء اللہ کا دھیان کس طرف تھا؟ خود لکھتے ہیں:-

"اس قید خانہ میں دن رات ہم بابیوں کے اعمال و احوال کو سوچتے تھے۔ کہ اس قدر بلندی و

---

[۱] عصر جدید صفحہ ۳۱۔ [۲] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۶۔ [۳] لوح ابن ذئب اردو صفحہ ۱۷

برتری اور فہم و ادراک رکھتے ہوئے ان سے ایسا کام ظاہر ہوا یعنی ذاتِ شاہانہ پر جرأت سے حملہ کرنا۔

پھر اس مظلوم نے ارادہ کر لیا کہ قید خانہ سے نکلکر پوری ہمت کیساتھ ان لوگوں کو تہذیب و شائستگی سکھانے کھڑا ہوگا۔ راتوں میں سے ایک رات عالم رؤیا میں ہر سمت سے یہ بلند کلمہ سنائی دیا۔ انا ننصرك بك و بقلمك لا تحزن عما ورد عليك ولا تخف انك من الآمنين، سوف يبعث الله كنوز الارض وهم رجال ينصرونك بك و باسمك الذی به احيا الله افئدة العارفين[1]۔

گویا بہاء اللہ کا خیال ہر آن اسطرف رہتا تھا کہ باب کے قتل کئے جانے سے جو جگہ خالی ہو گئی ہے۔ اسے پر کروں اور بابیوں کا زعیم بن جاؤں۔ جب اس نے قید خانہ میں اس زعامت کے ادعا کا عزم کر لیا۔ تب بے خوابی کے اثر کے ماتحت اسے ایک رات چاروں طرف سے ایسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

**بہاء اللہ نے عراق کا سفر کیوں اختیار کیا؟** بہائی کہتے ہیں۔ کہ حکومتِ ایران نے بہاء اللہ کو جلاوطن کر کے عراق بھیجا تھا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ بہاء اللہ جب چار ماہ بعد قید خانہ سے آزاد ہوا، تو اس نے باب کے انجام اور علماء ایران و عوام کے اشتعال کو دیکھکر یہی مناسب سمجھا کہ میں اس ملک میں باب کی قائم مقامی کا دعویٰ نہ کروں۔ حالات سازگار نہ تھے۔ اسلئے بہاء اللہ نے شاہِ ایران سے خاص بہانہ کے ماتحت اجازت حاصل کی اور عراق پہنچ گیا۔ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت ذیل کے بیانات سے ملتا ہے۔

(الف) مقالہ سیاح کا مصنف لکھتا ہے:۔

"حضرت بہاء اللہ نے درخواست کی۔ کہ ان کو مقدس مقاماتِ مذہبی کی طرف ہجرت کر جانیکی اجازت دی جائے۔ چند مہینے کے بعد پادشاہ اور وزیر اعظم سے اجازت حاصل کر کے شاہی غلاموں کیساتھ ان مقاماتِ مقدسہ کیطرف روانہ ہوئے[2]"

(ب) بہاء اللہ خود لکھتے ہیں:۔

---

[1] لوح ابن ذئب صہ ۱۶ - [2] باب الحیاۃ صہ ۴۷

"حسب الاذن و اجازۂ سلطانِ زمان ایں عبد از مقر سریر سلطانی بعراق عرب توجہ نمود۔ دوازدہ سنہ دراں ارض ساکن۔"[1]

ان اقتباسات سے واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ نے بابی ہونیکے باوجود شاہِ ایران کو یہ مغالطہ دیا۔ کہ مَیں عراق میں شیعوں کے مقدس مقامات کی طرف جانا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے عزت و احترام سے انہیں عراق روانہ کیا۔ چنانچہ محرم ۱۲۶۹ھ ہجری کو جناب بہاء اللہ قافلہ سمیت عراق پہنچ گئے۔[2]

**بغداد میں صبح ازل کیطرف سے مشکلات**

ایران میں بہاء اللہ کے دعویٰ نہ کرنیکی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ کہ وہاں پر باب کا جانشین اور طائفہ بابیہ کا رئیس صبح ازل موجود تھا۔ اور بابی بالعموم اسکے مطیع و منقاد تھے۔ بہاء اللہ نے خیال کیا۔ کہ مَیں بغداد میں آزادانہ ادعاء کرسکونگا۔ مگر صبح ازل بھی ایران میں خطرات سے ناواقف نہ تھا۔ وہ بہاء اللہ کی ہوشیاری کو بھانپ گیا اور بہاء اللہ کے بغداد پہنچنے کے چند روز بعد وہ بھی بغداد آن پہنچا۔[3] اب ان حالات میں بہاء اللہ کی سکیم کا ملتوی ہوجانا یقینی امر تھا۔ یہ بات بہاء اللہ کے لیئے رنجدہ تھی۔ آخر کار دونو بھائیوں میں کشمکش شروع ہوگئی۔ بہاء اللہ کی اندرونی ناراضگی بڑھتی گئی۔

**بہاء اللہ کا سلیمانیہ کیطرف نکل جانا۔**

ایک سال کی چپقلش کے بعد جناب بہاء اللہ کردستان کے علاقہ سلیمانیہ کی طرف اکیلے بھاگ گئے۔ خود لکھتے ہیں:۔

"جمعے کہ رائحۂ انصاف نہ شنیدہ اندرایاتِ نفاق برافروختہ اند و برمخالفت ایں عبد اتفاق نمودہ اند و از ہر جہت نیشے آشکار و از ہر سمت تیرے طیار۔"[4]

بہاء اللہ نے اس عبارت میں جس مخالف جماعت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے متعلق پروفیسر براؤن ذرا تفصیل سے لکھتا ہے:۔

"بعضے از قدماء بابیہ از قبیل ملا محمد جعفر نراقی و ملا رجب علی قاہر و حاجی سید محمد اصفہانی و حاجی سید جواد کربلائی و حاجی میرزا احمد کاشی و متولی باشی قمی و حاجی میرزا محمد رضا و غیرہم از مشاہدۂ ایں احوال

---

[1] بابی الحیات ۱۲۸ [2] البہائیۃ ص [3] بابی الحیات ۱۲ [4] ایقان ص۲۱

مضطرب گشتہ بہاء اللہ را تہدید نمودند و بدرجۂ برادر سخت گرفتند۔ کہ وے قہر کردہ از بغداد بیروں رفت و قریب دو سال در کوہ ہائے اطراف سلیمانیہ بسر برد[1]۔"

گویا بہاء اللہ ان لوگوں کی دھمکی سے تنگ آکر مقہورانہ حالت میں بغداد سے نکلے تھے عبد البہاء لکھتے ہیں :۔

"ایک سال کے بعد بہاء اللہ تمام دنیاوی تعلقات سے دستکش ہوکر اور اپنے اقرباء اور متعلقین کو چھوڑ چھاڑ کر بغیر اسکے کہ اپنے معتقدوں کو اطلاع دیں تن تنہا بلا کسی یار و مددگار اور رفیق و ہمدم کے عراق سے کسی طرف چلے گئے اور دو سال کے قریب عثمانی کردستان کے علاقہ میں رہے[2]۔"

بہاء اللہ اس دو سال کے عرصہ میں نقشبندی مشائخ سے ملتے رہے[3] جسکا اثر ان کی بعد کی تحریرات میں نمایاں ہے۔ بہاء اللہ کی واپسی دو سال کے بعد ہوئی۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔

"یہ مظلوم ہجرت دو سالہ سے جسمیں پہاڑوں اور بیابانوں میں رہا اور بعض لوگوں کے سبب جو مدت تک بیابانوں میں تلاش کرتے رہے دار السلام (بغداد) واپس آیا[4]۔"

ایک بہائی مؤرخ نے سلیمانیہ کے زمانۂ غیبت کو "قوت معنوی" حاصل کرنیکے لئے بتایا ہے لکھا ہے :۔

"شاید مراد از ایں غیبت ایں بود کہ در تنہائی و محل خالی از جدال و نزاع از برائے تاسیس و بنائے کار الٰہی خود قوت معنوی ذخیرہ فرمایا[5]۔"

گویا اس کے نزدیک بہاء اللہ اس وقت دعویٰ کی تیاری کر رہا تھا۔

**سلیمانیہ سے واپسی بغداد میں۔** سلیمانیہ سے واپسی کے بعد بغداد میں پھر وہی صبح ازل کا قضیہ موجود تھا۔ اس کا حل بہاء اللہ نے یہ سوچا کہ صبح ازل کو ایران بھجوانیکی کوشش کی جائے۔ بہاء اللہ خود لکھتے ہیں :۔

"اسوقت یہ قرار پایا کہ میرزا یحییٰ ازل نوشتہ جات کو لیکر ایران کیطرف چلا جائے۔ اور اس ملک میں انہیں چھپوائے[6]۔"

---

[1] مقدمہ نقطۃ الکاف ص ۲۔ [2] باب الحیاۃ ص ۵۶۔ [3] کشف الحیل جلد ۲ ص ۱۳۸۔ [4] لوح ابن ذئب ص ۱۱۶۔ [5] تاریخ امر بہائی ص ۳۰۔ [6] لوح ابن ذئب ص ۱۱۷۔

مگر میرزا یحییٰ نے اس تجویز کو بھی کامیاب نہ ہونے دیا۔ بلکہ بقول بہاء اللہ "جس جگہ یہ مظلوم گیا میرزا یحییٰ پیچھے پیچھے آیا۔"

قیامِ بغداد کا گیارہ، بارہ سالہ عرصہ انہی تنازعات و اختلافات میں گذر گیا۔ اس عرصہ میں بہاء اللہ کی روش کا اندازہ اسکے ان الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے :۔

"یہ مظلوم دن رات قل یا ایھا الکافرون پکار رہا ہے۔ کہ شاید تنبیہ کا سبب ہو۔ اور لوگوں کو انصاف کے زیور سے آراستہ کرے۔"[1]

بغداد کی رہائش کے ایام میں بہاء اللہ اور دوسرے بابیوں کے متعلق حکومتِ ایران کو بہت سی شکایات پہنچیں۔ ایک بہائی لکھتے ہیں :۔

"بہاء اللہ بغداد چلے آئے اور بارہ برس کے قریب وہاں رہے۔ اس مدت کے ختم کے قریب بہاء اللہ کے ایک متعصب رشتہ دار بغداد میں سفیر ہو کر آئے اور ان کیخلاف ایک سازش میں مولویوں کے ساتھ دیگر شکایتوں پر شکایتیں کرنے لگے۔ کہ بہاء اللہ کا بغداد میں ہونا ایران کے مومنوں کے واسطے اچھا نہیں ہے۔"[2]

**کتاب ایقان کی تالیف** جناب بہاء اللہ نے قیام بغداد کے زمانہ میں ۱۲۷۸ھ ہجری میں ایک کتاب ایقان نامی تالیف کی جس میں صوفیانہ انداز اختیار کرتے ہوئے علماءِ سوء کی تکذیب و تکفیر کے تذکرہ پر لکھا ہے :۔

"واز فقہاء و علماء بیان استدعا مے نمایم کہ چنیں مشی ننمایند و بر جوہر الٰہی و نورِ ربانی و صرف ازلی و مبدء و منتہای مظاہر غیبی در زمن مستغاث وارد نیاورند۔"[3]

دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں :۔

"وفقنا اللہ وایاکم یا معشر الروح لعلکم بذلک فی زمن المستغاث توفقون ومن لقاء اللہ فی ایامہ لا تحتجبون۔"[4]

یاد رہے کہ باب نے البیان میں کہا ہے۔ کہ "من یظہرہ اللہ" کے ظہور کا زمانہ کلمۂ غیاث و اغیث

---

[1] لوح ابن ذئب ص۱۰۷ - [2] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۱ - [3] ایقان ص۲۰۳ - [4] ایقان ص۱۳۹ -

یا کلمۂ مستغاث ہے حساب جمل کے لحاظ سے غیاث کے ۱۵۱۱ عدد بنتے ہیں اور مستغاث کے ۲۰۰۱ ہوتے ہیں۔ بہاء اللہ نے ایقان کی مندرجہ بالا عبارتوں میں اسی کیطرف اشارہ کیا ہے۔ اب دو صورتیں ممکن ہیں۔ (۱) "زمن مستغاث" سے مراد بہاء اللہ کے نزدیک بھی دو ہزار سال بعد کا زمانہ ہے۔ اس صورت میں بہاء اللہ کا دعویٰ باطل ماننا پڑیگا۔ (۲) ان عبارتوں سے "من یظہرہ اللہ" کے قریب زمانہ میں ظہور کا بیان مراد ہے۔ اس صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ بہاء اللہ اپنے منوانے کے لئے راستہ صاف کر رہا تھا۔ بہر حال یہ مسلم ہے۔ کہ بہاء اللہ نے کتاب ایقان باب کا ایک شاگرد ہونیکی حیثیت سے لکھی ہے۔ کتاب "تاریخ امر بہائی" میں لکھا ہے:۔

"در این کتاب (ایقان) بہاء اللہ ہنوز از مقام خود صحبتی نے دارد۔ بلکہ خود را چوں تلمیذے از باب جلوہ مے دہد"[۵۱]

**بغداد میں "من یظہرہ اللہ" ہونے کے مدعیان۔** بہاء اللہ خواہش وارادہ کے باوجود حالات کی ناسا عدت کو دیکھکر "من یظہرہ اللہ" ہونیکا دعویٰ کرنیکی جرأت نہ کرتا تھا۔ اگرچہ وہ اس بات کی تیاری مدت سے کر چکا تھا۔ لکھا ہے:۔

"از اوائل ایام بہاء اللہ بمحرمانِ اصحاب خود مے فرمود۔ کہ من عند اللہ نظم و ترتیب و دلالت این نہضہ را در آتیہ بعہدۂ خویش احساس مے نماید و با نہا تفہیم مے فرمود۔ کسے کہ باب بظہورش چوں مظہر کلی الٰہی بشارت دادہ خود او مے باشد و این را خدا مقرر فرمودہ کہ ہادی و قائد آنہا گردد۔ ولکن تاکنون بر تشہیر این مسألہ مصلحت ندیدہ زیرا احباء ہنوز استعداد و ادراک آنرا نداشتہ اند۔ و بعلاوہ وقت تعدیل و تجدید این نہضہ نرسیدہ بود"[۵۲]

گویا جناب بہاء اللہ بطورِ مصلحت دعویٰ سے احتراز کر رہے تھے۔ انہیں انتظار تھا کہ لوگ قبول کرنیکے لئے تیار ہو جائیں۔

---

[۵۱] تاریخ امر بہائی صـ۳۱ ۔ [۵۲] تاریخ امر بہائی صـ۲۹ ۔

ان حالات کو غنیمت جان کر اسی زمانہ کے لگ بھگ بابیوں میں چند اشخاص کھڑے ہوگئے جنہوں نے من یظہرہ اللہ ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا۔ پروفیسر براؤن نے ان میں سے میرزا اسد اللہ تبریزی[1]۔ میرزا عبد اللہ غوغا[2]۔ حسین میلانی[3]۔ سید حسین ہندیانی[4] اور میرزا محمد زرندی[5] کا ذکر کیا ہے[1]۔

**بغداد سے روانگی اور بہاء اللہ کا خفیہ دعویٰ**

ایرانی حکومت کی شکایت پر عثمانی حکومت نے بہاء اللہ اور اس کے ساتھیوں کو بغداد سے قسطنطنیہ لانے کا فرمان جاری کیا۔ اب حالات سے مجبور ہو کر بہاء اللہ نے اپنے مخصوص ساتھیوں میں اپنی دیرینہ سکیم کا اظہار ضروری سمجھا۔ بہائی روایات میں لکھا ہے :۔

(۱) عبد البہا افندی لکھتے ہیں :۔

"سال ۱۲۹۰ از اعلان نبوت حضرت محمد مطابق است یا سنہ ۱۲۸۰ از ہجرت، دریں سال جمال مبارک درحینِ حرکت از بغداد بطرف اسلامبول در باغ رضوان کہ در بیرون شہر واقع است دوازدہ روز اقامت نمودند و در آنجا اعلان ظہور خود را بخواص اصحاب خود فرمودند[2]"

(۲) شوقی افندی لکھتے ہیں :۔

*"He declared his mission in 1863 while an exile in Baghdad[3]"*

(۳) عباس افندی نے کہا ہے :۔

"ابتدأت بہا البہائیۃ فی ۲۳ ر ابریل سنۃ ۱۸۶۳ میلادیۃ[4]"

(۴) عصر جدید میں لکھا ہے :۔

"یہ باغ (رضوان) نجیب پاشا کا باغ کہلاتا تھا۔ اور آپ (بہاء اللہ) یہاں بارہ دن تک

---

[1] مقدمہ نقطۃ الکاف صہ ۔ [2] مفاوضات صہ ۳۴ ۔ [3] دی ورلڈ ریلیجن صہ ۔ [4] تاریخ بہاء اللہ صہ ۲۲۔

فروکش رہے جن میں آپ سفر کی تیاری میں مشغول رہے۔ ان بارہ ایام کے پہلے دن (۲۱ اپریل سے ۲ مئی ۱۸۶۳ء تک یعنی حضرت باب کے اعلان سے ۱۹ سال بعد) آپ نے اپنے چیدہ چیدہ احباب کو یہ خوشخبری سنائی کہ آپ ہی وہ من یظہرہ اللہ ہیں جس کی آمد کی خوشخبری حضرت باب نے دی تھی۔"[1]

ان عبارتوں سے ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ نے بغداد سے روانگی کے وقت ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء عیسوی میں اپنے دبے ہوئے ارادہ کو صرف چند خاص دوستوں کے سامنے ظاہر کیا تھا۔ یاد رہے کہ بہاء اللہ نے اس موقعہ پر یا بعد ازاں کبھی بھی اپنے دعویٰ کیلئے وحی الٰہی کی نص کو پیش نہیں کیا۔ تا کہا جائے کہ اس نے اس کلام الٰہی کی بناء پر دعویٰ کیا تھا۔

**قسطنطنیہ و ادرنہ کو روانگی اور حکومت ترکی کا حسن سلوک**

بہاء اللہ نے بغداد میں اپنے بعض ساتھیوں کو عثمانی رعایا بنوا دیا تھا۔[2] چنانچہ جب بہاء اللہ کا قافلہ بغداد سے قسطنطنیہ روانہ ہوا۔ تو ایرانی سلطنت کی سفارش کے علاوہ یہ بات بھی اس امر کا موجب ہوئی کہ ان لوگوں سے نہایت اچھا سلوک کیا جائے۔ ترکی حکومت نے ان لوگوں سے ہر رنگ میں اچھا سلوک کیا۔ راستہ کے متعلق عبد البہاء لکھتے ہیں:۔

"اس سفر میں ترکی حکام اور عہدہ دار نہایت خاطر و مدارات اور عزت و توقیر کرتے تھے۔ اور بڑے تزک و احتشام سے کوچ اور مقام ہوتا تھا۔"

اسی جگہ قسطنطنیہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"غرضیکہ اسیطرح پر قافلہ اسلامبول قسطنطنیہ میں وارد ہوا۔ سلطنت سنیہ عثمانیہ کیطرف سے ان کو "مہمان سرا" میں ٹھہرایا گیا۔ اور فروکش کرتے وقت ہر طرح سے ان کی خاطر و مدارات کی گئی۔ اور مکان کی تنگی اور جمعیت کی کثرت کے سبب تیسرے دن ان کو دوسرے گھر میں منتقل کیا۔"[3]

یہ قافلہ ربیع الاول ۱۲۸۰ھ ہجری (۳۱ اگست ۱۸۶۳ء عیسوی) کو قسطنطنیہ پہنچا۔ اور چار ماہ تک یہ لوگ وہاں رہے۔ اس عرصہ میں بہاء اللہ اور مرزا یحییٰ میں اختلافات نے خطرناک صورت اختیار

---

۱؎ عصر جدید اردو ص۳۶۔ ۲؎ البہائیۃ ص۱۰۔ ۳؎ باب الحیات ص۹۳۔

کرلی۔ حکومت مجبور ہو گئی۔ کہ ان سب کو ادرنہ (ایڈریا نوپل) روانہ کردے۔ چنانچہ رجب سنہ ۱۲۸۰ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۸۶۳ء میں یہ لوگ ادرنہ پہنچے۔ حکومت کے سلوک کے متعلق بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

"در حقیقت سلطنت کی طرف سے کمال محبت و عنایت ان مظلوموں کی نسبت ظاہر و مشہود ہوئی"[1]

ادرنہ (جسے بہائی ارض السر کہتے ہیں) میں بھی ازل اور بہاء کا جھگڑا جاری رہا۔ بہر حال یہ سب لوگ حکومت کے مہمان تھے۔ اور حکومت ان کی خاطر ہر قسم کا بار برداشت کر رہی تھی۔

## ادرنہ میں بہاء اللہ کا دعویٰ اور بہائی تحریک کا آغاز۔

سنہ ۱۲۸۰ھ سے سنہ ۱۲۸۵ھ تک پانچ برس کا عرصہ بہاء اللہ ادرنہ میں رہے۔ صبح ازل کی بڑھتی ہوئی عداوت کے جواب میں بہاء اللہ کا وہ "ارادہ" جو اس نے قید خانہ طہران میں کیا تھا اور جس کا خفیہ ذکر اپنے خاص احباب سے بغداد میں کر چکے تھے منصۂ شہود پر آنے لگا۔ چنانچہ سنہ ۱۲۸۳ہجری میں بہاء اللہ نے البیان کے موعود ہونیکا دعویٰ کر دیا۔ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں :۔

"در ہمیں اوقات اقامت بابیہ در ادرنہ بود کہ بہاء اللہ پردہ از روئے کار برداشتہ و خیال مکنون خود را کہ بلا شک دیر گاہے بود اسبابش را فراہم آوردہ و طریق را ممہد کردہ بود بمعرض شہود نہادہ و آشکارا دعویٰ من یظہرہ اللہ نمود"[2]

حشمت اللہ صاحب بہائی تحریر کرتے ہیں :۔

"جب بابیوں کی حالت بے سردار کے بہت نازک ہونے لگی تو ایڈریا نوپل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت تم کو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے اپنی جان فدا کی ہے۔ وہ میں ہی ہوں۔ من یظہرہ اللہ میرا ہی لقب ہے۔ اول تو سب کو سکتہ سا ہو گیا لیکن رفتہ رفتہ قریب قریب سب بابیوں نے حضرت بہاء اللہ کو من یظہرہ اللہ تسلیم کیا۔ اور اس دن سے جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بہائی ہو گیا"[3]

بہائی لٹریچر میں ایک جگہ بھی اس امر کا ثبوت موجود نہیں۔ کہ بہاء اللہ کا یہ ادعا وحی ربانی

---

[1] لوح ابن ذئب ص۲۵ ۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف ص۱ ۔ [3] بہاء اللہ کی تعلیمات ص۱۹-۲۰ ۔

کے ماتحت نتھا نہ ہی اس نے کبھی وہ الہی کلام پیش کیا ہے جسکے ماتحت اس کو اس دعویٰ کے کرنیکا حکم دیا گیا ہو۔ بہاء اللہ کا یہ دعویٰ اسی نوعیت کا تھا جس نوعیت کا دعویٰ صبح ازل اور دیگر بابی مدعیان کر رہے تھے۔

**بہاء اللہ کی عکا کو روانگی** بہاء اللہ کے اس کھلے دعویٰ سے صورت حالات اور بھی بگڑ گئی۔ اب بہائیوں اور ازلیوں کا ایک شہر میں رہنا ناممکن ہوگیا۔ عصر جدید میں لکھا ہے :۔

"یہاں (ادرنہ میں) آپ (بہاء اللہ) نے عام طور سے اپنے ظہور کا اعلان فرمایا۔ جسے بابیوں کی کثیر جماعت نے قبول کیا۔ اور بہائی کہلانے لگے۔ ایک چھوٹی سی جماعت نے میرزا یحیی کی سرکردگی میں نہایت شدت سے اسکی مخالفت کی۔ اور آپ کے مٹا دینے کی سازشوں میں آپکے پرانے دشمن شیعوں سے جا ملے۔ یہ قضیہ روز بروز شدید ہوتا گیا۔ آخر کار حکومت عثمانی نے آپ کو مع آپکے احباب کے عکا بھیجدیا۔ اور میرزا یحیی کو جزیرہ قبرص میں روانہ کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۱۲ اگست ۱۸۶۸ء کا ہے[1]"

بہاء اللہ اپنے ساتھیوں سمیت حکومت کے اخراجات پر ربیع الاول یا ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ میں عکا کیطرف روانہ ہوئے[2]۔ بہاء اللہ کے ساتھ کل افراد خورد و کلاں، ذکور و اناث بہتر تھے۔ یہ قافلہ جمادی الاولی ۱۲۸۵ھ مطابق ۳۱ اگست ۱۸۶۸ء کو عکا میں وارد ہوا[3]۔ ایک بہائی کا بیان ہے کہ :۔

"بہاء اللہ ۱۸۶۸ء میں شہر عکا میں وارد ہوئے اور بہتر[23] آدمی ان کے ساتھ تھے جن میں سوائے چند آدمیوں کے جوان کے خاندان کے تھے اور سب غیر تھے[4]"

**عکا میں بہائیوں کا تشدد آمیز رویہ** عثمانی حکومت کو بہائیوں اور ازلیوں، دونو گروہوں پر شبہات تھے اس لئے اس نے یہ تجویز کی۔ کہ بہائیوں کے حالات سے آگاہی کیلئے ان کے ہمراہ چار[4] ازلی بھیجے۔ اور ازلیوں کے حالات سے اطلاع حاصل کرنیکی خاطر ان کے ساتھ چار[4] بہائی بھیجے[5]۔ پروفیسر براؤن نے ان آٹھ[8] اشخاص کے نام بھی درج کئے ہیں۔ پھر لکھا ہے۔ کہ ان چار[4] ازلی

---

[1] عصر جدید اردو صـ۳۷۔ [2] مقدمہ نقطۃ الکاف صـب۔ [3] البابیون فی التاریخ صـ۲۱۔ [4] بہاء اللہ کی تعلیمات صـ۲۲۔ [5] البہائیۃ صـ۱۳

جاسوسوں میں سے میرزا نصر اللہ تفرشی کو تو روانگی سے قبل ہی ادرنہ میں زہر دیدیا گیا۔ اور باقی تین کو بہائیوں نے عکا پہنچکر موت کے گھاٹ اتار دیا۔

"بعد از ورود بعکا جمیعاً در یک شب بدست بہائیاں کشتہ شدند[۱]"

اس واقعہ کی بناء پر بہائیوں پر تھوڑی سی سختی کی گئی۔ مگر عثمانی حکومت کے اس آخری دور میں عثمانی حکام کی اخلاقی حالت بہت گر چکی تھی۔ بہائیوں نے رشوت دیکر مقامی طور پر ہر قسم کی سہولت حاصل کر لی[۲]۔ اور عکا میں ان کیلئے عملاً کسی قسم کی دقت یا پابندی نہ تھی۔ مرکزی سلطنت کے متعلق بہاء اللہ کا یہ قول درج ہو چکا ہے کہ :۔

"در حقیقت سلطنت کیطرف سے کمال محبت و عنایات ان مظلوموں کی نسبت ظاہر و مشہود ہوئی"

**کیا عکا میں بہاء اللہ قیدی تھے۔؟**

غلط پروپیگنڈا کرنے اور ظالم ہوتے ہوئے اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرنے میں بہائی لوگ ضرب المثل ہیں۔ جسکا ایک نمونہ حشمت اللہ بہائی کے یہ الفاظ ہیں :۔

"۱۸۶۸ء سے لیکر ۱۸۹۲ء تک حضرت بہاء اللہ عکا میں قید رہے۔ اور پچھتر[۷۵] سال کی عمر میں چالیس[۴۰] سال کی قید کے بعد عکا سے قریب ایک میل کے فاصلہ پر ایک باغ بھجی میں رحلت کی[۳]"

اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے۔ کہ فی الواقع عکا کے قیام کا سارا زمانہ ہی بہاء اللہ قیدی رہے ہیں۔ تب بھی ۱۸۶۸ء سے ۱۸۹۲ء تک زیادہ سے زیادہ چوبیس[۲۴] سال بنتے ہیں نہ کہ چالیس[۴۰] برس۔ لیکن یہ سراسر غلط ہے۔ کہ بہاء اللہ عکا میں قیدی تھے۔ لفظ "قیدی" کا مفہوم درحقیقت کبھی بھی بہاء اللہ پر صادق نہیں آیا۔ خود عبد البہاء کا اقرار ہے :۔

"یارے جمال مبارک در ایں سجن بودند لکن در نہایت عزت بودند منزل جلیس سائرین نبود[۴]"

جن ابتدائی سالوں کو بہائی "زمانہ سجن" کہتے ہیں۔ ان کا نقشہ عبد البہاء پسر بہاء اللہ کے الفاظ میں یہ ہے کہ :۔

---

[۱] مقدمہ نقطۃ الکاف۔ [۲] البابیون فی التاریخ صفحہ ۲۳۔ [۳] تعلیمات صفحہ ۲۳۔ [۴] خطابات عبد البہاء جلد ۱ صفحہ ۱۲۴

"حضرت بہاء اللہ برائے نام قیدی تھے۔ کیونکہ سلطان عبد العزیز کے فرمان کبھی منسوخ نہ ہوئے تھے مگر حقیقت میں آپ نے اپنی زندگی وسلوک میں ایسی شرافت اور ایسا دبدبہ دکھایا کہ سب آپکی عزت کرتے اور آپ سے عقیدت رکھتے تھے فلسطین کے گورنر آپکے اثر اور قوت پر رشک کرتے تھے۔ گورنر، متصرف اور جرنیل اور بڑے بڑے افسر نہایت عاجزی سے آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کرنیکی درخواست کرتے جو شاذ و نادر ہی آپ منظور فرماتے۔"[1]

یہ حوالہ بہائیوں پر بہرحال حجت ہے۔ اس حالت میں بہاء اللہ کو "چالیس سالہ قیدی" کہکر ان کا واویلا کرنا ہرگز جائز نہیں بہجہ کی طویل زندگی سے پیشتر بھی کارکنانِ حکومت عثمانی کی "رواداری" کا یہ عالم تھا کہ عبد البہاء لکھتے ہیں :۔

"سلطان عبد العزیز کے سخت فرمان کے باوجود جس میں مجھے جمال مبارک سے ملنے کی سخت ممانعت تھی۔ میں گاڑی لیکر دوسرے دن درِ مبارک پر حاضر ہوا۔ اور آپ کو ساتھ لیکر محل (محمد پاشا کا باغیچہ و کوٹھی) کی طرف لے گیا۔ اور کوئی ہمارا مزاحم نہ ہوا۔ میں آپ کو وہاں چھوڑ کر خود شہر کو آگیا۔ آپ دو سال تک اس خوبصورت اور پیاری جگہ رہے۔ تب یہ فیصلہ ہوا کہ آپ بہجی میں تشریف لیجائیں۔"[2]

اسی صفحہ پر بہجہ کی زندگی کا عبد البہاء افندی ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں :۔

"وہاں اصلی حشمت و جلال کے دروازے کھول دیئے گئے۔"

عکا کے حکام کی "رواداری" کا باعث یہ تھا کہ :۔

"وكانت هبات مئات الالوف من الاتباع المخلصين قد جعلت تحت يديه اموالاً طائلة كان يدبرها بنفسه"[3]

اسکے مخلص مریدوں کے ہزاروں، لاکھوں تحائف کے باعث بے شمار روپیہ بہاء اللہ کے ہاتھوں میں آگیا تھا جسے وہ اپنی منشاء کے مطابق خرچ کرتا تھا۔"

اسکے ساتھ اس بات کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ حکومت کی طرف سے بھی بہاء اللہ

---

[1] عصر جدید اردو صفحہ ۴۴ ۔ [2] عصر جدید صفحہ ۴۳ ۔ [3] عصر جدید عربی صفحہ ۴۵ ۔

وغیرہ کو کافی رقوم حاصل ہوتی تھیں۔ عبدالبہاء نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے:۔

"کانت الحالة المعاشية فى غاية الاكتمال والرفاهية[1]۔"

کہ حکومت کی طرف سے بہاء اللہ اور ازل وغیرہ کے گزارہ کیلئے پوری آسائش حاصل تھی۔"

ان حالات میں بہاء اللہ کی اس چوبیس[۲۴] سالہ زندگی کو جو اس نے حکومت عثمانی کے مہمان کے طور پر عکا اور بہجہ میں بسر کی، قید کی زندگی نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ وہ تو بقول عبدالبہاء ایسی زندگی تھی۔ کہ فلسطین کے گورنر بھی اس پر رشک کرتے تھے محض سلطان عبدالعزیز کے احکام کو ذکر کرنا اور اس بات کو نظر انداز کر دینا کہ ان احکام کو نافذ نہ کیا جا رہا تھا۔ کیونکہ

"ادارة الموظفين العثمانيين فى تلك الايام لم تكن حازمة[2]۔"

ان دنوں عثمانی حکومت کے ملازموں کا رویہ دانشمندانہ اور ان کا انتظام باقاعدہ نہ تھا۔"

یقیناً یہ طریق بیان واقعات کی غلط تصویر کھینچتا ہے۔ افسوس کہ بہائی لٹریچر میں یہی طریق اختیار کیا گیا ہے۔

**عکا میں بہاء اللہ کے مشاغل**

بہاء اللہ نے عکا کے حالات کو سازگار پا کر اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جو باب کے قتل ہونے سے ناکام ہو گئی تھی یعنی نسخ شریعت اسلامیہ کی سکیم۔ بہائیوں کا خیال تھا۔ کہ اگر باب قتل نہ کئے جاتے، تو انہیں قرآن مجید کو منسوخ ثابت کرنے میں کامیابی حاصل ہو جاتی۔ اب اللہ تعالیٰ نے بہاء اللہ کو لمبی عمر دی۔ اسے سامانِ رفاہیت بھی مل گئے۔ عراق میں وارد ہونے سے موت تک یعنی ۱۲۶۹ھ ہجری سے ۱۳۰۹ھ ہجری تک پورے چالیس سال وہ عربی بولنے والے ممالک میں رہے۔ اور عربی بولنے والے انسانوں سے ان کا خلاملا رہا۔ باوجود ان ساری باتوں کے بہاء اللہ نے جو مختصر شریعت اپنی امت کے لئے تصنیف کی، یعنی کتاب اقدس۔ وہ نہ صرف باب کی کتابوں کی طرح ژولیدہ بیانات

---

[1] مقالہ سیاح عربی صـ۶۸۔ [2] البابیون فی التاریخ صـ۲۱

پھسپھسی عبارات اور غلط تراکیب سے پُر ہے۔ بلکہ اپنے مطالب اور مفاہیم کے اعتبار سے بھی ایک ادنٰی درجہ کی تالیف ہے۔ اسی لئے آج تک بہائیوں کو یہ جرأت بھی نہیں ہوئی۔ کہ اس مزعومہ شریعت کو طبع کرا کر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اس پر عمل کرنا تو بالکل علیحدہ امر ہے۔

بہاء اللہ کے مشاغل کے متعلق عصر جدید میں لکھا ہے :-

"آپ کا وقت زیادہ تر عبادت و ذکر و شغل۔ دعا و مناجات۔ کتب مقدسہ اور الواح کے نزول اور احباب کی اخلاقی اور روحانی تربیت میں گذرتا[1]"

اس اقتباس میں "کتب مقدسہ اور الواح" سے مراد وہ مضامین، خطوط اور جوابات ہیں جو بہاء اللہ لکھتے یا لکھواتے تھے۔ کیونکہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ کا ہر قول و تحریر الہام ہے۔ گویا "کتب مقدسہ اور الواح" بہاء اللہ پر نازل نہ ہوتی تھیں بلکہ بہاء اللہ اپنے مریدوں پر "کتب مقدسہ" نازل کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ایقان کے آخر پر لکھا ہوا ہے :-

"المنزول من الباء والہاء[2]" یعنی بہاء اللہ کیطرف سے نازل شدہ"۔

**بہاء اللہ کی وصیت جانشین کے متعلق** بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ نے اپنی موت سے دو سال قبل ایک وصیت نامہ "کتاب عہدی" کے نام سے لکھا اور وہ عبد البہاء افندی کے سپرد کر دیا[3]۔ بہائی تاریخ الکواکب الدریہ میں اس وصیت نامہ کو درج کیا گیا ہے۔ بہاء اللہ نے اقدس میں لکھا تھا کہ میرے مرنے کے بعد "یرجع الحکم الی الاغصان" (نمبر ۹۸) بہائی اوقاف کے حاکم بھی میرے بیٹے ہوں گے۔ وصیت نامہ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

"قد اصطفینا الاکبر بعد الاعظم امراً من لدن علیم خبیر[4]"

ترجمہ - ہم نے غصن اعظم (عبد البہاء) کے بعد غصن اکبر (میرزا محمد علی) کو چن لیا ہے۔ یہ خدائے علیم و خبیر کا حکم ہے"۔

اسجگہ یہ ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ میرزا محمد علی صاحب اور ان کا گروہ اس وصیت نامہ کو درست

---

[1] عصر جدید اردو صفحہ ۴۶ - [2] ایقان صفحہ ۲۱۶ - [3] البہائیۃ صفحہ ۱۳ - [4] الکواکب الدریہ فارسی جلد ۲ صفحہ ۲۲

تسلیم نہیں کرتا۔ اور یہ حیرت انگیز امر ہے کہ عبدالبہاء نے بہاءاللہ کی وصیت مذکورہ کے مطابق اپنے بعد محمد علی کو بہائیوں کا زعیم بننے کا موقعہ نہ دیا۔ بلکہ اپنے نواسے شوقی افندی کو اپنی زندگی میں نامزد کر دیا۔ چنانچہ اب وہی زعیم مانے جاتے ہیں۔ میرزا محمد علی صاحب ابھی حال میں ہی فوت ہوئے ہیں۔ مجھے اپنے قیام فلسطین کے زمانہ میں ان سے ملنے کا بھی اتفاق ہوا ہے۔ بہر حال بہاءاللہ کی وصیت جو اس نے علیم وخبیر ہستی کا حکم تحریر کیا تھا۔ اسکے بیٹے نے منسوخ کر دی۔

## بہاءاللہ کی تین بیویاں اور اولاد

جناب بہاءاللہ کی تین بیویاں تھیں۔ ۱۔ محترمہ نوابہ دختر نواب طہران ان سے بہاءاللہ کا نکاح ۱۲۵۸ھ میں ہوا۔ نوابہ کا لقب "ام الکائنات" رکھا گیا ہے۔ (یاد رہے کہ اگر بہاءاللہ مدعی نبوت ہوتا تو انکی بیوی ام المومنین کہلاتی نہ کہ ام الکائنات) ان کے بطن سے دو لڑکے عباس افندی اور میرزا مہدی نیز ایک لڑکی بہائیہ پیدا ہوئی۔ میرزا مہدی بہاءاللہ کی زندگی میں چھت سے گر کر مر گیا۔ ۲۔ محترمہ مہد علیا۔ یہ جناب بہاءاللہ کی دوسری بیوی ہیں۔ ان کے بطن سے چار بچے یعنی تین لڑکے (میرزا محمد علی۔ میرزا بدیع اللہ میرزا ضیاءاللہ) اور ایک لڑکی پیدا ہوئے۔ ۳۔ محترمہ گوہر خانم۔ ان سے بہاءاللہ نے قیام بغداد کے زمانہ میں شادی کی۔ اسکے پیٹ سے صرف ایک لڑکی فروغیہ خانم زندہ رہی باقی بچے فوت ہو جاتے رہے۔

(نوٹ۔ بہاءاللہ کی بیویوں اور اولاد کی تفصیل کے لئے دیکھو الکواکب فارسی جلد ۲ صـ۲ تا صـ۱)

## بہاءاللہ کی وفات

بہاءاللہ کی وفات ۲۸ مئی ۱۸۹۲ء مطابق ۲ ذوالقعدہ ۱۳۰۹ ہجری کو پچہتر<sup></sup> برس کی عمر میں ہوئی ہے۔ آپکی بیماری کا زمانہ انیس ۱۹ دن سے بھی کم بتایا جاتا ہے[1]۔ بہائی بیماری کا نام بخار بتلاتے ہیں[2]۔ اگر یہ درست ہے تو غالباً تپ محرقہ (ٹائیفائیڈ) ہوگا۔ بہر حال بہاءاللہ کی وفات سے پھر وہ سکیم ناکام ہو گئی جس کا آغاز اس نے باب کی زندگی میں کیا تھا کیونکہ اسکے جانشین عبدالبہاء نے اسکی تصنیف کردہ شریعت کو طاقِ نسیان پر رکھکر نیا راستہ اختیار کر لیا۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

---

[1] البابیون فی التاریخ صـ۲۳ ۔ [2] عصر جدید اردو صـ۴۸

# فصل چہارم

## بہائیوں کی جدید شریعت "اقدس" کا اصل نسخہ!

**اقدس کے متعلق بہائیوں کا ادعا**

بہائی لوگ دعوی کرتے ہیں کہ جناب بہاء اللہ کی تحریر کردہ شریعت "اقدس" سب آسمانی صحیفوں سے افضل و اعلیٰ ہے اور دنیا کی مشکلات کا حل اسی سے وابستہ ہے چنانچہ بہائی مشنری ابو الفضل نے لکھا ہے:۔

"و شریعت مقدسہ کہ اصلاح عالم و تمدین امم جز بدان معقول و متصور نیست تشریح فرمود کتاب مستطاب اقدس کہ دریاق اکبر است برائے دفع امراض عالم و مغناطیس اعظم است برائے جذب قلوب امم قلم الٰہی نازل شد"[1]

یعنی بہاء اللہ نے ایسی شریعت وضع کی ہے جسکے بغیر جہان کی اصلاح اور لوگوں کا متمدن بننا ناممکن اور غیر معقول ہے کتاب اقدس دنیا کی بیماریوں کیلئے تریاق اکبر ہے۔ اور جذبِ قلوب کے لئے سب سے بڑا مقناطیس ہے"۔

**اقدس کی اشاعت کے متعلق بہائیوں کا رویہ**

مندرجہ بالا ادعاء کے بعد یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ بہائی لوگ اس "تریاقِ اکبر" کو دنیا کے سامنے رکھنے سے گریز کرینگے مگر واقع یہ ہے۔ کہ آج تک بہائیوں کو اقدس کی اشاعت کی جرأت نہیں ہوئی میں نے خود ایسے بہائی دیکھے ہیں جنہوں نے آج تک "اقدس" دیکھی بھی نہیں۔ چہ جائیکہ انہوں نے اسے پڑھا ہو۔ اندریں حالات "اقدس" پر عمل کرنیکا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ سُنی سنائی باتوں پر بہائی بنگئے تھے۔ بہائیوں کے پاس اپنی مزعومہ "بہترین شریعت" کو اسطرح چھپانیکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جب کبھی مصر و فلسطین میں بھی اس بات کا ذکر آیا۔ بہائیوں کو خاموشی کے سوا چارہ کار دکھائی نہ دیا۔ بہائیوں کے زعیم اول اور بہاء اللہ کے بیٹے عبد البہاء افندی نے بہائیوں کو "اقدس" کی اشاعت سے منع کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"کتاب اقدس اگر طبع شود و نشر خواہد شد۔ در دستِ اراذل متعصبین خواہد افتاد۔ لہٰذا جائز نہ"[2] سبلے

---

[1] الفرائد صـ ۱۳ ۔ [2] رسالہ "جواب نامہ جمعیت لاہای" صـ ۳۷ مطبوعہ مصر سنہ ۱۳۳۸ ہجری

بعضے از ملحدین مثل میرزا مہدی بیگ از منزلزلین بدست آوردند و نشر دادند۔ وے ایں در رسائلِ ملحدین مندرج چوں بغض و عداوتِ شاں مسلّم درنزدِ عموم قول و روایتِ شاں مجہول و مبہم است وے اگر بہائیاں نشر دہند حکمے دیگر دارد۔"

ترجمہ :- کتاب اقدس اگر چھپ گئی، تو پھیل جائیگی اور کمینے متعصب لوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائیگی اسلئے اس کا چھپوانا جائز نہیں۔ بعض بے دین اور متزلزل لوگوں مثلاً میرزا مہدی بیگ کے ہاتھوں میں اقدس کا نسخہ آگیا تھا اور شایع ہوگیا۔ مگر چونکہ اس صورت میں "اقدس" ملحدین کے رسالہ جات میں شایع ہوئی ہے۔ عوام کو انکی عداوت و دشمنی کا حال معلوم ہے۔ اسلئے ان کی روائیت اور بیان مجہول اور مبہم ثابت ہوگا لیکن اگر بہائی لوگ خود کتاب اقدس کو شایع کریں تو اس کا اور حکم ہوگا۔"

عبدالبہاء کے حکم کو بہائی لوگ خدائی حکم مانتے ہیں۔ اس لئے آج بھی جبکہ باب کے دعویٰ پر قریباً ایک صدی گزر چکی ہے۔ ان کے نزدیک اقدس کی اشاعت و طباعت سراسر ناجائز ہے۔ عبدالبہا نے اقدس کو چھپانیکے لئے جو عذر پیش کیا ہے۔ وہ محض خام ہے۔ سمیں آپنے بہائیت کے نکتہ چینوں کو "اراذل" کہکر اپنی تہذیب کا ثبوت دیا ہے۔ مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ غالباً بہائی لوگ رسالہ "جواب نامہ جمعیّت لاھای" کے آئیندہ ایڈیشن میں سے عبدالبہا کے اس بیان کو حذف کر دینگے۔ کیونکہ انہیں اسکے باعث بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

## ہماری شایع کردہ اقدس اور بہائیوں کے نام انعامی چیلنج

بہائی مُنہ سے کتاب اقدس کو "تریاق اکبر" کہتے ہیں۔ مگر اسکو اہلِ دنیا کے سامنے پیش کرنیسے ہچکچاتے ہیں۔ مَیں ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء کے آغاز تک فلسطین، شام، عراق اور مصر میں رہا ہوں حیفا میں بہائیوں کے موجودہ لیڈر جناب شوقی آفندی سے دو مرتبہ ملنے کا اتفاق ہوا ہے۔ ۷ جون ۱۹۳۳ء کی ملاقات میں مَیں نے ان سے کتاب اقدس دیکھنے کی درخواست کی۔ انہوں نے صاف کہدیا کہ میرے پاس تو کتاب موجود نہیں۔ آپکو شاید عراق سے مل سکے چنانچہ مَیں نے عراق سے بڑی جدوجہد کے بعد ایک دوست کی معرفت اقدس کا ایک نسخہ حاصل کیا اور مطبعہ احمدیہ کبابیر جبل الکرمل فلسطین میں اسے طبع کروایا۔ ۱۹۳۵ء میں مَیں بمبئی میں متعین تھا۔ مَیں نے اسوقت ۷-۲۹ جون کو بہائی ہال میں بہائی گروہ کے صدر وغیرہ کی

موجودگی میں اپنے طبع کردہ نسخہ اور بہائیوں کے ہاں موجود نسخہ کا مقابلہ کیا، اور بہائیوں کو اپنا مطبوعہ نسخہ دکھایا جسکی انہوں نے تصدیق کی ذیل میں اقدس کا اصل نسخہ اس چیلنج کیساتھ شایع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر بہائی جماعت یہ ثابت کر دے کہ ہمارا شایع کردہ اقدس اصل نہیں ہے تو اسے یکصد روپیہ بطور انعام دیا جائیگا۔ مگر ہمیں کامل یقین ہے۔ کہ بہائی جماعت اس کتاب کے اصل اقدس ہونیکا ہرگز انکار نہیں کر سکتی۔ یاد رہے! کہ اس کتاب کی اشاعت سے ہماری غرض تحقیق حق ہے۔ و باللہ التوفیق ؛

## بسمه الحاكم على ما كان وما يكون

۱ ان اول ما كتب الله على العباد عرفان مشرق وحيه ومطلع امره الذي كان مقامه نفسه في عالم الامر والخلق من فاز به قد فاز بكل الخير والذي منع انه من اهل الضلال ولو يأتي بكل الاعمال ۲ اذا فزتم بهذا المقام الاسنى والافق الاعلى ينبغي لكل نفس ان يتبع ما امر به من لدى المقصود لانهما معًا لا يقبل احدهما دون الاخر هذا ما حكم به مطلع الالهام ۳ ان الذين اوتوا بصائر من الله يرون حدود الله السبب الاعظم لنظم العالم وحفظ الامم والذي غفل انه من همج رعاع ۴ انا امرناكم بكسر حدود ات النفس والهوى لا ما رقم من القلم الاعلى انه لروح الحيوان لمن في الامكان ۵ قد ماجت بحور الحكمة والبيان بما هاجت نسمة الرحمن اغتنموا يا اولي الالباب: ان الذين نكثوا عهد الله في اوامره ونكصوا على اعقابهم اولئك من اهل الضلال لدى الغني المتعال ۶ يا ملأ الارض اعلموا ان اوامري سرج عنايتي بين عبادي ومفاتيح رحمتي لبريتي كذلك نزل الامر من سماء مشيئة ربكم مالك الاديان ۷ لو يجد احد حلاوة البيان الذي ظهر

من فم مشيئة الرحمن لينفق ما عنده ولو يكون خزائن الارض كلها ليثبت امراً من اوامره المشرقة من افق العناية والالطاف ۸ قل من حدودى يمرّ عرف قميصى وبها تنصب اعلام النصر على القنن والاتلال ۹ قد تكلم لسان قدرتى فى جبروت عظمتى مخاطباً لبريتى ان اعملوا حدودى حباً لجمالى ۱۰ طوبى لحبيب وجد عرف المحبوب من هذه الكلمة التى فاحت منها نفحات الفضل على شأن لا توصف بالاذكار ۱۱ لعمرى من شرب رحيق الانصاف من ايادى الالطاف انه يطوف حول اوامرى المشرقة من افق الابداع ۱۲ لا تحسبن انا نزلنا لكم الاحكام بل فتحنا ختم الرحيق المختوم باصابع القدرة والاقتدار يشهد بذلك ما نزل من قلم الوحى تفكروا يا اولى الافكار ۱۳ قد كتب عليكم الصلاة تسع ركعات لله منزل الايات حين الزوال وفى البكور والاصال وعفونا عدة اخرى امراً فى كتاب الله انه لهو الامر المقتدر المختار ۱۴ واذا اردتم الصلاة فولوا وجوهكم شطرى الاقدس المقام المقدس الذى جعله الله مطاف الملأ الاعلى ومقبل اهل مدائن البقاء ومصدر الامر لمن فى الارضين والسموات ۱۵ وعند غروب شمس الحقيقة والتبيان المقر الذى قدرناه لكم انه هو العزيز العلام ۱۶ كل شئ تحقق بامره المبرم اذا اشرقت من افق البيان شمس الاحكام لكل ان يتبعوها ولو بامر تنفطر عنه سماوات افئدة الاديان ۱۷ انه يفعل ما يشاء ولا يسأل عما شاء وما حكم به المحبوب انه لمحبوب ومالك الاختراع ۱۸ ان الذى وجد عرف الرحمن وعرف

مطلع هذا البيان انه يستقبل بعينيه السهام لاثبات الاحكام بين الانام طوبی لمن اقبل وفاز بفصل الخطاب ¹⁹ قد فصلنا الصلاة في ورقة اخری طوبی لمن عمل بما امر به من لدن مالك الرقاب ²⁰ قد نزلت في صلوة الميت ستة تكبيرات من الله منزل الايات والذی عنده علم القرأة له ان يقرأ ما نزل قبلها والا عفی الله عنه انه هو العزيز الغفار ²¹ لا يبطل الشعر صلوتكم ولا ما منع عن الروح مثل العظام وغيرها ²² البسوا السمور كما تلبسون الخز والسنجاب وما دونهما انه ما نهی فی الفرقان ولكن اشتبه علی العلماء انه هو العزيز العلام ²³ قد فرض عليكم الصلوة والصوم من اول البلوغ امرا من لدی الله ربكم ورب ابائكم الاولين ²⁴ من كان في نفسه ضعف من المرض والهرم عفی الله عنه فضلا من عنده انه هو الغفور الكريم ²⁵ قد اذن الله لكم السجود علی كل شئ طاهر ورفعنا عنه حكم الحد فی الكتاب ان الله يعلم وانتم لا تعلمون ، من لم يجد الماء يذكر خمس مرات بسم الله الاطهر الاطهر ثم يشرع فی العمل هذا ما حكم به مولی العالمين ²⁶ والبلدان التی طالت فيها الليالی والايام فليصلوا بالساعات والمشاخص التی منها تحددت الاوقات انه هو المبيّن الحكيم ²⁷ قد عفونا عنكم صلوة الايات اذا ظهرت اذكروا الله بالعظمة والاقتدار انه هو السميع البصير ²⁸ قولوا العظمة لله رب ما يری وما لا يری رب العالمين ²⁹ كتب عليكم الصلوة فرادی قد رفع حكم الجماعة الا فی صلوة الميت انه هو الامر الحكيم ³⁰ قد عفی الله

عن النساء حينما يجدن الدم الصوم والصلوة ولهن ان يتوضئن ويسبحن خمسًا وتسعين مرة من زوال الى زوال سبحان الله ذى الطلعة والجمال هذا ما قدر فى الكتاب ان انتم من العالمين ۞۳۱ ولكم ولهن فى الاسفار اذا نزلتم واسترحتم المقام الا من مكان كل صلوة سجدة واحدة واذكروا فيها سبحان الله ذى العظمة والاجلال والموهبة والافضال ۞۳۲ والذى عجز يقول سبحان الله انه يكفيه بالحق انه لهو الكافى الباقى الغفور الرحيم ۞۳۳ وبعد اتمام السجود لكم ولهن ان تقعدوا على هيكل التوحيد وتقولوا ثمانى عشر مرة سبحان الله ذى الملك والملكوت ۞۳۴ كذلك يبين الله سبل الحق والهدى وانها انتهت الى سبيل واحد وهو هذا الصراط المستقيم اشكروا الله بهذا الفضل العظيم ۞۳۵ احمدوا الله بهذه الموهبة التى احاطت السموات والارضين ۞۳۶ اذكروا الله بهذه الرحمة التى سبقت العالمين ۞۳۷ قل قد جعل الله مفتاح الكنز حبى المكنون لو انتم تعرفون ۞۳۸ لولا المفتاح لكان مكنونا فى ازل الازال لو انتم توقنون ۞۳۹ قل هذا المطلع الوحى و مشرق الاشراق الذى به اشرقت الافاق لو انتم تعلمون ۞۴۰ ان هذا لهو القضاء المثبت و به ثبت كل قضاء محتوم ۞۴۱ يا قلم الاعلى قل يا ملأ الانشاء قد كتبنا عليكم الصيام اياما معدودات و جعلنا النيروز عيدا لكم بعد اكمالها كذلك اضائت شمس البيان من افق الكتاب من لدن مالك المبدأ و المآب و

اجعلوا الايام الزائدة عن الشهور قبل شهر الصيام انّا جعلناها مظاهر الهاء بين الليالي والايام لذا ما تحددت بحدود السنة والشهور ينبغي لاهل البهاء ان يطعموا فيها انفسهم وذوی القربی ثم الفقراء والمساكين ويهللن ويكبرن ويسبّحن ويمجّدن ربهم بالفرح والانبساط واذا تمت ايام الاعطاء قبل الامساك فليدخلن فی الصيام كذلك حكم مولی الانام ❁ ٤٢ ليس علی المسافر والمريض والحامل والمرضع من حرج عفا الله عنهم فضلا من عنده انه هو العزيز الوهاب ❁ ٤٣ هذه حدود الله التی رقمت من القلم الاعلی فی الزبر والالواح ❁ ٤٤ تمسكوا باوامر الله واحكامه ولا تكونوا من الذين اخذوا الاصول انفسهم ونبذوا اصول الله ورآءهم بما اتبعوا الظنون والاوهام ❁ ٤٥ كفوا انفسكم عن الاكل والشرب من الطلوع الی الافول اياكم ان يمنعكم الهوی عن هذا الفضل الذی قدر فی الكتاب ❁ ٤٦ قد كتب لمن دان بالله الديان ان يغسل فی كل يوم يديه ثم وجهه ويقعد مقبلا الی الله ويذكر خمسًا وتسعين مرة الله ابهی كذلك حكم فاطر السماء اذ استوی علی اعراش الاسماء بالعظمة والاقتدار ❁ ٤٧ كذلك توضؤا للصلوة امرا من الله الواحد المختار ❁ ٤٨ قد حرّم عليكم القتل والزنا ثم الغيبة والافتراء اجتنبوا عما نهيتم عنه فی الصحائف والالواح ❁ ٤٩ قد قسمنا المواريث علی

عدد الزاء منها قدر لذریاتکم من کتاب الطاء علی عدد المقت، و للازواج من کتاب الحاء علی عدد التاء و الفاء، و للاباء من کتاب الزاء علی عدد التاء و الکاف، و للامهات من کتاب الواو علی عدد الرفیع، و للاخوان من کتاب الهاء عدد الشین و للاخوات من کتاب الدال عدد الراء و المیم، و للمعلمین من کتاب الجیم عدد القاف و الفاء کذلک حکم مبشری الذی یذکرنی فی اللیالی و الاسحار ۞ ۵۰ انا لما سمعنا ضجیج الذریات فی الاصلاب زدنا ضعف ما لهم و نقصنا عن الاخری انه لهو المقتدر علی ما یشاء یفعل بسلطانه کیف اراد ۞ ۵۱ من مات و لم یکن له ذریة ترجع حقوقهم الی بیت العدل لیصرفوها امناء الرحمن فی الایتام والارامل و ما ینتفع به جمهور الناس لیشکروا ربهم العزیز الغفار ۞ ۵۲ و الذی له ذریة و لم یکن ما دونها عما حدد فی الکتاب یرجع الثلثان مما ترکه الی الذریة و الثلث الی بیت العدل کذلک حکم الغنی المتعال بالعظمة و الاجلال ۞ ۵۳ والذی لم یکن له من یرثه و کان له ذو القربی من ابناء الاخ و الاخت و بناتهما فلهم الثلثان و الا للاعمام و الاخوال و العمات و الخالات و من بعدهم و بعدهن لابنائهم و ابنائهن و بناتهم و بناتهن و الثلث یرجع الی مقر العدل امرا فی الکتاب من لدی الله مالک الرقاب ۞ ۵۴ من مات و لم یکن له احد من الذین نزلت اسمائهم من القلم الاعلی ترجع الاموال کلها الی المقر المذکور لتصرف فیما امر الله به انه لهو المقتدر الامار ۞ ۵۵ و جعلنا

الدار المسكونة والالبسة المخصوصة للذرية من الذكران دون الاناث والوراث انه هو المعطى الفياض ۵۶ ان الذى مات فى ايام والده وله ذرية اولئك يرثون ما لابيهم فى كتاب الله اقسموا بينهم بالعدل الخالص كذلك ماج بحر الكلام وقذف لئالى الاحكام من لدن مالك الانام ۵۷ والذى ترك ذرية ضعافا سلموا ما لهم الى امين ليتّجر لهم الى ان يبلغوا رشدهم او الى محل الشراكة ثم عينوا للامين حقا مما حصل من التجارة والاقتراف كل ذلك بعد اداء حق الله والديون لو تكون عليه وتجهيز الاسباب للكفن والدفن وحمل الميت بالعزة والاعتزاز كذلك حكم مالك المبداء والماب ۵۸ قل هذا هو العلم المكنون الذى لن يتغير لانه بُدئ بالطاء المدلة على الاسم المخزون الظاهر الممتنع المنيع ۵۹ وما خصصناه للذريات هذا من فضل الله عليهم ليشكروا ربهم الرحمن الرحيم ۶۰ تلك حدود الله لا تعتدوها باهواء انفسكم اتبعوا ما امرتم به من مطلع البيان ۶۱ والمخلصون يرون حدود الله ماء الحيوان لاهل الاديان ومصباح الحكمة والفلاح لمن فى الارضين والسموات ۶۲ قد كتب الله على كل مدينة ان يجعلوا فيها بيت العدل ويجتمع فيه النفوس على عدد البهاء وان ازداد لا باس، ويرون كانهم يدخلون محضر الله العلى الاعلى ويرون من لا يرى، وينبغى لهم ان يكونوا امناء الرحمن بين الامكان ووكلاء الله لمن على الارض كلها ويشاوروا فى مصالح العباد لوجه الله كما يشاورون فى امورهم، ويختارون

ماهو المختار كذلك حكم ربكم العزيز الغفار ٦٣ اياكم ان تدعوا ماهو المنصوص فى اللوح اتقوا الله يا اولى الانظار ٦٤ يا ملأ الانشاء عمروا بيوتا باكمل ما يمكن فى الامكان باسم مالك الاديان فى البلدان، وزينوها بما ينبغى لها لا بالصور والامثال ثم اذكروا فيها ربكم الرحمن بالروح والريحان الا بذكره تستنير الصدور وتقر الابصار ٦٥ قد حكم الله لمن استطاع منكم حج البيت دون النساء عفا الله عنهن رحمة من عنده انه هو المعطى الوهاب ٦٦ يا اهل البهاء قد وجب على كل واحد منكم الاشتغال بامر من الامور من الصنائع والاقتراف وامثالها وجعلنا اشتغالكم بها نفس العبادة لله الحق تفكروا يا قوم فى رحمة الله والطافه ثم اشكروه فى العشى والاشراق ٦٧ لا تضيعوا اوقاتكم بالبطالة والكسالة واشتغلوا بما ينتفع به انفسكم وانفس غيركم كذلك قضى الامر فى هذا اللوح الذى لاحت من افقه شمس الحكمة والتبيان ٦٨ ابغض الناس عند الله من يقعد ويطلب تمسكوا بحبل الاسباب متوكلين على الله مسبب الاسباب ٦٩ قد حرم عليكم تقبيل الايادى فى الكتاب هذا ما نهيتم عنه من لدن ربكم العزيز الحكام ٧٠ ليس لاحد ان يستغفر عند احد توبوا الى الله تلقاء انفسكم انه هو الغافر المعطى العزيز التواب ٧١ يا عباد الرحمن قوموا على خدمة الامر على شان لا تاخذكم الاحزان من الذين كفروا بمطلع الايات، لمّا جاء الوعد وظهر الموعود اختلف الناس وتمسك كل

حزب بما عنده من الظنون و الاوهام ۞[٤٢] من الناس من يقعد صف النعال طلبا لصدر الجلال، قل من انت يا ايها الغافل الغرار ۞[٤٣] و منهم من يدعى الباطن و باطن الباطن، قل يا ايها الكذاب تا الله ما عندك انه من القشور تركناها لكم كما تترك العظام للكلاب ۞[٤٤] تا الله الحق لو يغسل احد ارجل العالم و يعبد الله على الادغال والشواجن والجبال والقنان والشناخيب وعند كل حجر و شجر و مدر ولا يتضوّع منه عرف رضائى لن يقبل ابدا هذا ما حكم به مولى الانام ۞[٤٥] كم من عبد اعتزل فى جزائر الهند و منع عن نفسه ما احله الله له وحمل الرياضات والمشقات ولم يذكر عند الله منزل الايات ۞[٤٦] لا تجعلوا الاعمال شرك الامال ولا تحرموا انفسكم عن هذا المال الذى كان امل المقربين في ازل الازال ۞[٤٧] قل روح الاعمال هو رضائى وعلق كل شئ بقبولى ۞[٤٨] اقرؤا الالواح لتعرفوا ما هو المقصود في كتب الله العزيز الوهاب ۞[٤٩] من فاز بحبي حق له ان يقعد على سرير العقيان في صدر الامكان والذى منع عنه لو يقعد على التراب انه يستعيذ منه الى الله مالك الاديان ۞[٥٠] من يدعى امرا قبل اتمام الف سنة كاملة انه كذاب مفتر نسال الله بان يؤيده على الرجوع ان تاب انه هو التواب ۞[٥١] وان اصر على ما قال يبعث عليه من لا يرحمه انه شديد العقاب ۞[٥٢] من يأول هذه الاية او يفسرها بغير ما نزل فى الظاهر انه محروم من روح الله ورحمته التي سبقت العالمين، خافوا الله ولا

تتبعوا ما عندكم من الاوهام اتبعوا ما يامركم به ربكم العزيز الحكيم ٨٣ سوف يرتفع النعاق من اكثر البلدان اجتنبوا يا قوم ولا تتبعوا كل فاجر لئيم ٨٤ هذا ما اخبرناكم به اذ كنا في العراق وفي ارض السر وفي هذا المنظر المنير ٨٥ يا اهل الارض اذا غربت شمس جمالي و سترت سماء هيكلي لا تضطربوا قوموا على نصرة امري و ارتفاع كلمتي بين العالمين ٨٦ انا معكم في كل الاحوال و ننصركم بالحق انا كنا قادرين ٨٧ من عرفني يقوم على خدمتي بقيام لا تقعده جنود السموات والارضين ٨٨ ان الناس نيام لو انتبهوا سرعوا بالقلوب الى الله العليم الحكيم و نبذوا ما عندهم ولو كان كنوز الدنيا كلها ليذكرهم مولاهم بكلمة من عنده كذلك ينبئكم من عنده علم الغيب في لوح ما ظهر في الامكان وما اطلع به الا نفسه المهيمنة على العالمين ٨٩ قد اخذهم سكر الهوى على شان لا يرون مولى الورى الذى ارتفع نداؤه من كل الجهات لا اله الا انا العزيز الحكيم ٩٠ قل لا تفرحوا بما ملكتموه في العشي وفي الاشراق يملكه غيركم كذلك يخبركم العليم الخبير ٩١ قل هل رأيتم لما عندكم من قرار او وفاء ، لا و نفسي الرحمن لو انتم من المنصفين ، تمر ايام حياتكم كما تمر الارياح و يطوي بساط عزكم كما طوى بساط الاولين ٩٢ تفكروا يا قوم اين ايامكم الماضية واين اعصاركم الخالية ، طوبى لايام مضت بذكر الله ولا وقات صرفت في ذكره

الحکیم ۹۳ لعمری لا تبقی عزة الاعزاء ولا زخارف الاغنیاء ولا شوکة الاشقیاء سیفنی الکل بکلمة من عنده انه لهو المقتدر العزیز القدیر ۹۴ لا ینفع الناس ما عندهم من الاثاث و ما ینفعهم غفلوا عنه سوف ینتبهون ولا یجدون ما فات عنهم فی ایام ربهم العزیز الحمید ۹۵ لو یعرفون ینفقون ما عندهم لتذکر اسمائهم لدی العرش الا انهم من المیتین ۹۶ من الناس من غرته العلوم وبها منع عن اسم القیوم و اذا سمع صوت النعال عن خلفه یری نفسه اکبر من نمرود قل این هو یا ایها المردود تالله انه لفی اسفل الجحیم ۹۷ قل یا معشر العلماء اما تسمعون صریر قلمی الاعلی، و اما ترون هذه الشمس المشرقة من افق الابهی، الی م اعتکفتم علی اصنام اهوائکم دعوا الاوهام و توجهوا الی الله مولاکم القدیم ۹۸ قد رجعت الاوقاف المختصة للخیرات الی الله مظهر الایات لیس لاحد ان یتصرف فیها الا بعد اذن مطلع الوحی و من بعده یرجع الحکم الی الاغصان، و من بعدهم الی بیت العدل ان تحقق امره فی البلاد لیصرفوها فی البقاع المرتفعة فی هذا الامر و فیما امروا به من لدن مقتدر قدیر ۹۹ و الا ترجع الی اهل البهاء الذین لا یتکلمون الا بعد اذنه ولا یحکمون الا بما حکم الله فی هذا اللوح اولئک اولیاء النصر بین السموات والارضین لیصرفوها فیما حدد فی الکتاب من لدن عزیز کریم ۱۰۰ لا تجزعوا فی المصائب ولا تفرحوا ابتغوا امرا بین الامرین هو التذکر فی تلک الحالة و التنبه علی ما یرد علیکم فی العاقبة کذلک ینبئکم

العليم الخبير ١٠١ لا تحلقوا رؤسكم قد زينها الله بالشعر وفى ذلك لايات لمن ينظر الى مقتضيات الطبيعة من لدن مالك البرية انه هو العزيز الحكيم، ولا ينبغى ان يتجاوز عن حد الآذان هذا ماحكم به مولى العالمين ١٠٢ قدكتب على السارق النفى والحبس وفى الثالث فاجعلوا فى جبينه علامة يعرف بهالئلا تقبله مدن الله ودياره، اياكم ان تاخذكم الرأفة فى دين الله، اعملوا ما امرتم به من لدن مشفق رحيم ١٠٣ انا ربيناكم بسياط الحكمة و الاحكام حفظًا لانفسكم وارتفاعًا لمقاماتكم كما يربى الاباء ابنائهم، لعمرى لو تعرفون ما اردناه لكم من اوامرنا المقدسة لتفدون ارواحكم لهذا الامر المقدس العزيز المنيع ١٠٤ من اراد ان يستعمل اوانى الذهب والفضة لا باس عليه ١٠٥ اياكم ان تنغمس اياديكم فى الصحاف والصحان، خذوا ما يكون اقرب الى اللطافة انه اراد ان يراكم على آداب اهل الرضوان في ملكوته الممتنع المنيع ١٠٦ تمسكوا باللطافة فى كل الاحوال لئلا تقع العيون على ما تكرهه انفسكم واهل الفردوس، والذى تجاوز عنها يحبط عمله فى الحين وان كان له عذر يعف الله عنه انه هو العزيز الكريم ١٠٧ ليس لمطلع الامر شريك فى العصمة الكبرى انه لمظهر يفعل ما يشاء في ملكوت الانشاء، قدخص الله هذا المقام لنفسه وما قدر لاحد نصيب من هذا الشان العظيم المنيع ١٠٨ هذا امر الله قد كان مستورًا فى حجب الغيب اظهرناه في هذا الظهور وبه خرقنا حجاب الذين ما عرفوا

حكم الكتاب وكانوا من الغافلين ❊ ١٠٩ كتب على كل اب تربية
ابنه و بنته بالعلم و الخط و دونهما عما حدد فى اللوح ، والذى ترك
ما امر به فللامناء ان ياخذوا منه ما يكون لازما لتربيتهما إن
كان غنيا ، والا يرجع الى بيت العدل انا جعلناه ماوى الفقراء
والمساكين ❊ ١١٠ ان الذى ربى ابنه او ابناً من الابناء كانه
ربى احد ابنائى عليه بهائى وعنايتى و رحمتى التى سبقت
العالمين ❊ ١١١ قد حكم الله لكل زان وزانية دية مسلمة الى بيت
العدل وهى تسعة مثاقيل من الذهب ، وان عاد مرة اخرى عودوا
بضعف الجزاء هذا ما حكم به مالك الاسماء فى الاولى وفى الاخرى
قدر لهما عذاب مهين ❊ ١١٢ من ابتلى بمعصيةٍ فله ان يتوب و يرجع
الى الله انه يغفر لمن يشاء ولا يسال عما شاء انه هو التواب العزيز
الحميد ❊ ١١٣ اياكم ان تمنعكم سبحات الجلال عن زلال هذا السلسال
خذوا اقداح الفلاح فى هذا الصباح باسم فالق الاصباح ثم
اشربوا بذكره العزيز البديع ❊ ١١٤ انا حللنا لكم اصغاء الاصوات
والنغمات ، اياكم ان يخرجكم الاصغاء عن شان الادب والوقار
افرحوا بفرح اسمى الاعظم الذى به تولهت الافئدة وانجذبت
عقول المقربين ، انا جعلناه مرقاتا لعروج الارواح الى الافق
الاعلى ؛ لا تجعلوه جناح النفس والهواء انى اعوذ ان تكونوا
من الجاهلين ❊ ١١٥ قد ارجعنا ثلث الديات كلها الى مقر العدل و
نوصى رجاله بالعدل الخالص ليصرفوا ما اجتمع عندهم فيما امروا
به من لدن عليم حكيم ❊ ١١٦ يا رجال العدل كونوا رعاة اغنام الله

فی مملکته و احفظوهم من الذئاب الذین ظهروا بالاثواب کما تحفظون ابنائکم کذلک ینصحکم الناصح الامین ❁ [١١٧] اذا اختلفتم فی امر فارجعوه الی الله ما دامت الشمس مشرقة من افق هذا السماء، و اذا غربت ارجعوا الی ما نزل من عنده انه لیکفی العالمین ❁ [١١٨] قل یا قوم لا یاخذکم الاضطراب اذا غاب ملکوت ظهوری و سکنت امواج بحر بیانی، ان فی ظهوری لحکمة و فی غیبتی حکمة اخری ما اطلع بها الا الله الفرد الخبیر ❁ [١١٩] و نراکم من افقی الابهی و ننصر من قام علی نصرة امری بجنود من الملأ الاعلی و قبیل من الملائکة المقربین ❁ [١٢٠] یا ملأ الارض تالله الحق قد انفجرت من الاحجار الانهار العذبة السائغة بما اخذتها حلاوة بیان ربکم المختار و انتم من الغافلین، دعوا ما عندکم ثم طیروا بقوادم الانقطاع فوق الابداع کذلک یأمرکم مالک الاختراع الذی بحرکة قلمه قلّب العالمین ❁ [١٢١] هل تعرفون من ایّ افق ینادیکم ربکم الابهی، و هل علمتم من ای قلم یامرکم ربکم مالک الاسماء، لا و عمری لو عرفتم لترکتم الدنیا مقبلین بالقلوب الی شطر المحبوب، و اخذکم اهتزاز الکلمة علی شان یهتزّ منه العالم الاکبر و کیف هذا العالم الصغیر کذلک هطلت من سماء عنایتی امطار مکرمتی فضلا من عندی لتکونوا من الشاکرین ❁ [١٢٢] و اما الشجاج و الضرب تختلف احکامهما باختلاف مقادیرهما و حکم الدیان لکل مقدار دیة معینة انه لهو الحاکم العزیز المنیع لو نشاء نفصلها بالحق وعدا من عندنا انه لهو الموفی العلیم ❁ [١٢٣] قد

رقم عليكم الضيافة في كل شهر مرة واحدة ولو بالماء ، ان الله
اراد ان يؤلف بين القلوب ولو باسباب السموات والارضين
۞١٢٤ اياكم ان تفرقكم شؤنات النفس والهوى كونوا كالاصابع
فى اليد والاركان للبدن كذلك يعظكم قلم الوحى ان انتم من
الموقنين ۞١٢٥ فانظروا في رحمة الله والطافه انه يامركم بما
ينفعكم بعد اذ كان غنيا عن العالمين ، لن تضرنا سيئاتكم كما لا
تنفعنا حسناتكم انما ندعوكم لوجه الله يشهد بذلك كل عالم
بصير ۞١٢٦ اذا ارسلتم الجوارح الى الصيد اذكروا الله اذاً يحل
ما امسكن لكم ولو تجدونه ميتا انه هو العليم الخبير ۞١٢٧ اياكم ان
تسرفوا فى ذلك كونوا على صراط العدل والانصاف في كل
الامور كذلك يامركم مطلع الظهور ان انتم من العارفين ۞١٢٨
ان الله قد امركم بالمودة فى ذوى القربى وما قدر لهم حقا في
اموال الناس انه لهو الغنى عن العالمين ۞١٢٩ من احرق بيتا متعمدا
فاحرقوه ومن قتل نفسا عامدا فاقتلوه خذوا سنن الله بايادى
القدرة والاقتدار ثم اتركوا سنن الجاهلين ، وان تحكموا لهما
حبسا ابديا لا بأس عليكم فى الكتاب انه لهو الحاكم على ما
يريد ۞١٣٠ قد كتب الله عليكم النكاح اياكم ان تجاوزوا عن الاثنين
والذى اقتنع بواحدة من الاماء استراحت نفسه ونفسها ، و
من اتخذ بكرا لخدمته لا باس عليه ، كذلك كان الامر من قلم الوحى
بالحق مرقوما ۞١٣١ تزوجوا يا قوم ليظهر منكم من يذكرنى بين
عبادى هذا من امرى عليكم اتخذوه لانفسكم معينا ۞١٣٢ يا

ملأ الانشاء لا تتبعوا انفسكم انها لامارة بالبغي والفحشاء اتبعوا مالك الاشياء الذی يامركم بالبر والتقوی انه كان عن العالمين غنيا ١٣٣ اياكم ان تفسدوا فی الارض بعد اصلاحها و من افسد انه ليس منا ونحن براء منه كذلك كان الامر من سماء الوحي بالحق مشهودا ١٣٤ انه قد حدد فی البيان برضاء الطرفين، انا لما اردنا المحبة والوداد واتحاد العباد لذا علقناه باذن الابوين بعدهما لئلا تقع بينهم الضغينة والبغضاء ولنا فيه مارب اخری وكذلك كان الامر مقضيا ١٣٥ لا يحقق الصهار الا بالامهار قدر للمدن تسعة عشر مثقالا من الذهب الابريز، والقری من الفضة ومن اراد الزيادة حرم عليه ان يتجاوز عن خمسة وتسعين مثقالا كذلك كان الامر بالعز مسطوراً ١٣٦ والذی اقتنع بالدرجة الاولی خير له فی الكتاب انه يغنی من يشاء باسباب السموات والارض وكان الله علی كل شیء قديرا ١٣٧ قد كتب الله لكل عبد اراد الخروج من وطنه ان يجعل ميقاتاً لصاحبته فی اية مدة اراد ان اتی ووفی بالوعد انه اتبع امر مولاه وكان من المحسنين من قلم الامر مكتوبا والا ان اعتذر بعذر حقيقی فله ان يخبر قرينته ويكون فی غاية الجهد للرجوع اليها، وان فات الامران فلها تربص تسعة اشهر معدودات وبعد اكمالها لا بأس عليها فی اختيار الزوج وان صبرت انه يحب الصابرات و الصابرين ١٣٨ اعملوا اوامری ولا تتبعوا كل مشرك كان

في اللوح اثيما ١٣٩ وان أتى الخبر حين تربصها لها ان تاخذ المعروف انه اراد الاصلاح بين العباد والاماء، اياكم ان ترتكبوا ما يحدث به العناد بينكم كذلك قضى الامر وكان الوعد مأتيا ١٤٠ وإن اتاها خبر الموت او القتل وثبت بالشياع او بالعدلين لها ان تلبث فى البيت اذا مضت اشهر معدودات لها الاختيار فيما تختار هذا ما حكم به من كان على الامر قويا ١٤١ وان حدث بينهما كدورة او كره ليس له ان يطلقها، وله ان يصبر سنة كاملة لعل تسطع بينهما رائحة المحبة وان كملت وما فاحت لا باس فى الطلاق انه كان على كل شىء حكيما ١٤٢ قد نهاكم الله عما عملتم بعد طلاق ثلاث فضلا من عنده لتكونوا من الشاكرين في لوح كان من قلم الامر مسطورا ١٤٣ والذى طلق له الاختيار فى الرجوع بعد انقضاء كل شهر بالمودة والرضاء مالم تستحصن، واذا استحصنت تحقق الفصل بوصل آخر وقضى الامر الا بعد امر مبين، كذلك كان الامر من مطلع الجمال في لوح الجلال بالاجلال مرقوما ١٤٤ والذى سافر وسافرت معه ثم حدث بينهما الاختلاف فله ان يؤتيها نفقة سنة كاملة ويرجعها الى المقر الذى خرجت عنه، او يسلمها بيد امين وما تحتاج به فى السبيل ليبلغها الى محلها ان ربك يحكم كيف يشاء بسلطان كان على العالمين محيطا ١٤٥ والتى طلقت بما ثبت عليها منكر لا نفقة لها ايام تربصها كذلك كان نير الامر من افق العدل مشهودا ١٤٦ ان الله

احب الوصل والوفاق و ابغض الفصل و الطلاق عاشروا یا قوم بالروح والریحان ، لعمری سیفنی من فی الامکان و ما یبقی هو العمل الطیب وکان الله علی ما اقول شهیدا ١٤٧ ❁ یا عبادی اصلحوا ذات بینکم ثم استمعوا ما ینصحکم به القلم الاعلی و لا تتبعوا اجیارا شقیا ١٤٨ ❁ ایاکم ان تغرنکم الدنیا کما غرت قوما قبلکم اتبعوا حدود الله وسننه ثم اسلکوا هذا الصراط الذی کان بالحق ممدودا ١٤٩ ❁ ان الذین نبذوا البغی والغوی و اتخذوا التقوی اولئك من خیرة الخلق لدی الحق یذکرهم الملأ الاعلی و اهل هذا المقام الذی کان باسم الله مرفوعا ١٥٠ ❁ قد حرم علیکم بیع الاماء والغلمان ، لیس لعبد ان یشتری عبدا نهیاً فی لوح الله کذلك کان الامر من قلم العدل بالفضل مسطورا ١٥١ ❁ ولیس لاحد ان یفتخر علی احد کل ارقاء له وادلاء علی انه لا اله الا هو انه کان علی کل شیء حکیما ١٥٢ ❁ زینوا انفسکم بطراز الاعمال والذی فاز بالعمل فی رضاه انه من اهل البهاء قد کان لدی العرش مذکورا ١٥٣ ❁ انصروا مالك البریة بالاعمال الحسنة ثم بالحکمة والبیان کذلك امرتم فی اکثر الالواح من لدی الرحمن انه کان علی ما اقول علیما ١٥٤ ❁ لا یعترض احد علی احد ولا یقتل نفس نفسا هذا ما نهیتم عنه فی کتاب کان فی سرادق العز مستورا ١٥٥ ❁ اتقتلون من احیاه الله بروح من عنده ان هذا خطأ قد کان لدی العرش کبیرا ١٥٦ ❁ اتقوا الله ولا تخربوا ما بناه الله بایادی الظلم والطغیان ثم اتخذوا الی الحق

سبيلا ١٥٧ لما ظهرت جنود العرفان برايات البيان انهزمت قبائل الاديان الا من اراد ان يشرب كوثر الحيوان في رضوان كان من نفس السبحان موجودا ١٥٨ قد حكم الله بالطهارة على ماء النطفة رحمة من عنده على البرية اشكروه بالروح والريحان و لا تتبعوا من كان عن مطلع القرب بعيدا، قوموا على خدمة الامر في كل الاحوال انه يؤيدكم بسلطان كان على العالمين محيطا ١٥٩ تمسكوا بحبل اللطافة على شان لا يرى من ثيابكم اثار الاوساخ هذا ما حكم به من كان الطف من كل لطيف، والذى له عذر لا باس عليه انه هو الغفور الرحيم ١٦٠ طهروا كل مكروه بالماء الذى لم يتغير بالثلاث اياكم ان تستعملوا الماء الذى تغير بالهواء او بشىء اخر، كونوا عنصر اللطافة بين البرية هذا ما اراد لكم مولاكم العزيز الحكيم ١٦١ وكذلك رفع الله حكم دون الطهارة عن كل الاشياء وعن ملل اخرى موهبة من الله انه هو الغفور الكريم ١٦٢ قد انغمست الاشياء في بحر الطهارة فى اول الرضوان اذ تجلينا على من فى الامكان باسمائنا الحسنى وصفاتنا العليا هذا من فضلى الذى احاط العالمين لتعاشروا مع الاديان وتبلغوا امر ربكم الرحمن هذا اكليل الاعمال لو انتم من العارفين ١٦٣ وحكم باللطافة الكبرى وتغسيل ما تغبر من الغبار وكيف الاوساخ المنجمدة ودونها، اتقوا الله وكونوا من المطهرين ١٦٤ والذى يرى فى كسائه وسخ انه لا يصعد دعائه الى الله ويجتنب عنه ملأ عالون ١٦٥ استعملوا ماء الورد ثم العطر الخالص هذا ما احبه الله من الاول

الذی لا اول له لیتضوع منکم ما اراد ربکم العزیز الحکیم ۞ ١٦٦ قد عفا الله عنکم ما نزل فی البیان من محو الکتب و اذناکم بان تقرؤا من العلوم ما ینفعکم لا ما ینتهی الی المجادلة فی الکلام هذا خیر لکم ان انتم من العارفین ۞ ١٦٧ یا معشر الملوك قد اتی المالك والملك لله المهیمن القیوم ألا تعبدوا الا الله وتوجهوا بقلوب نوراً الی وجه ربکم مالك الاسماء هذا امر لا یعادله ما عندکم لو انتم تعرفون ۞ ١٦٨ انا نراکم تفرحون بما جمعتموه لغیرکم وتمنعون انفسکم عن العوالم التی لم یحصها الا لوحی المحفوظ ۞ ١٦٩ قد شغلتکم الاموال عن المآل، هذا لا ینبغی لکم لو انتم تعلمون ۞ ١٧٠ طهروا قلوبکم عن ذفر الدنیا مسرعین الی ملکوت ربکم فاطر الارض والسماء الذی به ظهر الزلازل وناحت القبائل الا من نبذ الوری واخذ ما امر به فی لوح مکنون ۞ ١٧١ هذا یوم فیه فاز الکلیم بانوار القدیم وشرب زلال الوصال من هذا القدح الذی به سجرت البحور ۞ ١٧٢ قل تالله الحق ان الطور یطوف حول مطلع الظهور، والروح ینادی من الملکوت هلموا وتعالوا یا ابناء الغرور ۞ ١٧٣ هذا یوم فیه سرع کوم الله شوقاً للقائه وصاح الصهیون قد اتی الوعد وظهر ما هو المکتوب فی الواح الله المتعالی العزیز المحبوب ۞ ١٧٤ یا معشر الملوك قد نزل الناموس الاکبر فی المنظر الانور وظهر کل امر مستتر من لدن مالك القدر الذی به اتت الساعة وانشق القمر وفصل کل امر محتوم ۞ ١٧٥ یا معشر الملوك انتم المالیك قد ظهر المالك باحسن الطراز ویدعوکم الی نفسه المهیمن القیوم ۞ ١٧٦ ایاکم ان یمنعکم الغرور عن مشرق الظهور او تحجبکم الدنیا عن فاطر السماء قوموا علی خدمة المقصود الذی خلقکم بکلمة من عنده وجعلکم مظاهر القدرة لما کان و ما یکون

۱۷۷ تالله لا نريد ان نتصرف في ممالككم بل جئنا لتصرف القلوب انها المنظر البهاء يشهد بذلك ملكوت الاسماء لو انتم تفقهون ۱۷۸ والذی اتبع مولاه انه اعرض عن الدنيا كلها وكيف هذا المقام المحمود ۱۷۹ دعوا البيوت ثم اقبلوا الى الملكوت هذا ما ينفعكم فى الاخرة و الاولى يشهد بذلك مالك الجبروت لو انتم تعلمون ۱۸۰ طوبى لملك قام على نصرة امرى في مملكتى وانقطع عن سوائى انه من اصحاب السفينة الحمراء التى جعلها الله لاهل البهاء، ينبغى لكل ان يعززوه ويوقروه وينصروه ليفتح المدن بمفاتيح اسمى المهيمن على من في ممالك الغيب والشهود ۱۸۱ انه بمنزلة البصر للبشر والغرة الغراء لجبين الانشاء ورأس الكرم لجسد العالم انصروه يا اهل البهاء بالاموال و النفوس ۱۸۲ يا ملك النمسا كان مطلع نور الاحدية في سجن عكا اذ قصدت المسجد الاقصى مررت وما سألت عنه بعد اذ رفع به كل بيت وفتح كل باب منيف ۱۸۳ قد جعلناه مقبل العالم لذكرى وانت نبذت المذكور اذ ظهر بملكوت الله ربك ورب العالمين ۱۸۴ كنا معك في كل الاحوال ووجدناك متمسكا بالفرع غافلا عن الاصل ان ربك على ما اقول شهيد ۱۸۵ قد اخذتنا الاحزان بما رأيناك تدور لاسمنا ولا تعرفنا امام وجهك، افتح البصر لتنظر هذا المنظر الكريم وتعرف من تدعوه فى الليالى والايام وترى النور المشرق من هذا الافق اللميع ۱۸۶ قل يا ملك البرلين اسمع النداء من هذا الهيكل المبين انه لا اله الا انا الباقى الفرد القديم ۱۸۷ اياك ان يمنعك الغرور عن مطلع الظهور او يحجبك الهوى عن مالك

العرش والثرى كذلك ينصحك القلم الاعلى انه لهو الفضال الكريم ﴾١٨٨﴿ اذكر من كان اعظم منك شأنا واكبر منك مقاما اين هو و ما عنده انتبه ولا تكن من الراقدين ﴾١٨٩﴿ انه نبذ لوح الله ورائه اذ اخبرناه بما ورد علينا من جنود الظالمين، لذا اخذته الذلة من كل الجهات الى ان رجع الى التراب بخسران عظيم ﴾١٩٠﴿ يا ملك تفكر فيه و في امثالك الذين سخروا البلاد وحكموا على العباد قد انزلهم الرحمن من القصور الى القبور اعتبر وكن من المتذكرين ﴾١٩١﴿ انا ما اردنا منكم شيئا انما ننصحكم لوجه الله ونصبر كما صبرنا بما ورد علينا منكم يا معشر السلاطين ﴾١٩٢﴿ يا ملوك امريقا و رؤساء الجمهور فيها اسمعوا ما تغن به الورقاء على غصن البقاء انه لا اله الا انا الباقي الغفور الكريم ﴾١٩٣﴿ زينوا هيكل الملك بطراز العدل والتقى و رأسه باكليل ذكر ربكم فاطر السماء كذلك يامركم مطلع الاسماء من لدن عليم حكيم ﴾١٩٤﴿ قد ظهر الموعود في هذا المقام المحمود الذى به ابتسم ثغر الوجود من الغيب والشهود، اغتنموا يوم الله ان لقائه خير لكم عما تطلع الشمس عليها ان انتم من العارفين ﴾١٩٥﴿ يا معشر الامراء اسمعوا ما ارتفع من مطلع الكبرياء انه لا اله الا انا الناطق العليم ﴾١٩٦﴿ اجبروا الكسير بايادى العدل، وكسروا الصحيح الظالم بسياط اوامر ربكم الآمر الحكيم ﴾١٩٧﴿ يا معشر الروم نسمع بينكم صوت البوم أأخذكم سكر الهوى ام كنتم من الغافلين ﴾١٩٨﴿ يا ايتها النقطة الواقعة في شاطئ البحرين قد استقر عليك كرسى الظلم واشتعلت فيك نار البغضاء على شان ناح بها الملأ الاعلى والذين يطوفون حول كرسى

رفيع ١٩٩ ترى فيك الجاهل يحكم على العاقل و الظلام يفتخر على النور وانك في غرور مبين ٢٠٠ اغرتك زينتك الظاهرة سوف تفنى ورب البرية وتنوح البنات والارامل وما فيك من القبائل كذلك ينبئك العليم الخبير ٢٠١ يا شواطئ نهر الرين قد رأيناك مغطاة بالدماء بما سل عليك سيوف الجزاء ولك مرة اخرى و نسمع حنين البرلين ولو انها اليوم على عز مبين ٢٠٢ يا ارض الطاء لا تحزنى من شئ قد جعلك الله مطلع فرح العالمين ٢٠٣ لو يشاء يبارك سريرك بالذى يحكم بالعدل و يجمع اغنام الله التى تفرقت من الذئاب انه يواجه اهل البهاء بالفرح والانبساط الا انه من جوهر الخلق لدى الحق عليه بهاء الله و بهاء من في ملكوت الامر في كل حين ٢٠٤ افرحى بما جعلك الله افق النور بما ولد فيك مطلع الظهور وسميت بهذا الاسم الذي به لاح نير الفضل واشرقت السموات والارضون ٢٠٥ سوف تنقلب فيك الامور و يحكم عليك جمهور الناس ان ربك لهو العليم المحيط ٢٠٦ اطمئنى بفضل ربك انه لا تنقطع عنك لحظات الالطاف سوف ياخذك الاطمئنان بعد الاضطراب كذلك قضى الامر في كتاب بديع ٢٠٧ يا ارض الخاء نسمع فيك صوت الرجال في ذكر ربك الغنى المتعال طوبى ليوم فيه تنصب رايات الاسماء في ملكوت الانشاء باسمي الابهى يومئذ يفرح المخلصون بنصر الله و ينوح المشركون ٢٠٨ ليس لاحد ان يعترض على الذين يحكمون على العباد دعوا لهم ما عندهم و توجهوا الى القلوب ٢٠٩ يا بحر الاعظم رش على الامم ما امرت به من لدن

مالك القدم و زين هياكل الانام بطراز الاحكام التى بها تفرح القلوب
و تقر العيون ٢٠ والذى تملك مائة مثقال ذهب فتسعة عشر
مثقالا لله فاطر الارض والسماء، اياكم يا قوم ان تمنعوا انفسكم عن
هذا الفضل العظيم ٢١ قد امرناكم بهذا بعد اذ كنا غنياً عنكم وعن
كل من فى السموات والارضين ان في ذلك لحكم و مصالح لم يحط بها
علم احد الا الله العالم الخبير ٢٢ قل بذلك اراد تطهير اموالكم و
تقربكم الى مقامات لا يدركها الا من شاء الله انه لهو الفضال
العزيز الكريم ٢٣ يا قوم لا تخونوا في حقوق الله ولا تصرفوا فيها
الا بعد اذنه كذلك قضى الامر فى الالواح وفى هذ اللوح المنيع ٢٤
من خان الله يخان بالعدل والذى عمل بما امر ينزل عليه البركة
من سماء عطاء ربه الفياض المعطى الباذل القديم ٢٥ انه اراد لكم
ما لا تعرفونه اليوم، سوف يعرفه القوم اذا طارت الارواح وطويت
زرابى الافراح كذلك يذكركم من عنده لوح حفيظ ٢٦ قد حضرت
لدى العرش عرائض شتى من الذين آمنوا وسئلوا فيها الله رب ما
يرى وما لا يرى رب العالمين لذا نزلنا اللوح وزيناه بطراز الامر لعل
الناس باحكام ربهم يعملون ٢٧ وكذلك سئلنا من قبل فى
سنين متواليات و امسكنا القلم حكمة من لدنا الى ان حضرت
كتب من انفس معدودات فى تلك الايام لذا اجبناهم بالحق بما
تحيي به القلوب ٢٨ قل يا معشر العلماء لا تزنوا كتاب الله بما
عندكم من القواعد والعلوم انه لقسطاس الحق بين الخلق قد
يوزن ما عند الامم بهذا القسطاس الاعظم وانه بنفسه لو

انتم تعلمون ۔ [٢١٩] تبكي عليكم عين عنايتي لانكم ما عرفتم الذى
دعوتموه فى العشى والاشراق وفى كل اصيل وبكور [٢٢٠] توجهوا يا
قوم بوجوه بيضاء وقلوب نوراء الى البقعة المباركة الحمراء التى
فيها تنادى سدرة المنتهى انه لا اله الا انا المهيمن القيوم [٢٢١]
يا معشر العلماء هل يقدر احد منكم ان يستن معي في ميدان
المكاشفة والعرفان او يجول في مضمار الحكمة والتبيان، لا وربي
الرحمن كل من عليها فانٍ وهذا وجه ربكم العزيز المحبوب [٢٢٢] يا
قوم انا قدرنا العلوم لعرفان المعلوم وانتم احتجبتم بها عن
مشرقها الذى به ظهر كل امر مكنون [٢٢٣] لو عرفتم الافق الذى
منه اشرقت شمس الكلام لنبذتم الانام وما عندهم واقبلتم
الى مقام محمود [٢٢٤] قل هذه سماء فيها كنز ام الكتاب لو انتم
تعقلون [٢٢٥] هذا هو الذى به صاحت الصخرة، ونادت السدرة
على الطور المرتفع على الارض المباركة الملك لله الملك العزيز الودود
[٢٢٦] انا ما دخلنا المدارس وما طالعنا المباحث، اسمعوا ما يدعوكم به
هذا الامي الى الله الابدى انه خير لكم عما كنز فى الارض لو انتم
تفقهون [٢٢٧] ان الذى يأول ما نزل من سماء الوحي ويخرجه عن
الظاهر انه ممن حرف كلمة الله العليا وكان من الاخسرين
في كتاب مبين [٢٢٨] قد كتب عليكم تقليم الاظفار، والدخول في ماء
يحيط هياكلكم في كل اسبوع، وتنظيف ابدانكم بما استعملتموه
من قبل، اياكم ان تمنعكم الغفلة عما امرتم به من لدن عزيز عظيم [٢٢٩]
ادخلوا ماء بكرا والمستعمل منه لا يجوز الدخول فيه [٢٣٠] اياكم ان

تقربوا خزائن حمامات العجم من قصدها وجد رائحتها المنتنة
قبل وروده فيها، تجنبوا يا قوم ولا تكونن من الصاغرين [٢٣١] انه
يشبه بالصديد والغسلين ان انتم من العارفين [٢٣٢] وكذلك
حياضهم المنتنة اتركوها وكونوا من المقدسين [٢٣٣] انا اردنا
ان نراكم مظاهر الفردوس في الارض ليتضوع منكم ما تفرح به
افئدة المقربين [٢٣٤] والذي يصب عليه الماء ويغسل به بدنه
خير له ويكفيه عن الدخول، انه اراد ان يسهل عليكم الامور فضلا
من عنده لتكونوا من الشاكرين [٢٣٥] قد حرم عليكم ازواج ابائكم
انا نستحيي ان نذكر حكم الغلمان، اتقوا الرحمن يا ملأ الامكان ولا
ترتكبوا ما نهيتم عنه في اللوح ولا تكونوا في هيماء الشهوات من
الهائمين [٢٣٦] ليس لاحد ان يحرك لسانه امام الناس اذ يمشي
في الطرق والاسواق بل ينبغي لمن اراد الذكر ان يذكر في مقام
بني لذكر الله او في بيته هذا اقرب بالخلوص والتقوى كذلك
اشرقت شمس الحكم من افق البيان طوبى للعاملين [٢٣٧] قد فرض
لكل نفس كتاب الوصية، وله ان يزين رأسه بالاسم الاعظم
ويعترف فيه بوحدانية الله في مظهر ظهوره ويذكر فيه ما اراد من
المعروف ليشهد له في عوالم الامر والخلق ويكون له كنزا عند ربه
الحافظ الامين [٢٣٨] قد انتهت الاعياد الى العيدين الاعظمين،
اما الاول ايام فيها تجلى الرحمن على من في الامكان باسمائه الحسنى
وصفاته العليا والاخر يوم فيه بعثنا من بشر الناس بهذا الاسم
الذي به قامت الاموات وحشر من في السموات والارضين [٢٣٩]

والآخرين في يومين كذلك قضى الامر من لدن آمر عليم ﴿٢٤٠﴾ طوبى لمن فاز باليوم الاول من شهر البهاء الذي جعله الله لهذا الاسم العظيم ﴿٢٤١﴾ طوبى لمن يظهر فيه نعمة الله على نفسه انه ممن اظهر شكر الله بفعله المدل على فضله الذي احاط العالمين ﴿٢٤٢﴾ قل انه لصدر الشهور و مبدئها وفيه تمر نفحة الحياة على الممكنات، طوبى لمن ادركه بالروح والريحان نشهد انه من الفائزين ﴿٢٤٣﴾ قل ان العيد الاعظم لسلطان الاعياد اذكروا يا قوم نعمة الله عليكم اذ كنتم رقداء ايقظكم من نسمات الوحي وعرفكم سبيله الواضح المستقيم ﴿٢٤٤﴾ اذا مرضتم ارجعوا الى الحذاق من الاطباء انا ما رفعنا الاسباب بل اثبتناها من هذا القلم الذي جعله الله مطلع امره المشرق المنير ﴿٢٤٥﴾ قد كتب الله على كل نفس ان يحضر لدى العرش بما عنده مما لا عدل له، انا عفونا عن ذلك فضلا من لدنا انه لهو المعطي الكريم ﴿٢٤٦﴾ طوبى لمن توجه الى مشرق الاذكار في الاسحار ذاكرا متذكرا مستغفرا، واذا دخل يقعد صامتا لاصغاء آيات الله الملك العزيز الحميد ﴿٢٤٧﴾ قل مشرق الاذكار انه كل بيت بني لذكري في المدن والقرى، كذلك سمي لدى العرش ان انتم من العارفين ﴿٢٤٨﴾ والذين يتلون آيات الرحمن باحسن الالحان اولئك يدركون منها ما لا يعادله ملكوت ملك السموات والارضين و بها يجدون عرف عوالمي التي لا يعرفها اليوم الا من اوتي البصر من هذا المنظر الكريم ﴿٢٤٩﴾ قل انها تجذب القلوب الصافية الى العوالم الروحانية التي لا تعبر بالعبارة ولا تشار بالاشارة طوبى

للسامعين ۲۵۰ انصروا یا قوم اصفیائی الذین قاموا علی ذکری بین خلقی وارتفاع کلمتی فی مملکتی ، اولئك انجم سماء عنایتی و مصابیح هدایتی للخلائق اجمعین ۲۵۱ والذی یتکلم بغیر ما نزل فی الواحی انه لیس منّی ، ایاکم ان تتبعوا کل مدع اثیم ۲۵۲ قد زینت الالواح بطراز ختم فالق الاصباح الذی ینطق بین السموات والارضین ، تمسکوا بالعروة الوثقی وحبل امری المحکم المتین ۲۵۳ قد اذن الله لمن اراد ان یتعلم الالسنة المختلفة لیبلغ امر الله شرق الارض وغربها ویذکره بین الدول والملل علی شان تنجذب به الافئدة ویحیی به کل عظم رمیم ۲۵۴ لیس للعاقل ان یشرب ما یذهب به العقل ، وله ان یعمل ما ینبغی للانسان لا ما یرتکبه کل غافل مریب ۲۵۵ زینوا رؤسکم باکلیل الامانة والوفاء وقلوبکم برداء التقوی والسنتکم بالصدق الخالص و هیاکلکم بطراز الآداب کل ذلك من سجیة الانسان لو انتم من المتبصرین ۲۵۶ یا اهل البهاء تمسکوا بحبل العبودیة لله الحق بها تظهر مقاماتکم وتثبت اسمائکم وترتفع مراتبکم واذکارکم فی لوح حفیظ ایاکم ان یمنعکم من علی الارض عن هذا المقام العزیز الرفیع ۲۵۷ قد وصیناکم بها فی اکثر الالواح وفی هذا اللوح الذی لاح من افقه نیر احکام ربکم المقتدر الحکیم ۲۵۸ اذا غیض بحر الوصال وقضی کتاب المبدء فی المآل توجهوا الی من اراده الله الذی انشعب من هذا الاصل القدیم ۲۵۹ فانظروا فی الناس وقلة عقولهم یطلبون ما یضرهم ویترکون ما ینفعهم الا انهم من الهائمین ۲۶۰ انا نری بعض الناس ارادوا الحریة ویفتخرون بها اولئك فی جهل مبین ، ان الحریة تنتهی

عواقبها الى الفتنة التى لا تخمد نارها كذلك يخبركم المحصى العليم
۲۶۱ فاعلموا ان مطالع الحرية ومظاهرها هي الحيوان، وللانسان ينبغى
ان يكون تحت سنن تحفظه عن جهل نفسه وضر الماكرين ۲۶۲ ان
الحرية تخرج الانسان عن شوؤن الادب والوقار وتجعله من الارذلين
۲۶۳ فانظروا الخلق كالاغنام لا بد لها من راع ليحفظها ان هذا الحق
يقين، انا نصدقها في بعض المقامات دون الاخر انا كنا عالمين
۲۶۴ قل الحرية في اتباع اوامري لو انتم من العارفين ۲۶۵ لو اتبع الناس
ما نزلناه لهم من سماء الوحي ليجدن انفسهم في حرية بحتة طوبى لمن
عرف مراد الله فيما نزل من سماء مشيئته المهيمنة على العالمين ۲۶۶ قل
الحرية التى تنفعكم انها فى العبودية لله الحق والذى وجد حلاوتها لا
يبدلها بملكوت ملك السموات والارضين ۲۶۷ حرم عليكم السؤال
فى البيان، عفا الله عن ذلك لتسئلوا ما تحتاج به انفسكم لا ما تكلم
به رجال قبلكم اتقوا الله وكونوا من المتقين ۲۶۸ اسئلوا ما ينفعكم في
امر الله وسلطانه قد فتح باب الفضل على من فى السموات والارضين
۲۶۹ ان عدة الشهور تسعة عشر شهرا في كتاب الله قد زين اولها بهذا
الاسم المهيمن على العالمين ۲۷۰ قد حكم الله دفن الاموات فى البلور
والاحجار الممتنعة او الاخشاب الصلبة اللطيفة ووضع الخواتيم
المنقوشة في اصابعهم انه هو المقتدر العليم ۲۷۱ يكتب للرجال، و
لله ما فى السموات والارض وما بينهما وكان الله بكل شئ عليما
۲۷۲ وللورقات، ولله ملك السموات والارض وما بينهما وكان الله
على كل شئ قديرا ۲۷۳ هذا ما نزل من قبل وينادى نقطة البيان ويقول

يا محبوب الامكان انطق في هذا المقام بما تتضوّع به نفحات الطاف بين العالمين ٢٧٤ ❊ انا اخبرنا الكل بان لا يجادل بكلمة منك ما نزل في البيان انك انت المقتدر على ما تشاء لا تمنع عبادك عن فيوضات بحر رحمتك انك انت ذو الفضل العظيم ٢٧٥ ❊ قد استجبنا ما اراده انه هو المحبوب المجيب ٢٧٦ ❊ لو ينقش عليها ما نزل في الحين من لدى الله انه خير لهم ولهن انا كنا حاكمين ٢٧٧ ❊ قد بدئت من الله و رجعت اليه منقطعا عما سواه و متمسكا باسمه الرحمن الرحيم ٢٧٨ ❊ كذلك يختص الله ما يشاء بفضل من عنده انه هو المقتدر القدير ٢٧٩ ❊ وان تكفنوه في خمسة اثواب من الحرير او القطن، من لم يستطع يكتفي بواحدة منهما كذلك قضى الامر من لدن عليم خبير ٢٨٠ ❊ حرم عليكم نقل الميت ازيد من مسافة ساعة من المدينة ادفنوه بالروح والريحان في مكان قريبا ٢٨١ ❊ قد رفع الله ما حكم به البيان في تحديد الاسفار انه هو المختار يفعل ما يشاء ويحكم ما يريد ٢٨٢ ❊ يا ملأ الانشاء اسمعوا نداء مالك الاسماء انه يناديكم من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا المقتدر المتكبر المتسخر المتعالي العليم الحكيم، انه لا اله الا هو المقتدر على العالمين لو يشاء يأخذ العالم بكلمة من عنده، اياكم ان تتوقفوا في هذا الامر الذى خضع له الملأ الاعلى واهل مدائن الاسماء اتقوا الله ولا تكونن من المحتجبين ٢٨٣ ❊ احرقوا الحجبات بنار حبي والسبحات بهذا الاسم الذى به سخرنا العالمين ٢٨٤ ❊ وارفعن البيتين في المقامين والمقامات التى فيها استقر عرش ربكم الرحمن كذلك يأمركم مولى العارفين ٢٨٥ ❊ اياكم ان تمنعكم شئونات الارض عما امرتم به من لدن قوى امين،

كونوا مظاهر الاستقامة بين البرية على شان لا تمنعكم شبهات الذين كفروا بالله اذ ظهر بسلطان عظيم ۲۸٦ ایاکم ان یمنعکم ما نزل فی الکتاب عن هذا الکتاب الذی ینطق بالحق انه لا اله الا انا العزیز الحمید ۲۸۷ انظروا بعین الانصاف الی من اتی من سماء المشیئة و الاقتدار ولا تکونن من الظالمین ۲۸۸ ثم اذکروا ما جری من قلم مبشری فی ذکر هذا الظهور وما ارتکبه اولوا الطغیان فی ایامه الا انهم من الاخسرین، قال ان ادرکتم ما نظهره انتم من فضل الله تسئلون لیمنّ علیکم باستوائه علی سرائرکم فان ذلک عز ممتنع منیع ان یشرب کاس ماء عندکم اعظم من ان تشربن کل نفس ماء وجوده بل کل شیٔ یا عبادی تدرکون هذا ما نزل من عنده ذکرا لنفسی لو انتم تعلمون ۲۸۹ والذی تفکر فی هذه الایات واطلع بما ستر فیهن من اللئالی المخزونة تالله انه یجد عرف الرحمن من شطر السجن ویسرع بقلبه الیه باشتیاق لا تمنعه جنود السموات والارضین ۲۹۰ قل هذا لظهور یطوف حوله الحجة والبرهان کذلک انزله الرحمن ان انتم من المنصفین ۲۹۱ قل هذا روح الکتب قد نفخ به فی القلم الاعلی وانصعق من فی الانشاء الا من اخذته نفحات رحمتی وفوحات الطافی المهیمنة علی العالمین ۲۹۲ یا ملأ البیان اتقوا الرحمن ثم انظروا ما انزله فی مقام اخر، قال انما القبلة من یظهره الله متی ینقلب تنقلب الی ان یستقر کذلک نزل من لدن مالک القدر اذ اراد ذکر هذا المنظر الاکبر تفکروا یا قوم ولا تکونن من الهائمین ۲۹۳ لو تنکرونه باهوائکم الی ایة قبلة تتوجهون یا معشر الغافلین، تفکروا فی هذه الایة ثم انصفوا بالله

لعل تجدون لئالی الاسرار من البحر الذی تموج باسمی العزیز المنیع ۲۹۴ * لیس لاحد ان یتمسک الیوم الا بما ظهر فی هذا الظهور، هذا حکم الله من قبل و من بعد و به زین صحف الاولین ۲۹۵ * هذا ذکر الله من قبل و من بعد قد طرز به دیباج کتاب الوجود ان انتم من الشاعرین ۲۹۶ * هذا امر الله من قبل و من بعد ایاکم ان تکونوا من الصاغرین ۲۹۷ * لا یغنیکم الیوم شیء و لیس لاحد مهرب الا الله العلیم الحکیم ۲۹۸ * من عرفنی فقد عرف المقصود، من توجه الیّ قد توجه الی المعبود کذلک فصل فی الکتاب و قضی الامر من لدی الله رب العالمین ۲۹۹ * من یقرأ آیة من آیاتی لخیر له من یقرأ کتب الاولین والاخرین هذا بیان الرحمن ان انتم من السامعین ۳۰۰ * قل هذا حق العلم لو انتم من العارفین ۳۰۱ * ثم انظروا ما نزل فی مقام آخر لعل تدعون ما عندکم مقبلین الی الله رب العالمین، قال لا یحل الاقتران ان لم یکن فی البیان و ان یدخل من احد یحرم علی الاخر ما یملک من عنده الا و ان یرجع ذلک بعد ان یرفع امر من یظهر بالحق او ما قد ظهر بالعدل و قبل ذلک فلتتقربن لعلکم بذلک امر الله ترفعون، کذلک تغردت الورقاء علی الافنان فی ذکر ربها الرحمن طوبی للسامعین ۳۰۲ * یا ملأ البیان اقسمکم بربکم الرحمن بان تنظروا فیما نزل بالحق بعین الانصاف و لا تکونن من الذین یرون برهان الله و ینکرونه الا انهم من الهالکین ۳۰۳ * قد صرح نقطة البیان فی هذه الآیة بارتفاع امری قبل امره یشهد بذلک کل منصف علیم، کما ترونه الیوم انه ارتفع علی شان لا ینکره الا الذین سکرت ابصارهم

فی الاولی وفی الاخری لهم عذاب مهین ٣٠٤ قل تالله انی لمحبوبه
والآن یسمع ما ینزل من سماء الوحی وینوح بما ارتکبتم فی ایامه
خافوا الله ولا تکونن من المعتدین ٣٠٥ قل یا قوم ان لن تؤمنوا به لا
تعترضوا علیه تالله یکفی ما اجتمع علیه من جنود الظالمین ٣٠٦
انه قد انزل بعض الاحکام لئلا یتحرک القلم الاعلی فی هذا الظهور
الاعلی ذکر مقاماته العلیا ومنظره الاسنی وانا لما اردنا الفضل
فصلناها بالحق وخففنا ما اردناه لکم انه لهو الفضال الکریم ٣٠٧ قد
اخبرکم من قبل بما ینطق به هذا الذکر الحکیم، قال وقوله الحق انه
ینطق فی کل شان انه لا اله الا انا الفرد الواحد العلیم الخبیر ٣٠٨ هذا
مقام خصه الله لهذا الظهور الممتنع البدیع ٣٠٩ هذا من فضل الله
ان انتم من العارفین ٣١٠ هذا من امره المبرم واسمه الاعظم و
کلمته العلیا ومطلع اسمائه الحسنی لو انتم من العالمین ٣١١ بل به
تظهر المطالع والمشارق تفکروا یا قوم فیما نزل بالحق وتدبروا فیه
ولا تکونن من المعتدین ٣١٢ عاشروا مع الادیان بالروح والریحان
لیجدوا منکم عرف الرحمان ایاکم ان تاخذکم حمیة الجاهلیة
بین البریة کل بدء من الله ویعود الیه انه لمبدء الخلق ومرجع
العالمین ٣١٣ ایاکم ان تدخلوا بیتاً عند فقدان صاحبه الا بعد اذنه
تمسکوا بالمعروف فی کل الاحوال ولا تکونن من الغافلین ٣١٤
قد کتب علیکم تزکیة الاقوات وما دونها بالزکوة هذا ما حکم به
منزل الآیات فی هذا الرق المنیع، سوف نفصل لکم نصابها اذا
شاء الله واراد انه یفصل ما یشاء بعلم من عنده انه لهو العلام

الحکیم ﴿۳۱۵﴾ لا یحل السؤال، و من سئل حرم علیه العطاء، قد کتب علی الکل ان یکسب والذی عجز فللوکلاء والاغنیاء ان یعینوا له ما یکفیه، اعملوا حدود الله و سننه ثم احفظوها کما تحفظون اعینکم ولا تکونن من الخاسرین ﴿۳۱۶﴾ قد منعتم فی الکتاب عن الجدال والنزاع والضرب و امثالها عما تحزن به الافئدة و القلوب من یحزن احدا فله ان ینفق تسعة عشر مثقالا من الذهب هذا ما حکم به مولی العالمین ﴿۳۱۷﴾ انه قد عفا ذلک عنکم فی هذا الظهور ویوصیکم بالبر والتقوی امرا من عنده فی هذا اللوح المنیر ﴿۳۱۸﴾ لا ترضوا لاحد مالا ترضونه لانفسکم اتقوا الله ولا تکونن من المتکبرین ﴿۳۱۹﴾ کلکم خلقتم من الماء و ترجعون الی التراب تفکروا فی عواقبکم ولا تکونن من الظالمین ﴿۳۲۰﴾ اسمعوا ما تتلو السدرة علیکم من آیات الله انها لقسطاس الهدی من الله رب الآخرة والاولی وبها تطیر النفوس الی مطلع الوحی و تستضیء افئدة المقبلین ﴿۳۲۱﴾ تلک حدود الله قد فرضت علیکم، و تلک اوامر الله قد امرتم بها فی اللوح اعملوا بالروح والریحان هذا خیر لکم ان انتم من العارفین ﴿۳۲۲﴾ اتلوا آیات الله فی کل صباح ومساء ان الذی لم یتل لم یوف بعهد الله ومیثاقه والذی اعرض عنها الیوم انه ممن اعرض عن الله فی ازل الازال اتقن الله یا عبادی کلکم اجمعون ﴿۳۲۳﴾ لا تغرنکم کثرة القرأة والاعمال فی اللیل والنهار لو یقرأ احد آیة من الآیات بالروح والریحان خیر له من ان یتلو بالکسالة صحف الله المهیمن القیوم ﴿۳۲۴﴾ اتلوا آیات الله علی قدر لا تأخذکم الکسالة والاحزان ولا

تحملوا على الارواح ما يكسلها ويثقلها، بل ما يخففها لتطير باجنحة الايات الى مطلع البينات هذا اقرب الى الله لو انتم تعقلون ❊ ۳۲۵ علموا ذرياتكم ما نزل من سماء العظمة والاقتدار ليقرؤا الواح الرحمن باحسن الالحان فى الغرف المبنية فى مشارق الاذكار ❊ ۳۲۶ ان الذى اخذه جذب محبة اسمى الرحمن انه يقرأ آيات الله على شان تنجذب به افئدة الراقدين ❊ ۳۲۷ هنيئاً لمن شرب رحيق الحيوان من بيان ربه الرحمن بهذا الاسم الذى به نسف كل جبل باذخ رفيع ❊ ۳۲۸ كتب عليكم تجديد اسباب البيت بعد انقضاء تسع عشرة سنة كذلك قضى الامر من لدن عليم خبير، انه اراد تلطيفكم وما عندكم اتقوا الله ولا تكونن من الغافلين ❊ ۳۲۹ والذى لم يستطع عفا الله عنه انه هو الغفور الكريم ❊ ۳۳۰ اغسلوا ارجلكم كل يوم فى الصيف وفى الشتاء كل ثلاثة ايام مرة واحدة، ومن اغتاظ عليكم قابلوه بالرفق والذى زجركم لا تزجروه دعوه بنفسه وتوكلوا على الله المنتقم العادل القدير ❊ ۳۳۱ قد منعتم عن الارتقاء الى المنابر من اراد ان يتلو عليكم آيات ربه فليقعد على الكرسى الموضوع على السرير ويذكر الله ربه ورب العالمين ❊ ۳۳۲ قد احب الله جلوسكم على السرائر والكراسى لعز ما عندكم من حب الله ومطلع امره المشرق المنير ❊ ۳۳۳ حرم عليكم الميسر والافيون اجتنبوا يا معشر الخلق ولا تكونن من المتجاوزين ❊ ۳۳۴ اياكم ان تستعملوا ما تكسل به هياكلكم ويضر ابدانكم، انا ما اردنا لكم الا ما ينفعكم يشهد بذلك كل الاشياء لو انتم تسمعون ❊ ۳۳۵ اذا دعيتم الى الولائم والعزائم اجيبوا

بالفرح والانبساط والذى وفى بالوعد انه أمن من الوعيد ، هذا يوم فيه فصل كل امر حكيم ٭ ٣٣٦ قد ظهر سر التنكيس لرمز الرئيس طوبى لمن ايده الله على الاقرار بالستة التى ارتفعت بهذا الالف القائمة الا انه من المخلصين ٭ ٣٣٧ كم من ناسك اعرض وكم من تارك اقبل وقال لك الحمد يا مقصود العالمين ٭ ٣٣٨ ان الامر بيد الله يعطى من يشاء ما يشاء ، ويمنع عمن يشاء ما اراد ، يعلم خافية القلوب وما يتحرك به اعين اللامزين ٭ ٣٣٩ كم من غافل اقبل بالخلوص اقعدناه على سرير القبول ، وكم من عاقل رجعناه الى النار عدلا من عندنا انا كنا حاكمين ٭ ٣٤٠ انه لمظهر يفعل الله ما يشاء والمستقر على عرش يحكم ما يريد ٭ ٣٤١ طوبى لمن وجد عرف المعانى من اثر هذا القلم الذى اذا تحرك فاحت نسمة الله فيما سواه واذا توقف ظهرت كينونة الاطمئنان فى الامكان تعالى الرحمن مظهر هذا الفضل العظيم ٭ ٣٤٢ قل بما حمل الظلم ظهر العدل فيما سواه وبما قبل الذلة لاح عز الله بين العالمين ٭ ٣٤٣ حرم عليكم حمل آلات الحرب الا حين الضرورة واُحل لكم لبس الحرير ٭ ٣٤٤ قد رفع الله عنكم حكم الحد فى اللباس و اللحى فضلا من عنده انه هو الامر العليم ، اعملوا ما لا تنكره العقول المستقيمة ، ولا تجعلوا انفسكم ملعب الجاهلين ، طوبى لمن تزين بطراز الاداب والاخلاق انه ممن نصر ربه بالعمل الواضح المبين ٭ ٣٤٥ عمروا ديار الله وبلاده ثم اذكروه فيها بترنمات المقربين ، انما تعمر القلوب باللسان كما تعمر البيوت والديار باليد واسباب اخر قد قدرنا لكل شئ سببا من عندنا تمسكوا به وتوكلوا على الحكيم

الخبير ۳۴۶ طوبى لمن اقر بالله وآياته واعترف بانه لا يسئل عما يفعل هذه كلمة قد جعلها الله طراز العقائد واصلها وبها يقبل عمل العاملين ۳۴۷ اجعلوا هذه الكلمة نصب عيونكم لئلا تزلكم اشارات المعرضين ۳۴۸ لو يحل ما حرم في ازل الآزال او بالعكس ليس لاحد ان يعترض عليه والذى توقف في اقل من آن انه من المعتدين ۳۴۹ والذى ما فاز بهذا الاصل الاسنى والمقام الاعلى تحركه ارياح الشبهات وتقلبه مقالات المشركين ۳۵۰ من فاز بهذا الاصل قد فاز بالاستقامة الكبرى، حبذا هذا المقام الابهى الذى يذكره زين كل لوح منيع، كذلك يعلمكم الله ما يخلصكم عن الريب و الحيرة وينجيكم فى الدنيا والاخرة انه هو الغفور الكريم ۳۵۱ هو الذى ارسل الرسل وانزل الكتب الا انه لا اله الا انا العزيز الحكيم ۳۵۲ يا ارض الكاف والراء انا نراك على ما لا يحبه الله ونرى منك ما لا اطلع به احد الا الله العليم الخبير، ونجد ما يمر منك فى سر السر عندنا علم كل شئ فى لوح مبين ۳۵۳ لا تحزنى بذلك سوف يظهر الله فيك أولى بأس شديد يذكروننى باستقامة لا تمنعهم اشارات العلماء ولا تحجبهم شبهات المريبين، اولئك ينظرون الله باعينهم وينصرونه بانفسهم الا انهم من الراسخين ۳۵۴ يا معشر العلماء لما نزلت الآيات وظهرت البينات رأيناكم خلف الحجبات ان هذا الا شئ عجاب ۳۵۵ قد افتخرتم باسمى وغفلتم عن نفسى اذ اتى الرحمن بالحجة والبرهان، انا خرقنا الاحجاب اياكم ان تحجبوا الناس بحجاب آخر، كسروا سلاسل الاوهام باسم مالك الانام ولا تكونن من الخادعين ۳۵۶ اذا اقبلتم الى

الله ودخلتم هذا الامر لا تفسدوا فيه ولا تقيسوا كتاب الله با هوائكم هذا
نصح الله من قبل ومن بعد يشهد بذلك شهداء الله واصفيائه انا كل له
شاهدون ۳۵۷ اذكروا الشيخ الذى سمى بمحمد قبل حسن وكان من اعلم
العلماء فى عصره لما ظهر الحق اعرض عنه هو وامثاله واقبل الى الله من ينقى
القمح والشعير، وكان يكتب على زعمه احكام الله فى الليل والنهار و
لما اتى المختار ما نفعه حرف منها لو نفعه لم يعرض عن وجه به انارت
وجوه المقربين ۳۵۸ لو آمنتم بالله حين ظهوره ما اعرض عنه الناس وما
ورد علينا ما ترونه اليوم اتقوا الله ولا تكونن من الغافلين ۳۵۹
اياكم ان تمنعكم الاسماء عن مالكها او يحجبكم ذكر عن هذا الذكر الحكيم
۳۶۰ استعيذوا بالله يا معشر العلماء ولا تجعلوا انفسكم حجابا بينى و
بين خلقى كذلك يعظكم الله ويامركم بالعدل لئلا تحبط اعمالكم وانتم
غافلون ۳۶۱ ان الذى اعرض عن هذا الامر هل يقدر ان يثبت حقا فى
الابداع، لا ومالك الاختراع ولكن الناس فى حجاب مبين ۳۶۲ قل
به اشرقت شمس الحجة ولاح نير البرهان لمن فى الامكان اتقوا الله
يا اولى الابصار ولا تنكرون ۳۶۳ اياكم ان يمنعكم ذكر النبى عن هذا النبأ
الاعظم او الولاية عن ولاية الله المهيمنة على العالمين ۳۶۴ قد خلق
كل اسم بقوله وعلق كل امر بامره المبرم العزيز البديع ۳۶۵ قل هذا يوم
الله لا يذكر فيه الا نفسه المهيمنة على العالمين ۳۶۶ هذا امر اضطرب
منه ما عندكم من الاوهام والتماثيل ۳۶۷ قد نرى منكم من يأخذ الكتاب
ويستدل به على الله كما استدل كل ملة بكتابها على الله المهيمن القيوم
قل تالله الحق لا تغنيكم اليوم كتب العالم ولا ما فيه من الصحف الا

بهذا الكتاب الذى ينطق في قطب الابداع انه لا اله الا انا العليم الحكيم
٣٦٨ يا معشر العلماء اياكم ان تكونوا سبب الاختلاف فى الاطراف كما كنتم
علة الاعراض في اول الامر اجمعوا الناس على هذه الكلمة التي بها
صاحت الحصاة الملك لله مطلع الآيات كذلك يعظكم الله فضلا من
عنده انه هو الغفور الكريم ٣٦٩ اذكروا الكريم اذ دعوناه الى الله انه
استكبر بما اتبع هواه بعد اذ ارسلنا اليه ما قرت به عين البرهان فى
الامكان و تمت حجة الله على من فى السموات والارضين ٣٧٠ انا امرناه
بالاقبال فضلا من الغنى المتعال انه ولّى مدبرا الى ان اخذته زبانية
العذاب عدلا من الله انا كنا شاهدين ٣٧١ اخرقن الاحجاب على شأن
يسمع اهل الملكوت صوت خرقها هذا امر الله من قبل و من بعد طوبى
لمن عمل بما امر و ويل للتاركين ٣٧٢ انا ما اردنا فى الملك الا ظهور الله و
سلطانه وكفى بالله عليّ شهيدا ٣٧٣ انا ما اردنا فى الملكوت الا علو امر الله
وثنائه وكفى بالله عليّ وكيلا ٣٧٤ انا ما اردنا فى الجبروت الا ذكر الله
وما نزل من عنده وكفى بالله معينا ٣٧٥ طوبى لكم يا معشر العلماء فى
البهاء، تالله انتم امواج البحر الاعظم وانجم سماء الفضل والوية النصر
بين السموات والارضين، انتم مطالع الاستقامة بين البرية و
مشارق البيان لمن فى الامكان طوبى لمن اقبل اليكم وبل للمعرضين
٣٧٦ ينبغى اليوم لمن شرب رحيق الحيوان من يد الطاف ربه الرحمن
ان يكون نباضا كالشريان في جسد الامكان ليتحرك به العالم و
كل عظم رميم ٣٧٧ يا اهل الانشاء اذا طارت الورقاء عن ايك الثناء
وقصدت المقصد الاقصى الاخفى ارجعوا ما لا عرفتموه من الكتاب

الی الفرع المنشعب من هذا الاصل القویم ﴿۳۷۸﴾ یا قلم الاعلی تحرك علی اللوح باذن ربك فاطر السماء ثم اذکر اذ اراد مطلع التوحید مکتب التجرید لعل الاحرار یطلعن علی قدر سم الابرة بما هو خلف الاستار من اسرار ربك العزیز العلام ﴿۳۷۹﴾ قل انا دخلنا مکتب المعانی والتبیان حین غفلة من فی الامکان، وشاهدنا ما انزله الرحمن، وقبلنا ما اهداه لی من آیات الله المهیمن القیوم، وسمعنا ما شهد به فی اللوح انا کنا شاهدین، واجبناه بامر من عندنا انا کنا آمرین ﴿۳۸۰﴾ یا ملأ البیان انا دخلنا مکتب الله اذ انتم راقدون، ولاحظنا اللوح اذ انتم نائمون تالله الحق قد قرأناه قبل نزوله وانتم غافلون ﴿۳۸۱﴾ قد احطنا الکتاب اذ کنتم فی الاصلاب، هذا ذکری علی قدرکم لا علی قدر الله یشهد بذلك ما فی علم الله لو انتم تعرفون، ویشهد بذلك لسان الله لو انتم تفقهون، تالله لو نکشف الحجاب انتم تنصعقون ﴿۳۸۲﴾ ایاکم ان تجادلوا فی الله وامره انه ظهر علی شان احاط ما کان وما یکون ﴿۳۸۳﴾ لو نتکلم فی هذا المقام بلسان اهل الملکوت لنقول، قد خلق الله ذلك المکتب قبل خلق السموات والارض، ودخلنا فیه قبل ان یقترن الکاف برکنها النون ﴿۳۸۴﴾ هذا لسان عبادی فی ملکوتی تفکروا فیما ینطق به لسان اهل جبروتی بما علمناهم علما من لدنا وما کان مستورا فی علم الله وما ینطق به لسان العظمة والاقتدار فی مقامه المحمود ﴿۳۸۵﴾ لیس هذا امر تلعبون به باوهامکم ولیس هذا مقام یدخل فیه کل جبان موهوم ﴿۳۸۶﴾ تالله هذا مضمار المکاشفة والانقطاع ومیدان المشاهدة والارتفاع، لا یجول فیه الا فوارس

الرحمن الذین نبذوا الامکان اولئک انصار الله فی الارض ومشارق الاقتدار بین العاملین ۞۳۸۷ ایاکم ان یمنعکم ما فی البیان عن ربکم الرحمن، تالله انه قد نزل لذکری لو انتم تعرفون ۞۳۸۸ لا یجد منه المخلصون الا عرف حبی واسمی المهیمن علی کل شاهد و مشهود ۞۳۸۹ قل یا قوم توجهوا الی ما نزل من قلمی الاعلی ان وجدتم منه عرف الله لا تعترضوا علیه، ولا تمنعوا انفسکم عن فضل الله والطافه کذلک ینصحکم الله انه لهو الناصح العلیم ۞۳۹۰ ما لا عرفتموه من البیان فاسئلوا الله ربکم ورب آبائکم الاولین ۞۳۹۱ انه لو یشاء یبین لکم ما نزل فیه وما ستر فی بحر کلماته من لئالی العلم و الحکمة، انه لهو المهیمن علی الاسماء لا اله الا هو المهیمن القیوم ۞۳۹۲ قد اضطرب النظم من هذا النظم الاعظم، واختلف الترتیب بهذا البدیع الذی ما شهدت عین الابداع شبهه، اغتمسوا فی بحر بیانی لعل تطلعون بما فیه من لئالی الحکمة و الاسرار ۞۳۹۳ ایاکم ان توقفوا فی هذا الامر الذی به ظهرت سلطنة الله واقتداره، اسرعوا الیه بوجوه بیضاء هذا دین الله من قبل و من بعد، من اراد فلیقبل و من لم یرد فان الله لغنیّ عن العالمین ۞۳۹۴ قل هذا القسطاس الهدی لمن فی السموات والارض والبرهان الاعظم لو انتم تعرفون ۞۳۹۵ قل به ثبتت کل حجة فی الاعصار لو انتم توقنون، قل به استغنی کل فقیر وتعلم کل عالم وعرج من اراد الصعود الی الله، ایاکم ان تختلفوا فیه، کونوا کالجبال الرواسخ فی امر ربکم العزیز الودود ۞۳۹۶ قل یا مطلع الاعراض دع

الاغماض ثم انطق بالحق بين الخلق، تالله قد جرت دموعي على خدودي بما اراك مقبلا الى هواك ومعرضا عمن خلقك وسوّاك، اذكر فضل مولاك اذ ربيناك في الليالي والايام لخدمة الامر اتق الله وكن من التائبين ۳۹۷ هبني اشتبه على الناس امرك، هل يشتبه على نفسك، خف عن الله ثم اذكر اذ كنت قائما لدى العرش و كتبت ما القيناك من آيات الله المهيمن المقتدر القدير ۳۹۸ اياك ان تمنعك الحمية عن شطر الاحدية توجه اليه و لا تخف من اعمالك انه يغفر من يشاء بفضل من عنده لا اله الا هو الغفور الكريم ۳۹۹ انما ننصحك لوجه الله ان اقبلت فلنفسك وان اعرضت ان ربك غنيّ عنك وعن الذين اتبعوك بوهم مبين ۴۰۰ قد اخذ الله من اغواك فارجع اليه خاضعا خاشعا متذللا انه يكفر عنك سيئاتك ان ربك لهو التواب العزيز الرحيم ۴۰۱ هذا نصح الله لو انت من السامعين، هذا فضل الله لو انت من المقبلين، هذا ذكر الله لو انت من الشاعرين، هذا كنز الله لو انت من العارفين ۴۰۲ هذا كتاب اصبح مصباح القدم للعالم وصراطه الاقوم بين العالمين ۴۰۳ قل انه لمطلع علم الله لو انتم تعلمون، ومشرق اوامر الله لو انتم تعرفون ۴۰۴ لا تحملوا على الحيوان ما يعجز عن حمله انا نهيناكم عن ذلك نهيا عظيما في الكتاب، كونوا مظاهر العدل والانصاف بين السموات والارضين ۴۰۵ من قتل نفسا خطأ فله دية مسلمة الى اهلها وهي مائة مثقال من الذهب اعملوا

بما امرتم به في اللوح ولا تكونن من المتجا وزين ۴۰۶ يا اهل المجالس في البلاد اختاروا لغة من اللغات ليتكلم بها من على الارض وكذلك من الخطوط، ان الله يبين لكم ما ينفعكم ويغنيكم عن دونكم انه لهو الفضال العليم الخبير ۴۰۷ هذا سبب الاتحاد لو انتم تعلمون، والعلة الكبرى للاتفاق والتمدن لو انتم تشعرون ۴۰۸ انا جعلنا الامر بن علامتين لبلوغ العالم الاول وهو الاس الاعظم نزلناه في الواح اخرى والثانى نزل في هذا اللوح البديع ۴۰۹ قد حرم عليكم شرب الافيون انا نهيناكم عن ذلك نهيا عظيما في الكتاب والذى شرب انه ليس منى اتقوا الله يا اولى الالباب ۔

تمت

---

نوٹ ۔ یاد رہے، کہ اقدس کی عبارات میں قارئین کی سہولت کی خاطر جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہم نے دیئے ہیں ۔ اصل کتاب میں عبارت مسلسل ہے یعنی نمبر موجود نہیں ہیں ۔

# فصل پنجم

## بہائیوں کی شریعت "اقدس" کا اردو ترجمہ!

ذیل میں بہائی شریعت کا ترجمہ لکھا جاتا ہے جس طرح اصل کتاب میں سہولت کی خاطر نمبر لگا دیئے ہیں۔ اسیطرح ترجمہ بھی نمبروار کیا گیا ہے جس جس جگہ ترجمہ میں ابہام نظر آتا ہے اس کا باعث محض جناب بہاء اللہ کی فارسی نما عربی ہے یا اس کا موجب ان کی غلط عبارت یا غلط ترکیب ہے۔ ہم نے اصل الفاظ کو مدنظر رکھکر بہترین با محاورہ ترجمہ کیا ہے:۔

۱ حاکم ماکان وما یکون خدا کے نام سے تحقیق پہلی چیز جو اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہے۔ وہ اپنی وحی کے اس مشرق اور اپنے امر کے اس مطلع کی معرفت ہے جس کا مقام عالم امر و خلق میں تھا جسکو اس میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ اسے سب بھلائی مل گئی۔ اور جو اس سے روکا گیا وہ گمراہوں میں سے ہے۔ خواہ کتنے اعمال بجالائے۔ ۲ جب تم اس روشن مقام اور افق بلند کو پالو، تو چاہیئے کہ ہر انسان اس حکم کی پیروی کرے جو اسے مقصود سے ملا ہے۔ کیونکہ وہ دونوں اکٹھے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں ہو سکتا۔ یہ مطلع الالہام کا حکم ہے۔ ۳ جن لوگوں کو اللہ کی جانب سے بینائی دی گئی ہے۔ وہ اللہ کی مقررہ سزاؤں کو نظام عالم اور حفاظت اقوام کا سبب اعظم سمجھتے ہیں۔ جو اس سے غافل ہے وہ احمق اور کمینہ ہے۔ ۴ ہم نے تم کو نفس اور خواہش کی حدود توڑنے کا حکم دیا ہے نہ جو کہ قلم اعلیٰ سے لکھا گیا تحقیق وہ تمام مخلوق کے لئے زندگی کی روح ہے۔ ۵ حکمت اور بیان کے سمندر موجزن ہیں بسبب اس کے کہ خدائے رحمٰن کی روح جوش میں ہے۔ اے عقلمندو! غنیمت جانو۔ البتہ وہ لوگ جنہوں نے احکام الٰہی کے بارے میں اس کے عہد کو توڑ دیا اور اپنی ایڑیوں پر پھر گئے۔ وہ غنی اور برتر خدا کے نزدیک گمراہوں میں سے ہیں۔ ۶ اے زمین کے سردارو! جان لو کہ میرے احکام میرے بندوں کے درمیان میری عنایت کے چراغ ہیں۔ اور میری مخلوق کے لئے میری رحمت کی

# فصل ششم

## اسلامی شریعت اور بہائی شریعت میں موازنہ

**کیا قرآن مجید سے "اقدس" کا موازنہ ہو سکتا ہے؟**

تیرہ[۱۳] صدیاں گذریں کہ خدائے ذو الجلال نے قرآن مجید کو اکمل شریعت، افصح کتاب، اور ساری نسلِ انسانی کیلئے بہترین دستور العمل کے طور پر نازل فرمایا۔ ساتھ ہی اپنے اس زندہ جاوید کلام کے متعلق اس قادرِ مطلق نے اعلان کر دیا کہ :-

"قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۟"[۵]

اگر سب انسان خورد و کلاں، مشرقی و مغربی ملکر بھی اس کی نظیر بنانا چاہیں تو ہرگز نہ بنا سکیں گے۔"

اس تحدی اور چیلنج کی وجہ اگلی آیت میں یوں بیان فرمائی :-

"وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰۤى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۟"

کہ ہم نے اس قرآن میں سب انسانوں کی تمام ضروریات کیلئے اعلیٰ تعلیمات بوضاحت ذکر کر دی ہیں۔ اب اس شریعت سے اعراض یا انکار محض کفرانِ نعمت ہے جس میں بہت سے لوگ مبتلا ہیں۔"

قرآن مجید کا یہ چیلنج اسکی بے نظیر فصاحت و بلاغت، اسکے عدیم المثال معارف و حقائق، اسکی لاثانی روحانی، اخلاقی، تمدنی اور سیاسی تعلیمات، اسکے فوق العادت اثرات و ثمرات، غرض ہر پہلو سے ہر زمانہ میں لاجواب رہا ہے۔ اور رہتی دنیا تک لاجواب رہیگا۔ وہ ایک تنہا قانون اور ہمہ گیر شریعت ہے۔

---

[۵] الاسراء آیت ۸۸

قرآن مجید کے چیلنج کو باطل ثابت کرنے کے لئے ہر زمانہ میں ناکام کوششیں ہوتی رہی ہیں۔ مسیلمہ کذاب سے لیکر بہاء اللہ تک لوگ اپنے اپنے وقت میں خدا کے چاند پر تھوکنے کا ارادہ کرتے رہے ہیں۔ اور آفتاب قرآنی کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانے کی سعی کرنا ان کا طریق رہا ہے۔ مگر خدا کا یہ آفتاب ہمیشہ روشن رہا۔ اور روشن رہیگا۔ اور اس کے دشمن ناکام و نامراد مرتے رہے۔ اور مرتے رہیں گے۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ ۝

بہاء اللہ کی خود ساختہ شریعت جسے اس نے اور اسکے اتباع نے بیجا طور پر "اقدس" کا نام دے رکھا ہے۔ ہم نے پوری کی پوری فصل چہارم میں درج کردی ہے۔ بہاء اللہ نے اسے عربی زبان میں مرتب کیا ہے۔ اور عیسائی مصنف خدوری الیاس کے قول کے مطابق "اراد ان یجعل کتابه سجعاً منافساً للقرآن الشریف" اس نے نیت کی تھی کہ قرآن مجید کے مقابلہ پر اس کتاب کو لکھے۔ اس "اقدس" کی عربی عبارت نہایت پھسپھسی ہے۔ اور متعدد مقامات پر بالکل غلط ہے۔ اگرچہ بہاء اللہ نے قرآن مجید کی نقل کرنیکی کوشش کی ہے۔ مگر وہ نقل اتارنے میں بھی سراسر ناکام رہا ہے۔ جہاں بھی اس نے الفاظ میں تبدیلی کی ہے۔ وہاں ہی اس کی ژولیدگی عریاں ہوگئی ہے۔ بطور نمونہ چند عبارتیں درج ذیل ہیں :-

"انه[1] کان علی کل شئ حکیماً (ع۱۲) قل[2] یا قوم ان لن تومنوا به لا تعترضوا علیه (ع۳۰۵) کذلک[3] سمی لدی العرش ان انتم من العارفین (ع۲۴۷) ان[4] فی ذلك لحکم و مصالح (ع۲۱۱) انه[5] کان علی ما اقول علیماً (ع۱۵۳)

اس قسم کی سقیم تراکیب "اقدس" میں بکثرت ہیں۔ مسیلمہ کذاب نے جو عربی قرآن مجید کے مقابل لکھی تھی۔ بہاء اللہ کی عربی سے تو وہ بھی بدرجہا اچھی تھی۔ فصحاء عرب کی عربی سے تو اسکو کچھ نسبت ہی نہیں۔

زبان کے علاوہ حقائق و معارف اور اخلاقی و روحانی تعلیمات وغیرہ کے لحاظ سے بھی اس

مجموعہ کو قرآن پاک کے سامنے رکھنا انسانی عقل وفہم کی ہتک ہے۔ پس قرآن مجید اور "اقدس" میں فی الواقع کوئی موازنہ نہیں۔ "اقدس" کو خدا کے زندہ کلام سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ مگر چونکہ بہائیوں کا زعم ہے کہ ان کی شریعت اسلامی شریعت سے بہتر ہے۔ اس لئے محض اتمام حجت کیلئے ذیل میں مختصر طور پر موازنہ کیا جاتا ہے

**بہاء اللہ کے بیٹوں کے ضمیر کی آواز!**

ہم نے کہا ہے کہ "اقدس" کو قرآن مجید سے کوئی نسبت نہیں۔ ہماری یہ رائے مبالغہ یا خوش اعتقادی پر مبنی نہیں، بلکہ ٹھوس تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ ہمارا دعوٰے ہے کہ بہاء اللہ کے بیٹے بھی اس حقیقت سے آگاہ تھے۔ اور وہ اپنے عمل سے اس کا اظہار کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ مرزا محمد علی وغیرہ کے متعلق بہائی تاریخ میں لکھا ہے :۔

"درمیان سائر ملل چنیں شہرت دادند کہ پدر ما داعیۂ بالاستقلال اظہار نفرمودہ وتشریع شریعتے ننمودہ۔ بلکہ یکے از اولیاء واقطاب بودہ ومتابعت شرع اسلام نمودہ۔ اما برادر ما عباس افندی فنی تازہ پیش گرفتہ وشرعی جدید تاسیس نمودہ[1]"

ترجمہ :۔ فرزندانِ بہاء اللہ (محمد علی غصن اعظم وغیرہ) نے سب اہلِ مذاہب کے اندر مشہور کر دیا ہے۔ کہ ہمارے باپ نے مستقل مدعی ہونے کا دعوٰی نہیں کیا اور نہ ہی اس نے نئی شریعت بنائی ہے۔ بلکہ وہ تو اولیاء واقطاب میں سے تھا۔ اور ہمیشہ اسلامی شریعت کی پیروی کرتا رہا ہے۔ ہاں ہمارے بھائی عباس افندی نے نیا ڈھونگ رچا دیا ہے۔ اور شریعتِ جدیدہ کی بنیاد رکھدی ہے"

اس سے ثابت ہے۔ کہ عباس افندی کے علاوہ باقی سب بیٹے بہاء اللہ کو شریعت اسلامی کا تابع ظاہر کرتے تھے۔ اور یہ بھی اعلان کیا کرتے تھے۔ کہ اس نے کوئی نئی شریعت نہیں بنائی جس کا مطلب واضح ہے کہ ان کے نزدیک بھی "اقدس" اس قابل نہ تھی۔ کہ اسے قرآن مجید کے مقابل رکھا جا سکے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ جب میں اخویم السید محی الدین الحصنی اور السید رشدی

---

[1] الکواکب فارسی جلد ۲ صہ ۳۱۔

افندی کی معیت میں ۱۹۰۴ء میں مرزا محمد علی صاحب سے ملا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا۔ کہ میں تو اسلام کے مطابق پانچ ہی نمازیں پڑھا کرتا ہوں۔

باقی رہے عبدالبہاء عباس افندی۔ سو انہوں نے ۱۳۳۸ھ ہجری میں یہ حکم دیکر کہ "اقدس" کی اشاعت جائز نہیں[۱] بتا دیا کہ ان کا دل بھی مانتا ہے کہ یہ مجموعہ اس قابل نہیں ہے کہ اسے قرآن پاک کے مقابل رکھا جا سکے۔ سب بہائی اپنے عمل سے آج بھی یہی ثابت کر رہے ہیں۔ سچ ہے بل الانسان علی نفسه بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۔ بیشک عبدالبہا افندی نے منہ سے کہہ دیا ہے۔ ۔

"ان کتابه الاقدس المرجع الوحید[۲]"

"کہ بہاء اللہ کی کتاب اقدس ہی مرجع وحید ہے۔"

مگر اس کا بھی دل جانتا ہے کہ یہ متاع بازار علم و عمل میں رکھنے کے قابل نہیں۔ اس لئے اپنے اتباع کو حکم دیتا ہے۔ کہ "اقدس" کو شایع مت کرو۔ اس کا شایع کرنا جائز ہی نہیں۔

**بہائی شریعت کے تین حصے ہیں**

بہائی شریعت تین حصوں پر منقسم ہے۔ اوّل وہ امور جن کا تعلق ابتدائی تہذیب سے ہے۔ اور جن پر دنیا کا ہر سمجھدار انسان پیشتر ازیں ہی عمل کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہ ناخن اتارنے چاہئیں یا کرسی و چارپائی پر بیٹھنے سے آرام حاصل ہوتا ہے۔ نہانا چاہئے۔ کپڑے صاف ہونے چاہئیں وغیرہ۔ اس قسم کے امور کی تفصیلات میں جانیکی چنداں ضرورت نہیں۔ ہاں اتنا ذکر کرنا ضروری ہے۔ کہ اس پہلو سے بھی بہائی شریعت سراسر ناقص ہے۔ اور جو جدت بھی اس لحاظ سے اختیار کی گئی ہے نہایت مکروہ اور بھونڈی ہے۔ دوم۔ وہ باتیں جو بہاء اللہ نے لفظاً اور معنیً قرآن مجید سے نقل کی ہیں۔ ان میں بہاء اللہ نے اپنی عقل سے جو ترمیم یا تبدیلی کی ہے۔ اس نے ان باتوں کی شکل مسخ کر دی ہے۔ ان میں سے ایک اہم بات یہ ہے۔ کہ بہاء اللہ نے صفاتِ باری تعالیٰ کو

---

[۱] جواب نامہ جمعیت لاہای ص۳۷۔ [۲] مکاتیب جلد ۲ ص۱۳۵ مطبوعہ سنہ ۱۳۳۰ہ ہجری

بے موقعہ اور بے طرح استعمال کیا ہے مضمون کلام اور مذکورہ صفت الٰہی میں بسا اوقات کوئی تناسب موجود نہیں جس کا اندازہ ہر صاحبِ ذوق انسان خود کر سکتا ہے۔ عبارتیں صاف بتلا رہی ہیں کہ محض اختلاف کی خاطر ان میں تبدیلی کی گئی ہے۔ سوم۔ تیسرا حصہ وہ ہے جو خالص طور پر بہائی شریعت کا امتیازی حصہ ہے۔ اس میں صرف چند احکام شامل ہیں۔ جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل قادیان نے اپنی کتاب "بہائی مذہب کی حقیقت" مطبوعہ ۱۹۲۵ء میں اس پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

ہر سہ حصص میں پھر ایک رنگ بہائیت کا موجود ہے۔ اسلئے میرے نزدیک بہائی شریعت کے موازنہ کا بہترین طریق یہ ہے۔ کہ ذیل میں بہائی شریعت کی ان خصوصیات کو ذکر کر دیا جائے جو ان تینوں اقسام سے متعلق ہیں۔ ان پر سرسری نظر سے ہی اس خود ساختہ شریعت کا حسن و قبح پرکھا جا سکتا ہے۔

**بہائی شریعت کی پہلی خصوصیت** بہائی شریعت کیمطابق امور سیاسیہ سے مذہب کا کوئی تعلق نہیں لہٰذا سیاست یا تدبیر ملکی کے متعلق شریعت کوئی قانون بیان نہیں کرتی۔ بہاء اللہ کہتے ہیں۔" تا اللہ لا نرید ان نتصرف فی ممالککم بل جئنا لتصرف القلوب۔" (ع۱۷۷) عبدالبہاء اسکی تشریح میں بیان کرتے ہیں :-

"دین ابداً در امور سیاسی علاقہ و مدخلے ندارد۔ زیرا دین تعلق بارواح و وجدان دارد۔"[۱]

"کہ دین کا سیاسی امور میں قطعاً دخل نہیں۔ دین کا صرف روح اور وجدان سے واسطہ ہے۔"

**بہائی شریعت کی دوسری خصوصیت** بہائی شریعت میں سب چیزوں کو پاک قرار دیا گیا ہے (ملاحظہ ہو اقدس ع۱۶۱، ۱۶۲) اس قانون کی رو سے خنزیر وغیرہ سب چیزیں پاک ہو گئیں۔ اسی لئے بہائی شریعت میں سؤر کی حرمت کی تصریح نہیں ہے۔ علی محمد باب نے تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا تھا۔[۲] مگر بہاء اللہ نے خود تمباکو نوشی کی ہے۔[۳] غرض بہاء اللہ کے متذکرۃ الصدر

---

[۱] خطابات جلد ۱ صفحہ ۱۷۶۔ [۲] الرسالۃ التسع عشریۃ صفحہ ۱۰۹۔ [۳] مکاتیب عبدالبہاء جلد ۱ صفحہ ۳۲۷

اصل کی بناء پر بہائی شریعت کا علت و حرمتِ ماکولات میں بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ چنانچہ عبدالبہاء کے بیان سے اس کی تصریح ہوگئی ہے لکھا ہے :۔

"دوستانِ غرب عرض کردند درخصوص غذا یا حباء امریکہ دستور العمل عنایت شود فرمودند ما مداخلہ در طعامِ جسمانی آنہا نمے کنیم مداخلۂ ما در طعامِ روحانی است[1]"

ترجمہ۔ مغربی دوستوں نے عرض کیا کہ امریکہ کے بہائیوں کو غذا کے بارے میں دستور العمل عنایت فرمایا جائے۔ عبدالبہاء نے کہا کہ جسمانی کھانے میں ہمارا کوئی دخل نہیں جو چاہو کھاؤ۔ ہم صرف روحانی غذا میں مداخلت کرتے ہیں۔"

**بہائی شریعت کی تیسری خصوصیت** بہائی شریعت میں منی کے پانی کو پاک قرار دیا گیا ہے۔ (اقدس ع۱۵۸) گویا اب نہ میاں بیوی پر غسل فرض ہے اور نہ اس سے وضوء ٹوٹے گا۔ اور نہ کپڑوں کو منی کے قطرات سے پاک کرنا ضروری ہے۔

**بہائی شریعت کی چوتھی خصوصیت** زیب و زینت کے متعلق بہائی شریعت میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ریشم پہن سکتے ہیں (ع۲۲) لباس کے بارے میں ان پر کوئی پابندی نہیں۔ (ع۳۲۴) داڑھی رکھنے، ترشوانے یا کٹوانے کے متعلق سب قیود سے آزاد کیا گیا ہے۔ (ع۳۲۴) البتہ سر منڈوانے کی کسی حالت میں بھی اجازت نہیں۔ کیونکہ سر کے بال زینت ہیں۔ (ع۱۰۱) سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے کی اجازت ہے۔ (ع۱۰۴۲) لیکن یہ اجازت نہیں ہے کہ گھر کی زینت کیلئے مکان میں فوٹو رکھے جائیں۔ (ع۶۲)

ریشم و سونے کے استعمال کی مردوں کو تلقین، اور فوٹوؤں کے محض بطور زینت رکھنے سے اجتناب کا حکم کس حکمت کی بناء پر ہے؟ سر کے لمبے بالوں کو موجب زینت قرار دینا اور داڑھی کے متعلق کچھ تصریح نہ کرنا کیوں ہے؟

**بہائی شریعت کی پانچویں خصوصیت** نظافت اور صفائی کے لحاظ سے ایک طرف تو یہ حکم دیا کہ

---

[1] بدائع الآثار سفرنامہ عبدالبہاء جلد ۱ ص۳۲

عطر خالص اور عرق گلاب چھڑکا کرو۔ اور دوسری طرف یہ کہا ہے۔ کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ سارے بدن کا غسل کیا کرو۔ (ص ۲۲۸) اور موسم سرما میں تین دنوں میں صرف ایک دفعہ اور موسم گرما میں ہر روز صرف ایک مرتبہ پاؤں دھونے کا حکم ہے۔ (ص ۲۳۳)

کجا اسلام کا روزانہ ہر نماز کیلئے وضو کا حکم اور کجا بہائی شریعت کا یہ غیر معقول قاعدہ؟

**بہائی شریعت کی چھٹی خصوصیت**

بہائی شریعت میں صرف باپ کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ باقی کسی سے نکاح کی حرمت کا ذکر موجود نہیں ہے۔ "اقدس" میں لکھا ہے

قد حرم علیکم ازواج آبائکم انا نستحی ان نذکر حکم الغلمان (ص ۲۲۵)

کہ تم پر اپنے باپوں کی بیویاں حرام کی گئی ہیں۔ ہمیں شرم آتی ہے کہ لڑکوں کے بارے میں حکم کا ذکر کریں۔" بہائی شریعت محرمات وغیرہ کے ذکر کے اعتبار سے انسانی دماغ کی بےبسی کی منہ بولتی تصویر ہے۔ کیا اس طریق سے بہاء اللہ نے ایران کے بعض ان فرقوں کی تعلیم کا احیاء تو نہیں کیا۔ جو لڑکی اور بہن تک سے تعلقاتِ زوجیت کے قائل تھے؟ حکم الغلمان کے عدم ذکر کا بھی عجیب عذر بیان کیا ہے۔

**بہائی شریعت کی ساتویں خصوصیت**

بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ ایاکم ان تجاوزوا عن الاثنتین (ص ۱۳۰) کہ دو بیویوں سے زیادہ نکاح مت کرو* (خود بہاء اللہ کی تین بیویاں تھیں) لیکن عبدالبہاء نے مغربی ممالک میں جا کر بہائیت کی تعلیم یہ بیان کی ہے۔ کہ صرف ایک بیوی کی اجازت ہے۔ اسی بناء پر عصر جدید میں لکھا ہے:۔

"ان البہائیۃ تنہی عن تعدد الزوجات"[۱]

کہ بہائیت تعدد ازواج کو منع قرار دیتی ہے۔"

بہائی مورخ لکھتا ہے:۔

"باید دانست کہ تعدد زوجات در امر بہائی مطلوب نیست۔ واگرچہ تا دو ازدواج

---

[۱] عصر جدید عربی ص ۱۷۴

* یعنی بہاء اللہ نے دو بیویوں تک کی بغیر کسی قید و شرط کے اجازت دی ہے۔

برائے ہر مردے در کتاب اقدس تجویز شدہ ولے مقید بعدالت است۔ وحضرت عبدالبہاء کہ مبین کتاب است فرمودہ کہ چوں عدالت مرد نسبت بدو زوجہ امر محال است۔ لہٰذا اولیٰ قناعت بواحدہ است[1]"

ترجمہ۔ جاننا چاہیئے۔ کہ بہائی ازم میں تعدد زوجات مطلوب نہیں۔ اگرچہ کتاب اقدس میں ہر مرد کیلئے دو بیویوں تک کی اجازت ہے۔ مگر وہ عدل کیساتھ مقید ہے۔ اور عبدالبہاء نے جو کتاب کی تفسیر کرنے والے ہیں، کہا ہے کہ چونکہ مرد کا دو بیویوں میں عدل کر سکنا امر محال ہے۔ اسلئے ایک پر ہی قناعت کرنا درست ہے"

اس بیان میں مرزا عبدالحسین نے یہ صریح غلط بیانی کی ہے۔ کہ اقدس میں دو بیویوں کی اجازت عدل کی شرط سے مشروط ہے۔ اقدس کی عبارت آپکے سامنے ہے۔ اسمیں کہیں یہ شرط موجود نہیں۔

عبدالبہاء افندی نے یہ کہکر کہ "عدالتِ مرد نسبت بدو زوجہ امرِ محال است" ثابت کر دیا کہ اگر بہاء اللہ نے عدل کی قید لگائی ہے تو بقول عبدالبہاء اس نے بے معنی بات کی ہے۔ کیونکہ عدل کا تو امکان ہی نہیں تھا۔ اور نہ ہے۔

اندریں حالات ہمارا یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ بہائی شریعت موم کی ناک ہے۔ جسے عبدالبہاء اور اسکے ساتھی زمانہ کی روشس کیمطابق بنانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات بہائی ازم کی ہی خصوصیت ہے۔ کہ بہاء اللہ کے قوانین کو توڑنے کیلئے اُسکا بیٹا کھڑا ہوا ہے۔ اور اس نے برملا اسکے بنائے ہوئے قاعدوں کو رد کیا ہے۔

**بہائی شریعت کی آٹھویں خصوصیت**

بہائی شریعت میں عفت و عصمت کے بچاؤ کیلئے کوئی معقول قواعد موجود نہیں۔ بلکہ برعکس ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ نے انسانیت اور شرافت کے اس سب سے قیمتی موتی کے ساتھ تلاعب اختیار

---

[1] الکواکب فارسی جلد ۲ صہ ۹

کیا ہے۔ بابیت[1] اور بہائیت عورتوں کے غیر محرم مردوں سے پردہ کی قائل نہیں[1]۔ قرۃ العین نے خراسان میں جس بے پردگی کا آغاز کیا تھا۔ وہ بابی اور بہائی عورتوں کا طغرائے امتیاز ہے۔ جسطرح قرآن حکیم نے مومنوں اور مومنات کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ غیر محرموں کے دیکھنے سے آنکھیں نیچی رکھیں۔ ایسا کوئی حکم بہائی شریعت میں پایا نہیں جاتا۔ باب[2] نے حکم دیا تھا کہ صرف نوجوان لڑکے اور لڑکی کی رضامندی سے نکاح ہو جانا چاہیئے۔ بہاء اللہ نے اس میں اتنی ترمیم کی ہے۔ کہ جب پہلے لڑکا اور لڑکی آزادانہ طور پر رضامند ہو جائیں تو پھر بعدازاں نکاح ماں باپ کی اجازت پر موقوف ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس ترمیم سے بلحاظ آزادی تو بات وہی رہی۔ صرف ماں باپ کی پوزیشن کو نازک بنادیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر لڑکے اور لڑکی کی رضامندی کے بعد وہ اجازت نہ دینا چاہیں تو اور مصیبت پڑے گی۔ علاوہ ازیں بہاء اللہ نے ایکجگہ ایک اور حکم دیا ہے۔ نکاح کے بیان پر لکھتے ہیں :-

"ومن اتخذ بکراً لخدمته لا بأس علیه" (عـ۱۳۰)

کہ جو کوئی کنواری لڑکی کو اپنی خدمت کیلئے رکھلے اس پر کوئی گناہ نہیں "

اس حکم کے اپنے موقعہ کے لحاظ سے تو معنے بالکل واضح ہیں۔ ان کے رو سے بہائیت کی چادرِ عصمت تار تار ہو چکی ہے لیکن اگر اس کی یہ تاویل بھی تسلیم کر لی جائے۔ کہ یہ صرف خاص طور پر کنواری لڑکیوں کے نوکر رکھنے پر حاوی ہے۔ تب بھی بہائی شریعت کا معیارِ عفت عیاں ہے۔ کشف الحیل رسالہ میں اس قاعدہ کے نتائج کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

اسجگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بہاء اللہ نے زنا ایسے سنگین جرم کی سزا صرف یہ تجویز کی ہے۔ کہ زانی نو مثقال سونا بیت العدل کو دیت کے طور پر ادا کرے۔ لطیفہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کا وہ بیت العدل ہی قائم نہیں ہوا جہاں زنا کے بدلہ روپیہ جمع کرانا لازم قرار دیا گیا ہے۔ گویا عملی طور پر آج تک ایکدن بھی بہائی شریعت نے زنا کی سزا نہیں دی۔ خواہ

---

[1] عصر جدید عربی صـ۱۵۱

وہ روپوں کی صورت میں ہی ہو۔

کسقدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ بہاء اللہ نے قتل خطا کیلئے تو پورے ایک سو مثقال سونا دیت مقرر کی ہے (ع ۴۰۵) مگر زنا کیلئے صرف نو مثقال۔ پھر اس سے بھی بڑھکر یہ بات ہے۔ کہ باب نے لکھا ہے۔ کہ:۔

"من یحزن احداً فلہ ان ینفق تسعۃ عشر مثقالاً من الذھب"۔ (اقدس ۳۱۶)

جو شخص کسی دوسرے کو کسی قسم کا رنج پہنچائے۔ تو اس پر فرض ہے۔ کہ انیس مثقال سونا خرچ کرے"

افسوس! بہاء اللہ کے نزدیک زنا ایسی بے حیائی کی اتنی سزا بھی نہیں جتنی باب کے نزدیک کسی کو معمولی رنج پہنچانیکی ہے۔

خود بہاء اللہ نے کسی کا گھر جلانے والے کی یہ سزا تجویز کی ہے۔ کہ اس شخص کو جلا دیا جائے (ع ۱۲۹) حالانکہ پرانے دیہاتی گھر ایکسو روپیہ کے لگ بھگ بنجاتے ہیں۔ تو گویا بہاء اللہ کے نزدیک اس گھر کو جلانے والا تو اس بات کا مستحق ہے۔ کہ اسے جلا دیا جائے لیکن زناکار کو صرف یہی سزا ہے۔ کہ نو مثقال ذہب بیت العدل کو ادا کرے۔

پس بہائی شریعت کی آٹھویں خصوصیت یہ ہے۔ کہ اس میں عفت و عصمت کی حفاظت کا نہ صرف انتظام نہیں، بلکہ اسکی بربادی کے قواعد موجود ہیں۔ کیا یہ کتاب اسلام کی مطہر شریعت کے سامنے پیش کی جاسکتی ہے؟

**بہائی شریعت کی نویں خصوصیت**

بہاء اللہ نے باب کی تقلید میں یہ قانون بنایا کہ سال کے انیس مہینے ہونگے۔ اور ہر مہینے کے انیس دن۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سال کے بارہ مہینے قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ عِنْدَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔ (سورۃ توبہ آیت ۳۶)

بہاء اللہ نے اسکی مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"إن عدة الشهور تسعة عشر شهراً في كتاب الله" (اقدس ص۲۶۹)

الفاظ میں نقل کے باوجود بارہ[۱۲] مہینوں کے بجائے انیس[۱۹] مہینے محض عداوت اسلام کے باعث تجویز کئے گئے ہیں۔ ورنہ اسکی کوئی معقول وجہ نہیں ہے۔ انیس[۱۹] کی تقسیم غیر طبعی ہے نہ شمسی حساب کے مطابق ہے نہ قمری حساب کے۔ چنانچہ انیس[۱۹] دن کا مہینہ بنا کر جو پانچ دن بچ گئے انہیں بہاء اللہ نے سال اور مہینوں کے حساب سے ہی خارج کر دیا ہے۔ لکھا ہے:۔

"ما تحددت بحدود السنة والشهور" (اقدس ص۴۱)

کہ یہ دن سال اور مہینوں میں شمار نہ ہوں گے۔"

پس بہائی شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے۔ کہ وہ غیر طبعی امور پر مشتمل ہے۔

**بہائی شریعت کی دسویں[۱۰] خصوصیت** بہاء اللہ نے اپنی شریعت میں ان غلطیوں کی اصلاح کی کوشش کی ہے جو اس کے زعم میں باب سے سرزد ہو گئی تھیں۔ حالانکہ دوسری جگہ خود اپنے آپ کو ہی "منزل البیان" یعنی بیان کو نازل کرنے والا قرار دیتا ہے[۱]۔ ان غلطیوں میں سے چار[۴] بطور مثال ذکر کیجاتی ہیں۔ (۱) باب نے بیان میں یہ حکم دیا تھا۔ کہ البیان کے علاوہ باقی سب کتب کو مٹا دیا جائے۔ بہائیوں کے نزدیک باب کا یہ حکم دنیا میں اختلاف و خصومت کی پہلی بنیاد ہے[۲]۔ چنانچہ بہاء اللہ نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔ اور لکھا۔ قد عفا الله عنكم ما نزل في البيان من محو الكتب (اقدس ص۱۶۶)، کہ خدا نے بیان کے محو الکتب والے حکم سے درگذر فرما دیا ہے۔ (۲) باب نے لکھا تھا۔ کہ اگر کوئی کسی کو رنج پہنچائے۔ تو اسے چاہئے کہ انیس[۱۹] مثقال سونا خرچ کرے۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

"انه قد عفا ذلك عنكم في هذا الظهور" (ص۳۱)

کہ میرے وقت میں خدا نے اپنے اس حکم کو معاف کر دیا ہے۔ (۳) بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"حرم عليكم السؤال في البيان عفا الله عن ذلك (ص۲۶)

---

[۱] مجموعہ اقدس ص۹۰ ۔ [۲] المناظرات ص۱۴

کہ بیان میں کوئی بات دریافت کرنا حرام قرار دیا گیا ہے مگر اب اللہ نے اس حکم کو بدل دیا ہے۔"

(۴۷) اس سلسلہ میں ایک اور دلچسپ مثال بہاء اللہ کے یہ الفاظ ہیں :۔

"قد کتب اللہ علی کل نفس ان یحضر لدی العرش بما عندہ مما لا عدل

لہ انا عفونا عن ذالک فضلاً من لدنا ۔" (ع ۲۲۵)

کہ اللہ نے تو یہ فرض کیا ہے ۔ کہ ہر جان بارگاہ میں اپنی بہترین چیز لیکر حاضر ہو ۔ مگر ہم نے بطور فضل اس سے عفو کر دیا ہے ۔" گویا خدا فرض کرتا ہے ۔ اور بہاء اللہ عفو کرتا ہے ۔

یہ نمونے بہائی شریعت کی ایک خصوصیت ہیں ۔ جن میں بہاء اللہ نے بزعم تو د اپنی چند سال قبل نازل کردہ شریعت کے احکام کو غلط قرار دیکر بدلا ہے ۔ اہل علم اس قسم کی امثلہ سے خدائی قانون کے مقابل انسانی دماغ کی بے بضاعتی کا اندازہ لگا سکتے ہیں ۔

**بہائی شریعت کی گیارھویں خصوصیت**

بہاء اللہ نے جو تعزیرات ایجاد کی ہیں ۔ ان میں سے زناء کی سزا تو ۹ مثقال سونے کا ذکر ہو چکا ہے کسی گھر کو جلانے والے کی دو سزائیں آپ نے تجویز کی ہیں یعنی یا تو اسے زندہ جلا دیا جائے یا حبس دوام کی سزا دیجائے ۔ (ع ۱۲۹)

چوری کی سزا بہاء اللہ نے ان الفاظ میں ذکر کی ہے :۔

"قد کتب علی السارق النفی والحبس و فی الثالث فاجعلوا فی جبینہ

علامۃ یعرف بہا ۔" (ع ۱۰۲)

کہ اسے پہلی چوری پر جلاوطن کیا جائے ۔ دوسری مرتبہ چوری کرنے پر جیل بھیجا جائے ۔ تیسرے موقعہ پر اسکے ماتھے پر داغ دیا جائے جس سے وہ ہر جگہ شناخت ہو جائے ۔" زخموں اور ضرب کے متعلق تو اور بھی دلچسپ تحریر کا ذکر کیا گیا ہے ۔ لکھا ہے ۔ کہ "زخموں اور مار کی مقدار کے مطابق ان کے مختلف احکام ہیں ۔ خدائے حاکم و عزیز و منیع نے ہر زخم کیلئے علیحدہ دیت مقرر کی ہے ۔ لو نشاء نفصلہا بالحق ۔ اگر ہم چاہیں گے تو ان کی تفصیل بیان کر دیں گے ۔" (ع ۱۲۲) بہاء اللہ کا یہ وعدہ دوبارہ بیان تفصیل شرمندۂ ایفا نہیں ہوا ۔

اور اس نے کبھی تفصیل بیان نہیں کی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی تعزیرات نامکمل ہیں۔ ان کی تکمیل کے وعدے ابھی پورے نہیں ہوئے۔

**بہائی شریعت کی بارھویں خصوصیت**

بہاء اللہ نے احکام کے بیشتر حصے کو بیت العدل سے وابستہ رکھا ہے۔ اس نے کہا ہے۔ کہ لاوارثوں وغیرہ کے اموال بیت العدل میں آئیں۔ (ع۵۳ و ع۵۴) بیت العدل کو بہاء اللہ نے غرباء و مساکین کی تربیت کا ذمہ وار قرار دیا ہے۔ (ع۱۰۹) دیتوں کا ثلث بیت العدل کا حق بتلایا ہے۔ (ع۱۱۵) زنا کی دیت بیت العدل میں ادا کرنا فرض قرار دیا ہے۔ (ع۱۱۱)

واقعہ یہ ہے کہ آج تک بہائیوں کا بیت العدل قائم نہیں ہوا۔ عبدالبہاء افندی لکھتے ہیں :-

"حال چوں تشکیل بیت عدل عمومی میسر نہ قرار شد کہ محافل روحانی امریکا را درمدت ہر پنج سال تجدید انتخاب نمایند۔[۱]"

"کہ چونکہ ابھی تک بیت العدل کا قیام میسر نہیں۔ اسلئے امریکہ کی انجمنیں ہر پانچ سال میں نیا انتخاب کر لیا کریں۔"

جو لوگ نفوذِ شریعت کو دلیلِ صداقت کہا کرتے ہیں۔ وہ اس پر غور کریں۔ کہ بہاء اللہ کی اساسی ایجاد بھی معرضِ وجود میں نہیں آئی۔ حالانکہ یہ کوئی مشکل امر نہ تھا۔

**بہائی شریعت کی تیرھویں خصوصیت**

مذاہبِ عالم توحید کے قائم کرنے کیلئے آتے رہے ہیں۔ مگر بہائیت انسان پرستی اور قبر پرستی کی بنیاد پر شروع ہوئی ہے بہاء اللہ مدعیٔ الوہیت تھے۔ جیسا کہ اپنے مقام پر دلائل سے ثابت کیا گیا ہے۔ بہاء اللہ نے بہائیوں کے قبلہ کے متعلق یہ حکم دیا ہے۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں میری طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ جہاں میں جاؤں اُدھر ہی قبلہ ہوگا۔ اور جب میں مرجاؤں تو میرے

---

[۱] مکاتیب عبدالبہاء جلد ۲ صفحہ ۳۰۵

قرارگاہ یعنی قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔ (ع۱۴/۱۵ و ع۲۹۲)

اس قانون سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ نماز نہیں پڑھا کرتا تھا۔ کیونکہ وہ تو خود قبلہ ہے خواہ زندہ ہو۔ خواہ فوت شدہ۔ اگر وہ نماز پڑھے گا تو کس طرف منہ کر کے پڑھے گا؟

بہائی بہاء اللہ کی زندگی میں اسکی طرف، اور اب اسکی قبر کیطرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ لکھا ہے:۔

"قبلۂ ما اہلِ بہاء روضۂ مبارکہ است در مدینہ عکا است۔"[1]

کہ ہم بہائیوں کا قبلہ عکا میں بہاء اللہ کی قبر ہے۔"

بہائی لوگ بہاء اللہ کی قبر کو (جو بہجہ میں عکا سے فاصلہ پر ہے) سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے خود بہائیوں کو اسجگہ سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ مرزا حیدر علی بہائی لکھتے ہیں:۔

"زائرین زیارت وطواف وتقبیل وسجدۂ عتبہ مقدسہ اش نمودہ و نمایندہ اند۔"[2]

پس بہائی شریعت قبر پرستی اور مردم پرستی کی تلقین کرتی ہے۔ اور بہائیت انسان کو ترقی کی بجائے پرانے شرک کے گڑھے میں دھکیلتی ہے۔

**بہائی شریعت کی چودھویں[۱۴] خصوصیت** بہاء اللہ نے عبادات میں سے نماز کے متعلق جو تبدیلی کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ بھی بہائی تحریک کے مقصد پر روشنی ڈالتا ہے۔ بہاء اللہ نے زوال صبح اور شام کے وقت نو[۹] رکعتوں کا پڑھنا فرض کیا ہے۔ (ع۱۳) پھر کہا ہے۔

قد فصلنا الصلاۃ فی ورقۃ اخری (ع۹) کہ ہم نے نماز کی تفصیل دوسرے کاغذ میں کی ہے۔ ابھی تک نماز کی تعیین یعنی اسکے نو[۹] رکعت ہونے یا نہ ہونے میں بھی بہائیوں میں اختلاف ہے

بہاء اللہ نے محض اسلام کی مخالفت کے لئے صلوٰۃ کسوف خسوف کو منع کیا ہے (ع۲۷)

اور نماز جنازہ میں چھ[۶] تکبیریں مقرر کی ہیں۔ (ع۲۰)

اسی سلسلہ میں بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔

---

[1] درس الدیانۃ ص۲۴۔ [2] بہجۃ الصدور ص۲۵۸

"کتب علیکم الصلوۃ فرادیٰ قد رفع حکم الجماعۃ الا فی صلوۃ المیت" (ع۲۹)

کہ نماز ہمیشہ الگ الگ پڑھو باجماعت نماز منسوخ کر دی گئی ہے۔ بجز نماز جنازہ کے۔"

بہاء اللہ کا یہ حکم اس ذہنیت کا آئینہ دار ہے۔ جو اسکی کتاب کی محرک ہوئی ہے۔ کیا نماز باجماعت مضر ہے؟ اسکو منسوخ کرنیکی کیا وجہ ہے؟ اگر کہو کہ خلوت کی نماز زیادہ سوز والی ہوتی ہے۔ تو کیا اسلام نے تہجد، سنن اور نوافل کے علیحدہ علیحدہ ادا کرنے کا طریق بتا کر اس ضرورت کو پورا نہ کر دیا تھا۔ بجز عداوتِ اسلام بہاء اللہ کے نماز باجماعت کو منسوخ کرنیکی کوئی وجہ نہ تھی۔ دشمنی انسان کو اندھا کر دیتی ہے۔ بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ الفت و مساوات پیدا کرنے آیا تھا۔ مگر وہ مساوات کے سب سے بڑے مظہر یعنی نماز باجماعت کو منسوخ قرار دے رہا ہے۔ اس موقعہ پر عیسائی مصنف الیاس خدوری کے الفاظ کیا ہی مجمل ہیں لکھتے ہیں:۔

"برفعہ حکم صلاۃ الجماعۃ فرق الوحدۃ الانسانیۃ والروحیۃ من بین الناس۔" (مقدمۃ اقدس صــ)

کہ بہاء اللہ نے نماز باجماعت کو منسوخ کر کے انسانی وحدت اور روحانی اتحاد کو تفریق سے بدل دیا ہے۔"

نماز باجماعت کی منسوخی کا حکم بہاء اللہ نے دانستہ دیا ہے یا نادانستہ۔ بہرحال اس سے اس کی ذہنیت عریاں ہو جاتی ہے۔

**بہائی شریعت کی پندرھویں خصوصیت** [۱۵]

روزوں کے متعلق بہاء اللہ نے یہ جدت اختیار کی ہے۔ کہ قمری حساب کی بجائے جس سے رمضان ہر موسم میں آجاتا ہے، شمسی حساب کے مطابق صرف انیس [۱۹] دن کے روزے مقرر کئے ہیں۔ جو ہمیشہ ایک ہی موسم میں آئیں گے۔ پھر دوسرا پہلو یہ اختیار کیا کہ مسافر اور مریض سے روزے ایسے معاف کر دیئے کہ انہیں تندرست اور مقیم ہو جانے پر بھی رکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ (ع۴۲) اور پھر روزہ کی نوعیت میں یہ جدت بیان کی۔ کہ صرف کھانے اور پینے سے طلوع آفتاب سے لیکر غروب آفتاب تک رُکے رہو (ع۴۵)

گویا سحر کبوقت اٹھنے کی ضرورت نہیں۔ نیز میاں، بیوی کے تعلقات سے پرہیز بہائی روزہ کی شرط نہیں۔ شاید یہ اسلئے ہو کہ بہائی شریعت کی خصوصیات میں سے ہے۔ کہ اسمیں نطفہ کے پانی کو پاک اور مطہر قرار دیا گیا ہے۔ اسلئے مرد و عورت کے تعلقات بہائی شریعت میں ناقض صوم نہیں ہیں۔

**بہائی شریعت کی سولھویں خصوصیت** حج ایک اسلامی عبادت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران ۹۷) کہ بیت اللہ الحرام کا حج کرنا ان لوگوں پر فرض ہے۔ جنہیں وہاں پہنچنے کی استطاعت ہو۔ بہاء اللہ نے جب قرآن مجید کی نقل اتارنی چاہی تو اس نے حج کے متعلق لکھا :۔

"قد حکم اللہ لمن استطاع منکم حج البیت دون النساء عفا اللہ عنہن" (۶۵)

کہ اسے جو طاقت رکھتا ہے تم مردوں میں سے عورتوں کے بغیر۔ اللہ نے حکم دیا ہے حج البیت کا۔ اللہ نے عورتوں کو معاف فرمایا ہے۔"

معلوم نہیں جب استطاعت کی شرط موجود تھی۔ تو عورتوں کا استثنا کیوں کیا گیا۔ اور انہیں مطلقاً حج سے کیوں محروم رکھا گیا؟

اس حکم میں بہاء اللہ نے قرآن مجید کے الفاظ کی نقل کی ہے۔ مگر اس کے فقرہ میں "حج البیت" سے اس گھر کا حج مراد نہیں جسکے حج کا قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔ بہائیوں کے ہاں دو گھروں کا حج کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے :۔

"و محل طواف و حج اہل بہا یکے بیت نقطۂ اولیٰ در شیراز است و ثانی این بیت جمال ابہیٰ است کہ در بغداد است و بالجملہ طواف این دو بیت منصوص کتاب است" (۱)

یعنی بہائیوں کے حج اور طواف کیلئے دو گھر مقرر ہیں۔ ایک باب کا گھر جو شیراز میں ہے اور دوسرا بہاء اللہ کا گھر جو بغداد میں ہے۔ گویا جس گھر کے حج کا حکم بہاء اللہ نے دیا ہے۔

---

(۱) الکواکب الدریہ فارسی جلد ا صفحہ ۳۵۵

وہ بغداد میں اس کی رہائش گاہ تھا۔ اور شیراز میں باب کے رہنے کی جگہ تھی۔

اس سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی شریعت کے لکھنے والے کا مقصد یہ تھا کہ اپنے گھروں اور اپنی قبروں کی پرستش کرائے۔ کہاں یہ دسنائے اور مشرکانہ خیالات اور کہاں سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کے قیام کیلئے والہانہ جذبہ، کہ مرض الموت میں بھی حضور فداہ ابی و امی دعا فرماتے ہیں :۔

"اللھم لا تجعل قبری وثناً یعبد۔

کہ اے اللہ میری قبر کو بُت نہ بننے دینا جسکی لوگ عبادت کریں۔"

**بہائی شریعت کی ستر۷۰ ہویں خصوصیت۔** زکوٰۃ کے بارے میں بھی بہاء اللہ نے حسب عادت نامناسب جدت اختیار کرنیکی کوشش کی ہے۔ بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ جو سو۱۰۰ مثقال سونے کا مالک ہو۔ وہ انیس۱۹ مثقال آسمان و زمین کے خالق خدا کو دیدے۔ (ع۲۱)

اسجگہ اللہ فاطر السماء والارض سے مراد تو بہاء اللہ ہی ہے۔ اس لئے اس حکم کا شرعی زکوٰۃ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں ایک دوسرے موقعہ پر بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

"قد کتب علیکم تزکیۃ الاقوات وما دونھا بالزکاۃ ھذا ما حکم بہ منزل الآیات فی ھذا الرق المنیع سوف[1] نفصّل لکم نصابھا اذا شاء اللہ و اراد" (ع۳۱۴)

ترجمہ۔ تم پر غلوں اور باقی سب چیزوں کی زکوٰۃ فرض ہے۔ یہ اس نے حکم دیا ہے جس نے اس مضبوط چمڑے میں آیات نازل کیں عنقریب اگر خدا نے چاہا اور ارادہ کیا تو ہم زکاۃ کا نصاب بالتفصیل ذکر کرینگے۔"

بہاء اللہ کا انتقال ہوگیا۔ مگر اس نے زکاۃ الاقوات وغیرھا کے متعلق کوئی تفصیل بیان کی۔ اسجگہ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے۔ کہ بہاء اللہ نے اوقاف میں تصرف کا حق اپنی زندگی میں صرف اپنے لئے مخصوص کیا ہے اور اپنے بعد اپنے بیٹوں کیلئے قرار دیا ہے۔ اس کے بعد

[1] یہ الفاظ اس امر پر صریح دلیل ہیں۔ کہ کتاب اقدس بہاء اللہ کی اپنی تصنیف ہے۔ خدا کی وحی نہیں۔ ابو العطاء

اسے بیت العدل کا حق بتایا ہے۔ (دیکھو اقدس ع۹۶) گویا اس نے ان اموال کو ایک خاندانی جائداد کے طور پر بنایا ہے۔

زکاۃ ایک قومی مال ہوتا ہے۔ اسکے علاوہ افراد اپنے طور پر بھی نیک جذبات کے ماتحت غرباء کی امداد کیا کرتے ہیں۔ اسلام نے مانگنے کو تو ناپسند کیا ہے لیکن اگر کوئی محتاج مانگ لے تو اس وجہ سے اسکو دینا حرام قرار نہیں دیا۔ بلکہ فرمایا ہے۔ وَفِيٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ (الذاریات) کہ مسلمانوں کے مالوں میں سائل اور نہ مانگنے والے سب کا حق ہے۔ مگر بہاء اللہ نے جہاں اوقاف پر اپنا اور اپنے خاندان کا تصرف جمایا ہے۔ وہاں محتاج کو دینا اسلئے حرام کر دیا ہے۔ کہ اس نے مانگا کیوں تھا۔ لکھا ہے۔ و من سئل حرم علیه العطاء (ع۳۱۵) کہ جس سے کوئی ضرورتمند مانگے اسپر دینا حرام ہے۔

محتاجوں کی محرومی کا حکم دینے والا بہاء اللہ اپنے مریدوں کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ مردوں کو بلور اور قیمتی لکڑیوں میں نیز ریشمی کپڑوں میں دفن کرو۔ (ع۲۷۰ و ع۲۷۹)

ان احکام پر یکجائی نظر ڈالنے سے بہائی شریعت کی خصوصی روح کا پتہ لگ جاتا ہے۔

**بہائی شریعت کی اٹھارھویں (۱۸) خصوصیت**

بہاء اللہ نے شراب کی حرمت کا ذکر نہیں کیا۔ سؤر کی حرمت کی تصریح نہیں کی لیکن دو جگہ لکھا ہے۔ کہ افیون کا پینا حرام ہے۔ (ع۳۳۲ و ع۴۰۹) نہایت اہم امور کے متعلق خاموشی اختیار کر کے اس نے اسی بات مثلاً یہ کہ منبر پر چڑھکر آیات نہ پڑھا کرو۔ بلکہ چارپائی وغیرہ پر کرسی رکھکر پڑھا کرو۔ (ع۳۳۱) کا ذکر کرنا بہائی شریعت کی خصوصیت ہے۔ ہاتھی کو نگل جانا اور مچھر کو چھاننا اسی کا نام ہے۔

**بہائی شریعت کی انیسویں (۱۹) خصوصیت**

بہاء اللہ نے حکم دیا ہے۔ کہ ہر بہائی کا فرض ہے۔ کہ اپنے مکان کو خوب آراستہ و پیراستہ کرے۔ (ع۱۴۲) اور پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ انیس (۱۹) سال پورے ہو جانے پر وہ گھر کا سب سامان تبدیل کرے۔ (ع۳۲۸) کیا بہائی اس پر عمل کرتے ہیں یا کریں گے؟ بہاء اللہ نے اسجگہ یہ نہیں بتایا کہ پرانے سامان کو کیا کیا جائے؟

ہاں انہوں نے یہ محسوس کیا تھا۔ کہ غالباً بہائی بھی اسکو معقول حکم قرار نہ دینگے۔ اسلئے جھٹ کہدیا کہ بہت اچھا اگر کوئی اپنا سامان تبدیل نہ کر سکے۔ تو اس نے اسے معاف کر دیا ہے۔ (ع ۳۲۹) حکم دیکر دوسرے ہی سانس میں اس پر خطِ تنسیخ کھینچنا بہاء اللہ کا ہی طریق عمل ہے۔

**بہائی شریعت کی بیسویں (۲۰) خصوصیت**

شادی کیلئے بہاء اللہ نے مہر کی حدبندی کرتے ہوئے تحریر کیا ہے۔ کہ شہر والوں کیلئے انیس (۱۹) مثقال خالص سونا۔ اور دیہات والوں کے لئے انیس (۱۹) مثقال چاندی مقرر ہے۔ اگر کوئی زیادہ کرنا چاہے۔ تو پچانوے (۹۵) مثقال سے زیادہ نہیں رکھ سکتا۔ (ع ۱۳۵) شہر اور دیہات کی یہ تقسیم نہ معقول ہے اور نہ ہی اتحاد و اتفاق کے لئے مفید ہے۔ بلکہ سخت مضر ہے (۱) اول تو دیہات میں بہت سے امراء اور صاحبِ املاک ہوتے ہیں۔ اور شہروں میں بہت سے غریب ہوتے ہیں محض شہر اور گاؤں کا معیار بالکل غیر موزوں ہے (۲) یہ طریق دیہاتیوں اور شہریوں میں تفریق کو اور بھی مضبوط کر دیگا۔ اب گویا دیہاتیوں اور شہریوں میں آپس میں رشتے کرنے اور زیادہ مشکل کر دیئے گئے۔ مہر کی حدبندی کا یہ طریقہ ہرگز معقول نہیں۔ انیس (۱۹) مثقال سونے سے کم کی اجازت نہ دینا بہت سے شہریوں پر ظلم ہے۔

**بہائی شریعت کی اکیسویں (۲۱) خصوصیت**

بہاء اللہ نے سمجھا۔ کہ اگر میں نے میراث کے متعلق قواعد مرتب نہ کئے تو میری ایجاد کردہ شریعت نا تمام رہے گی۔ اسلئے اس نے "اقدس" کے ع ۴۹ و ع ۵۰ میں ورثاء کے نام لیکر حساب جمل کیمطابق ان کے حصوں کا ذکر کیا ہے۔ اس موقعہ پر حساب جمل کے طریق کو اختیار کرنیکی حکمت بھی جناب بہاء اللہ ہی جانتے تھے۔ بہائی شریعت میں علی الترتیب سات قسم کے ورثاء تجویز کئے گئے ہیں۔ (۱) اولاد۔ (۲) ازواج۔ (۳) آباء۔ (۴) امہات۔ (۵) اخوان۔ (۶) اخوات۔ (۷) معلمین۔ ان میں سے ہر قسم کیلئے عدد المقت یعنی ۲۵۲۰ میں سے ۶۰-۱۰ دیئے جائیں گے۔ بہاء اللہ کہتے ہیں۔ کہ چونکہ ہم نے اولاد کا باپوں کی بیٹیوں میں ہی شور سُن لیا ہے۔ اسلئے ہم نے انکا حصہ

اور بھی دو چند کر دیا ہے۔ (عنہ) گویا اولاد کے لیئے پہلے ۵۴۰ میں سے ۶۰ مقرر تھے۔ اب ۱۲۰ اور دیئے جائیں گے۔ یعنی چھ اقسام کو ساٹھ، ساٹھ کے حساب سے ۳۶۰ ملینگے اور ۵۴۰ میں سے باقی ۱۸۰ سارے کے سارے اولاد کو دیئے جائینگے۔

حیرت ہے۔ کہ اس حسابی رقم کو پورا کرنیکے لیئے جناب بہاء اللہ نے صرف ذریت کے شور کو سنا ہے۔ بیویوں، ماؤں اور بہنوں کے شور کو بالکل نہیں سنا۔ بہاء اللہ نے ورثاء میں معلمین کا نام رکھکر بھی اپنی جدت پسند طبیعت کا ثبوت دیا ہے۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ کونسے معلم وارث ہوں گے۔ اور کونسے نہیں۔ کیونکہ موجودہ طریقہ تعلیم میں تو سینکڑوں استاد ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بھی نہیں بتایا کہ کس زمانہ تک کے معلم ہوں گے۔ کیونکہ انسان درحقیقت ساری عمر ہی سیکھتا رہتا ہے۔ پھر یہ بھی ذکر نہیں کیا کہ معلم سے مراد بہائی کتابیں پڑھانے والے ہیں یا ہر علم کا معلم مراد ہے۔ اور صنعت وحرفت سکھلانے والے بھی ان میں شامل ہیں یا نہیں۔ غرض یہ حکم بھی نہایت مبہم ہے۔

جناب ابو الفضل بہائی نے تقسیم میراث بہائی کی گتھی کو ان الفاظ میں سلجھانیکی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"مقسم ارث را اقل عددے کہ جامع کسور تسعہ بر وجہ صحیح است یعنی عدد (۲۵۲۰) مقرر کردہ و طبقات سبعہ وراثرا کہ عبارتند از ذریات و ازواج و آباء و امہات و اخوان و اخوات و معلمین الاقرب فالاقرب مترتب و فریضہ ہر طبقہ ای از طبقات مذکورہ را بعدد (۶۰) علی التساوی متنازل داشتہ است[۵۱]"

بہائی شریعت کی بائیسویں خصوصیت

آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ کہ بہاء اللہ نے سات قسم کے ورثا تجویز کیئے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ ان ورثاء کو حصہ نقد روپیہ یا زرعی زمینوں وغیرہ سے ملیگا۔ اگر متوفی کا ترکہ صرف اسکی پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کی کوٹھی اور کپڑے

---

۵۱ برہان لامع صـ۳۴

ہی ہوں، تو ماں، باپ، بیوی، بھائیوں، بہنوں اور معلموں کو کچھ نہ ملیگا۔ بلکہ متوفی کی لڑکیوں کو بھی محروم کر دیا جائیگا۔ ایسی صورت میں بہائی شریعت کا یہ حکم ہے۔ کہ رہائشی مکانات اور کپڑے صرف لڑکوں کو ملیں گے۔ متوفی کی لڑکیوں کو بھی کچھ نہ ملے گا۔ (ع ۵۵) اس حکم کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ عورت کبھی بھی خواہ اسے بیٹی کی حیثیت سے دیکھا جائے یا بیوی کی حیثیت سے دیکھا جائے یا ماں کی حیثیت سے دیکھا جائے اپنے باپ یا خاوند یا بیٹے کے مکانات کی وارث نہیں بن سکتی۔ رہائشی مکانات خواہ کتنے ہوں۔ عورت بہر حال محروم الارث ہوگی۔

کیا یہ ایک ہی مسئلہ اس بات کا کافی ثبوت نہیں۔ کہ خداوندی قانون کے مقابلہ پر قانون تجویز کرتے وقت بہاء اللہ نے کس قدر ٹھوکریں کھائی ہیں؟

**بہائی شریعت کی تیئیسویں خصوصیت[۲۳]** بہاء اللہ نے ورثاء کے نام اور ان کے حصوں کی جو تقسیم کی ہے بہائی مذہب کے مطابق وہ اسی صورت میں نافذ ہوگی۔ جبکہ متوفی نے خود وصیت کے ذریعہ اسکو منسوخ نہ کر دیا ہو۔ ورنہ ہر بہائی کو یہ اختیار حاصل ہے۔ کہ وصیت کرکے ان حصوں کو باطل کر دے۔ اور جس طرح چاہے اپنی جائداد کی تقسیم کے متعلق ہدایت دے جاوے۔ جناب عبد البہاء آفندی لکھتے ہیں:۔

"اما مسئلہ میراث این تقسیم در صورتے ست کہ شخص متوفی وصیتے ننماید۔ آں وقت این تقسیم جاری گردد[۱]"

یہ بھی ایک ایسی خصوصیت ہے۔ جو صرف بہائی ازم میں پائی جاتی ہے۔ کہ مرنے والا اپنی وصیت کے ذریعہ اپنے اصحاب الفرائض کو ان کے مقررہ حقوق سے محروم کر سکتا ہے۔ جب یہ صورت تھی تو حصے مقرر کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ صرف یہ حکم دیدیا جاتا۔ کہ ہر شخص اپنی مرضی کے مطابق ورثہ کی تقسیم کا حکم دے جاوے۔

---

[۱] مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۳۷۲

**بہائی شریعت کی چوبیسویں[24] خصوصیت**

بہاء اللہ نے ایک حکم دیا ہے "قد حرم علیکم بیع الاماء و الغلمان لیس لعبد ان یشتری عبداً" (ص۱۵) کہ لونڈیوں اور غلاموں کا بیچنا حرام ہے کسی غلام کا حق نہیں کہ غلام کو خریدے۔"

اسلام نے غلامی کے انسداد کے لئے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں ان کیساتھ بہاء اللہ کا یہ حکم کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ اسلام نے صرف جنگ کیصورت میں مذہب کو مٹانے اور مسلمانوں کی حریت کو تباہ کرنیوالوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا ہے۔ (سورہ توبہ آیت ۶۷) اور ان قیدیوں کی اقسام کے لحاظ سے فرمایا ہے۔ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً (سورۂ محمدؐ آیت ۴) کہ پھر ان میں سے بعض کو بطور احسان چھوڑ دو اور بعض سے ضرور فدیہ وصول کرو۔ موخر الذکر قسم کے قیدی ہی تا ادائیگی زرفدیہ غلام ہوتے ہیں۔ ایسے غلاموں کو خرید کر آزاد کرنا اسلام کے احکام میں سے ہے۔

بہاء اللہ نے یہ کہکر کہ غلاموں کا بیچنا حرام ہے۔ ان غلاموں کی غلامی کو پختہ کر دیا۔ جو اسوقت غلام ہیں۔ کیونکہ اب ان کو خرید کر آزاد نہیں کرایا جا سکتا۔ ایسا ہی انہے صرف یہ کہا ہے۔ کہ کسی غلام کو خریدنا جائز نہیں۔ یہ نہیں کہا کہ بہرصورت غلام بنانا منع ہے۔ بہت سے لوگ دوسروں کو زبردستی پکڑ کر غلام بنا لیا کرتے تھے اس کے خلاف بہاء اللہ نے کوئی حکم نہیں دیا۔

بہائی سمجھتے ہوں گے۔ کہ بہاء اللہ نے دنیا کی رو کو دیکھکر غلامی کے انسداد کا معقول انتظام کر دیا ہے۔ مگر یہ درست نہیں۔ کیونکہ یہ حکم کوئی ٹھوس قانون نہیں۔ اس سے زیادہ سے زیادہ غلاموں کی فروخت منع ثابت ہوگی۔ نیز بہاء اللہ نے دوسری طرف سود خوری کو جائز قرار دیکر لاکھوں غرباء کیلئے غلاموں سے بدتر زندگی بسر کرنیکا قاعدہ بھی مقرر کر دیا ہے۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں:-

"فضلاً علی العباد ربا را مثل معاملات دیگر کہ مابین ناس متداول است قرار فرمودیم" (اشراقات)[24]

یعنی سود خوروں پر مہربانی کر کے ہم نے سود کو بھی حلال کر دیا ہے۔"

سود کے جواز کی صورت میں غلامی کے انسداد کا دعویٰ فریبِ نفس سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ سود دینے والے مقروض غلاموں سے بدتر ہوتے ہیں۔ پھر سود خوری جنگوں کے پیدا کرنے اور لمبا کرنے کا باعث ہے۔ پس سود نہ صرف افراد کی غلامی کا موجب ہے بلکہ قوموں کی غلامی اور تباہی کا موجب ہے۔ اسے جائز کر کے غلاموں کے بیچنے کو حرام کہنا کیا اثر پیدا کر سکتا ہے۔

بہائی شریعت کی پچیسویں[۲۵] خصوصیت

بہاء اللہ کی خود ساختہ شریعت کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ عملی نہیں۔ اسی لئے بہائی اسے پردۂ اخفاء میں رکھتے ہیں۔ بہاء اللہ نے حکم دیا ہے کہ اہلِ مجالس کو چاہیئے کہ مختلف زبانوں میں سے ایک زبان اور ایک رسم الخط انتخاب کر لیں۔ (ع ۳۰۶) اس جگہ اول تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ زبان جناب بہاء اللہ نے خود ہی کیوں تجویز نہ کر دی؟ دوسرے اگر بالفرض لوگ انگریزی زبان کو انتخاب کر لیں۔ تو کیا "اقدس" کی عربی کو مٹا دیا جائیگا۔ اور کوئی بہائی "اقدس" کو اصل زبان میں لکھ اور پڑھ نہ سکیگا؟ تیسرے عجیب بات ہے کہ بہاء اللہ نے خود ایک زبان اختیار نہیں کی۔ کبھی فارسی میں لکھتے ہیں اور کبھی عربی میں۔ خواہ عربی کس درجہ کی ہو۔ اور کبھی عربی اور فارسی سے مخلوط زبان میں۔ کیا اس عمل والے انسان کا یہ حق ہے کہ لوگوں کو ایک زبان کے بولنے اور لکھنے کے لئے انتخاب کا حکم دے؟ اگر یہ حکم اتحاد کا ایسا ہی ذریعہ تھا۔ تو بہاء اللہ کو عملاً اسے اختیار کرنا چاہیئے تھا۔ اس نے تو خود مختلف زبانوں کے سیکھنے کی اجازت دی ہے۔ (ع ۲۵۳) اندریں حالات یہ حکم بھی محض زمانہ کی رو کا تتبع ہے۔

اسلام کہتا ہے کہ زبانوں اور رنگوں کا اختلاف خدا کا ایک نشان ہے۔ (الروم آیت ۲۲) اسلئے اپنے دائرہ کے اندر یہ مضر نہیں۔ ہاں قرآن مجید نے عربی زبان کو ام الالسنہ قرار دیا ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ عربی زبان مذہبی طور پر سب قوموں اور ملکوں کی زبان ہونی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے عربی کے ام الالسنہ ہونے پر اپنی کتاب منن الرحمٰن میں مبسوط بحث فرمائی ہے۔

**خلاصۂ بیان** ہم نے ان پچیس (۲۵) خصوصیات کے ضمن میں بہائی شریعت کا لب لباب بیان کر دیا ہے۔ اس پر نظر تدبر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ صرف سطحی اور ناقابل عمل باتوں کا مجموعہ ہے۔ قرآن مجید اور اسلام کی محکم شریعت سے بہائیوں کے ان احکام کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ بہر حال "اقدس" سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انسان ضد میں آکر کہاں سے کہاں تک ٹھوکریں کھاتا ہوا جا پہنچتا ہے۔

**کھلا چیلنج** میرے نزدیک بہائی شریعت کا ایک حکم بھی ایسا نہیں جو روحانی، اخلاقی اور تمدنی لحاظ سے اسلامی تعلیم سے بہتر ہو۔ مجھے آج تک کسی بہائی نے اپنی کتاب سے ایک بھی ایسی تعلیم نہیں دکھائی۔ جو اپنی ذات میں اچھی ہو اور اسلام میں موجود نہ ہو۔ یا کم از کم اسے بہائی شریعت میں قرآن مجید کی نسبت بہتر اسلوب اور احسن پیرایہ میں بیان کیا گیا ہو۔ اب بھی میں اہل بہاء کو اس بارے میں کھلا چیلنج کرتا ہوں۔ کیا کوئی بہائی اقدس میں سے ایک بھی ایسی تعلیم دکھا سکتا ہے۔ جو روحانی یا اخلاقی پہلو سے مفید ہو اور وہ قرآن کریم میں احسن ترین انداز میں موجود نہ ہو۔ جب ایسا نہیں ہے تو بہاء اللہ کے اس مجموعہ سے قرآن حکیم کو منسوخ کہنا سراسر غلط اور گناہ ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ◆

ملا حبیب الدین داوڑی

# فصل ہفتم

## قرآن مجید زندہ اور غیر منسوخ شریعت ہے!

### بہائیت کی بنیاد نسخِ شریعتِ اسلامیہ کے عقیدہ پر ہے

بابیت اور بہائیت کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے۔ کہ قرآن مجید اب زندہ کتاب نہیں رہی۔ وہ دائمی شریعت نہیں، بلکہ ایک منسوخ شدہ کتاب ہے۔ بہائی بالعموم اس عقیدہ کا کھلا اظہار نہیں کرتے۔ تا مسلمان ناراض نہ ہوں۔ مگر اعتقاد سب کا یہی ہے۔ بہائیوں نے اس باطل عقیدہ کیلئے ایک وہمی سہارا بنا رکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مسلمان کہلانیوالے فرقے یہ مانتے ہیں۔ کہ قرآن پاک کی آیات میں سے بہت سی آیات منسوخ ہیں۔ منسوخ آیات کی تعداد میں اور تعیین میں شدید اختلاف ہے۔ جب اصولی طور پر قرآنی آیات میں نسخ تسلیم کر لیا گیا۔ تو سو آیات کا منسوخ ہونا یا سارے قرآن مجید کا منسوخ ہونا بہائی نقطۂ نظر سے یکساں ہے۔

۷؍ جون ۱۹۳۳ء کو مَیں حیفا (فلسطین) میں بہائیوں کے موجودہ زعیم جناب شوقی افندی سے ملا تھا تو انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں یعنی جماعت احمدیہ کے سوا سارے فرقے نسخ فی القرآن کے قائل ہیں۔ اس لئے اگر ہم نے قرآن مجید کو منسوخ کہدیا۔ تو کونسی نئی بات کی ہے۔ بلاشبہ اہلِ بہاء کا یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ اگر مسلمان کہلانیوالے قرآن مجید کی تعلیم کے خلاف آیاتِ قرآنیہ کے نسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ تو بہائیوں کا یہ حق نہیں۔ کہ وہ اس غلط عقیدہ کو سند بنا لیں۔ قابلِ غور امر تو یہ ہے کہ آیا از روئے قرآن مجید و عقل تعالیم اسلام منسوخ ہو سکتی ہیں۔ اور فی الواقع منسوخ ہو گئی ہیں یا نہیں؟

| آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ کا صحیح مفہوم | قرآن مجید کی بعض آیات کو منسوخ قرار دینے |
|---|---|

والے غیر احمدی اور سارے قرآن پاک کو منسوخ سمجھنے والے بہائی غلط فہمی سے قرآن مجید کی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

"مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" (بقرہ آیت ۱۰۷)

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ ہم اگر قرآن مجید کو منسوخ کرینگے تو اسکی مانند یا اس سے بہتر کتاب لائیں گے۔

قائلین نسخ کا یہ استدلال تارعنکبوت سے بھی کمزور ہے۔ آیت قرآنی اور اس کے سیاق وسباق پر تدبر کرنے سے یہ خیال بالبداہت باطل ثابت ہوتا ہے۔ اوّل تو آیت زیر نظر میں جملہ شرطیہ ہے۔ مَا شرطیّہ ہے۔ اسی لئے نَنْسَخْ پر جزم آئی ہے۔ علامہ ابن ہشام نے مَا شرطیہ غیر زمانیہ کی مثال میں یہ آیت پیش کی ہے[1] آیت کے معنے یوں ہونگے۔

"اگر ہم کسی آیت کو منسوخ کر دیں یا اسے بھلا دیں تو اس سے بہتر یا اسکی مانند لاتے ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے"

Baqir Raza Mehdi

اس شرطیہ جملہ سے یہ استدلال کرنا کہ فی الواقع قرآن مجید کی بعض آیات یا سارا قرآن مجید منسوخ ہوگیا ہے۔ انصاف کا خون کرنا ہے۔ اس سے (بشرطیکہ لفظ آیت سے مراد قرآن کریم کی آیت ہو) زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوگا کہ اگر خدا تعالیٰ قرآن کے کسی حصے کو منسوخ کرے تو اس سے بہتر لائے گا۔ یہ ہرگز ثابت نہ ہوگا کہ فی الواقع اللہ تعالیٰ نے قرآن کے کسی حصہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ دوم۔ اس آیت میں لفظ "آیۃ" سے مراد قرآن مجید کی آیات نہیں۔ بلکہ شرائع سابقہ کی تعلیمات ہیں۔ از روئے لغت یہ لفظ اس معنی کا محتمل ہے۔ اور ماقبل آیت صاف طور پر اس کی تعیین کر رہی ہے۔ پہلی آیت میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ

---

[1] مغنی اللبیب جلد ۲ صہ ۵

مِنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (بقرہ آیت ۱۰۵)

ترجمہ: کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو یہ پسند نہیں۔ کہ اے مسلمانو! تم پر تمہارے رب کی طرف سے خیر یعنی قرآن کریم کا نزول ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت کیلئے مخصوص کر لیتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔"

یہ آیت صاف طور پر بتا رہی ہے۔ کہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ میں ان اہل کتاب کے اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ جو کہتے تھے۔ کہ قرآن کے نزول سے تورات و انجیل کو منسوخ ماننا پڑیگا۔ اور یہ قابلِ اعتراض بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا جواب وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ میں دیا ہے۔ اور اہل کتاب کو مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ میں اسطرف توجہ دلائی ہے۔ کہ تم اعتراض کرنیکی بجائے یہ دیکھو۔ کہ آیا قرآن مجید تمہاری کتب سے اعلیٰ تعلیم پر مشتمل ہے یا نہیں؟ اگر اسکی تعلیم کتب سابقہ سے اکمل و جامع ہے۔ تو تمہارا اعتراض بے محل ہے۔ پس آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ کسی صورت میں بھی قرآن مجید کی آیات کے منسوخ ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اسکا مفہوم تو صرف یہ ہے۔ کہ قرآن مجید نے تورات انجیل وغیرہ کتب سابقہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ ان سے اعلیٰ اور دائمی تعلیمات لیکر آیا ہے۔

**نئی شریعت کب آتی ہے**

آیت مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا سے اصولی طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے۔ کہ نئی شریعت صرف مندرجہ ذیل صورتوں میں آتی ہے۔ اوّل سابقہ شریعت مختص القوم یا مختص الزمان ہونیکے باعث وسیع و اتم کے لئے غیر مکتفی ہو جائے۔ اسکے قوانین اپنی ذات میں تبدیلی کے مقتضی ہوں۔ دوم سابقہ شریعت محفوظ نہ رہے بلکہ اسمیں تحریف و تغیّر واقع ہو چکا ہو۔ سوم پہلی شریعت کے احکام زبان وغیرہ کی محدودیت کے باعث زمانہ کی رفتار کے مطابق نئی ضرورتوں کو پورا نہ کر سکتے ہوں۔ وہ پیچھے رہ گئے ہوں۔ اور زمانہ آگے نکل چکا ہو۔ ان تینوں صورتوں میں ہی پہلی شریعت کو منسوخ کرکے نئی شریعت لائی جاتی ہے۔ اور لازماً نئی شریعت سابقہ شریعت سے تفصیلات میں اعلیٰ ہوگی۔ اور

اصول میں کم ازکم اس کے برابر ہوگی۔

اس قاعدہ کی روشنی میں بھی اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑے گا۔ کہ نسخ قرآن کا ادعا محض وہم ہے

میں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ نہ صرف آیاتِ قرآنی اور واقعات سے یہ ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید اعلیٰ ترین تعلیمات اور ہمہ گیر ہدایات پر مشتمل کتاب ہے۔ بلکہ خود بابی اور بہائی لیڈروں کو بھی اسکے اقرار کے بغیر چارہ نہیں رہا۔

بابی اور بہائی زعماء کا اقرار کہ قرآن مجید عالمگیر۔ اکمل اور جامع شریعت ہے۔

(۱) علی محمد باب نے لکھا ہے :۔

"در زمانِ نزولِ قرآن افتخار کل بفصاحت کلام بود۔ ازیں جہت خداوند قرآن را با علی علو فصاحت نازل فرمودو او را معجزۂ رسول اللہؐ قرار داد و در قت آن خداوند اثبات حقیت رسول اللہ و دین اسلام نفرمودہ الا بآیات کہ اعظم بینات است"[۱]

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ چونکہ نزول قرآن کے وقت فصحاء کو اپنی فصاحت پر ناز تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ایسی اعلیٰ درجہ کی فصاحت میں نازل کیا۔ کہ اس سے زیادہ تصور نہیں ہو سکتی۔ اور اس میں آنحضرتؐ اور اسلام کی صداقت کا اثبات اعظم بیّنات سے کیا گیا ہے۔

(۲) عبد البہاء افندی تحریر کرتے ہیں :۔

"یک معجزہ از معجزاتِ قرآن این است کہ قرآن حکمتِ بالغہ است بشریعتے در نہایت اتقان کہ روح آں عصر بود تاسیس مے فرماید۔ و از ایں گزشتہ مسائلِ تاریخیہ و مسائلِ ریاضیہ بیان مے نماید کہ مخالف قواعدِ فلکیہ آں زمان بود بعد ثابت شد کہ منطوقِ قرآن حق بود"[۲]

ترجمہ :۔ قرآن مجید کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ ہے۔ کہ قرآن حکمتِ بالغہ ہے۔ اس نے نہایت اتقان و احکام سے ایک ایسی شریعت کی بنیاد قائم کی ہے۔ جو اس زمانہ کے لوگوں کے لئے

---

[۱] البیان قلمی صـ۱۳۔ [۲] خطابات عبد البہاء جلد ا صـ۵۸

زندگی کی روح ثابت ہوئی۔ قرآن علاوہ شریعت کے تاریخی اور ریاضی کے ایسے مسائل بھی بیان کرتا ہے جو اس زمانہ کے قواعد فلکیہ کے خلاف تھے۔ اور بعد ازاں یہ ثابت ہوگیا کہ قرآن مجید کا بیان ہی درست ہے۔"

(۳) جناب بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔

"عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآں محیط
عنکبوتے کے تواند کرد سیمرغے شکار"[۵۱]

یعنی جس طرح مکڑی سیمرغ کا شکار نہیں کرسکتی۔ اسی طرح انسانوں کی عقل قرآن مجید کے بحر بیکراں اور غیر محدود معارف وحقائق کا احاطہ نہیں کرسکتی۔"

(۴) ابوالفضل بہائی مبلغ لکھتے ہیں :۔

"وهذه الآيات صريحة في ان الله تعالى ما ترك شيئاً يتعلق بالديانة الالهية والشريعة النبوية اصولاً وفروعاً وحجة وبرهاناً ومصدراً ومآلاً الا وفصله وبينه واظهره واعلنه في هذا السفر المجيد والكتاب العزيز الحميد"[۵۲]

ترجمہ: قرآن مجید کی یہ آیات صراحت سے بتا رہی ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی مذہب اور نبیوں کی شریعت کے اصول، فروع، دلائل وبراہین، مصدر اور نتیجہ۔ غرض ہر امر کو اس قرآن مجید اور کتاب عزیز میں نہایت تفصیل سے اور کھول کر بیان کردیا ہے۔ کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا۔"

(۵) جناب بہاء اللہ عکا کی زندگی میں لکھتے ہیں :۔

"اگر اہل توحید در اعصار اخیرہ بشریعت غرا بعد از حضرت خاتم روح ما سواہ فداہ عمل مے نمودند و بدیلش تشبث۔ بنیان حصن امر متزعزع نمے شد و مدائن معمورہ خراب نمے گشت۔ بلکہ مدن وقرے بطراز امن وامان مزین وفائز۔ از غفلت و اختلاف امت مرحومہ ودخان انفس شریرہ ملت بیضاء تیرہ وضعیف مشاہدہ مے شود"[۵۳]

---

[۵۱] ہفت وادی ص۴۳ - [۵۲] الدرر البہیۃ ص۱۳۴ - [۵۳] بابِ الحیاۃ ص۶۸

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت غرا تو کامل و مکمل ہے صرف مسلمانوں کا قصور ہے۔ کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر عمل کریں۔ تو دنیا بھر میں امن و امان قائم ہو جائے۔

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی و بابی زعماء کے نزدیک بھی اسلامی شریعت افصح ترین۔ اکمل ترین۔ غیر محدود معارف پر مشتمل، عالمگیر اور زندہ کتاب ہے۔ اسکی تعلیم کے ذریعہ دنیا میں امن قائم ہوگا۔ پس اندریں حالات نسخ قرآن کا ادعا خود بخود غلط ہو جاتا ہے۔

**قرآن مجید محفوظ اور تحریف سے مبرا شریعت ہے**

جب قرآن مجید کامل شریعت ہے۔ ہر زمانہ کی ضرورت کیلئے اس میں احکام موجود ہیں۔ تو اب اسکے منسوخ ہونیکی ایک ہی صورت ہو سکتی تھی۔ اور وہ یہ کہ قرآن مجید میں نعوذ باللہ تحریف ہو جائے۔ اور وہ محفوظ کتاب نہ رہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے نازل کرنے کے ساتھ ہی وعدہ فرمایا تھا۔ کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ۝ (الحجر آیت ۹) کہ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اسکی حفاظت کریں گے۔

اسلام کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو ہر زمانہ میں پورا کیا۔ قرآن مجید کا محفوظ کتاب ہونا دشمنانِ اسلام کو بھی مسلّم ہے۔ (۱) جرمن مستشرق نولڈیک لکھتا ہے:-

"Efforts of European scholars to prove the existence of later interpolations in the Quran have failed"[۱]

ترجمہ:- یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں بھی کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں"

سر ولیم میور نے لکھا ہے:-

"There is otherwise every security internal

---

[۱] انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا زیر لفظ قرآن۔

*and external that we possess that text which Mohammad himself gave forth and used* [۵۱]

ترجمہ :۔ اسکے علاوہ ہمارے پاس ہر ایک قسم کی ضمانت موجود ہے۔ اندرونی شہادت کی بھی اور بیرونی کی بھی۔ کہ یہ کتاب جو ہمارے پاس ہے وہی ہے۔ جو خود محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کی تھی۔ اور اسے استعمال کیا کرتے تھے۔"

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا تھا کہ میں قرآن مجید کی حفاظت کروں گا۔ اور ہر قسم کی تحریف سے اسے محفوظ رکھوں گا تاریخی واقعات شاہد ہیں۔ کہ قرآن کریم ایک محفوظ شریعت اور ہر قسم کی تحریف سے مبرّا ہے۔ پس نسخِ قرآن کا خیال محض معاندانہ خیال ہے۔ ورنہ اندریں حالات نئی شریعت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

**قرآن مجید کے منسوخ نہ ہونے پر دلائل!**

بہائی کہتے ہیں۔ کہ ان کے نزدیک قرآن مجید خدا تعالیٰ کا کلام ہے لیکن اب وہ منسوخ ہے۔ میں ذیل میں قرآن مجید کی وہ آیات درج کرتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ قرآن مجید غیر منسوخ شریعت ہے۔ دنیا کے اخیر تک اب یہی قانونِ ربانی نجات کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیات اہلِ بہاء اور اُن غیر احمدیوں کے خلاف حجت ہیں۔ جو قرآن مجید کو خدائی کلام مان کر اس کے منسوخ ہونے کے قائل ہیں۔

پہلی آیت۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا [۵۲] ترجمہ۔ اس وقت (نزول قرآن کیساتھ) میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے۔ اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔"

دوسری آیت۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ [۵۳] ترجمہ۔ کامل مذہب اللہ کے نزدیک

---

[۵۱] لائف آف محمدؐ۔ [۵۲] المائدہ آیت ۴۔ [۵۳] آل عمران آیت ۱۹۔

اسلام ہی ہے ۔"

تیسری[3] آیت ۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○[85] ترجمہ ۔ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور مذہب کو بطور دین اختیار کریگا ۔ اس سے قبول نہ کیا جائیگا اور وہ آئندہ زندگی میں ناکام لوگوں میں سے ہوگا ۔"

چوتھی[4] آیت ۔ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ مُفَصَّلًا ۭ وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ○ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ۭ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○[2] ترجمہ ۔ "کیا اللہ کے سوا میں کسی اور حکم کو مان لوں ۔ حالانکہ وہی ہے جس نے تمہاری طرف یہ کتاب تمام تفصیلات پر مشتمل بنا کر نازل کی ہے جنکو ہم نے اس کتاب کا فہم عطا کیا ہے ۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے اٹل قانون کے ساتھ اتری ہے ۔ تو شک کرنیوالوں میں سے مت بن ۔ اس کتاب پر صدق و عدل کے لحاظ سے تیرے رب کی شریعت مکمل ہوگئی ۔ اسکے کلمات کو کوئی تبدیل کرنیوالا نہیں ۔ وہ سُننے اور جاننے والا ہے ۔"

نوٹ[1] ۔ ان آیات میں اسلام کے کامل اور دائمی قانون ہونیکا ذکر کرکے بتایا گیا ہے ۔ کہ آئندہ کوئی اور دین بارگاہِ ایزدی میں مقبول نہ ہوگا ۔ نیز قرآن مجید کے مفصل و مکمل اور غیر منسوخ شریعت ہونے کا بھی بیان ہے ۔

پانچویں[3] آیت ۔ وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ۭ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○[3]

ترجمہ ۔ یہ نصیحت نامہ تمام خوبیوں کا جامع ہے ۔ ہم نے اسے اتارا ہے کیا تم اسکے منکر ہو ؟"

چھٹی[4] آیت ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ○[4]

ترجمہ ۔ یہ قرآن سب جہانوں اور زمانوں کیلئے ذکر ہے ۔ تمہیں اسکی اس پیشگوئی کی حقیقت کچھ عرصہ بعد معلوم ہوگی ۔"

---

[1] آل عمران آیت ۸۵ ۔ [2] الانعام آیت ۱۱۴-۱۱۵ ۔ [3] الانبیاء آیت ۵۰ ۔ [4] ص آیت ۸۷-۸۸

ساتویں آیت۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ[1] ۔ ترجمہ۔ ہم نے قائم رہنے والی تعلیم پر مشتمل کتاب تجھ پر نازل کی ہے۔ اس حال میں کہ وہ کتاب کتب سابقہ کی مصدق ہے۔ اور ان پر نگران ہے"

نوٹ[2]۔ ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ قرآن مجید تمام برکات پر حاوی ہے۔ اور وہ مہیمن ہے۔ یعنی دوسری کتب کی صحت و عدم صحت کا معیار ہے۔

آٹھویں آیت۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ[2] ۔ ترجمہ۔ ہم نے تجھ پر یہ شریعت ہر ضروری حکم کو بیان کرنے کیلئے اور ہدایت و رحمت نیز مسلمانوں کیلئے بشارت کے رنگ میں نازل کی ہے"

نویں آیت۔ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا[3] ۔ ترجمہ۔ ہم نے اس قرآن میں تمام لوگوں کے لئے ہر ضروری تعلیم بوضاحت بیان کر دی ہے لیکن بعض انسان بہت جھگڑتے ہیں"

دسویں آیت۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۔ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ[4]

ترجمہ۔ ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی عمدہ تعلیم اور سب دلائل بیان کر دیئے ہیں تا لوگ نصیحت حاصل کریں۔ ہم نے اس قرآن کو فصیح زبان والا اور ایسا بنایا ہے۔ کہ اس میں کسی قسم کی کوئی کجی نہیں ہے۔ تا لوگ تقویٰ حاصل کریں"

نوٹ[3]۔ ان آیات میں قرآن مجید کی شریعت کو جامع، ہر کجی سے مبرا اور ہر ضروری تعلیم پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔ عربی زبان میں المثل کے کئی معنے ہیں جن میں سے الحجۃ دلیل۔ الحدیث[2] عمدہ بات۔ الآیۃ[3] نشانِ صداقت۔ العبرۃ[4] نصیحت کی بات۔

---

[1] المائدہ آیت ۴۹۔ [2] النحل آیت ۸۹۔ [3] الکہف آیت ۵۴۔ [4] الزمر آیت ۲۸-۲۹۔

کے بھی ہیں۔ (اقرب الموارد)

گیارھویں آیت۔ قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ۝[1] ترجمہ۔ اعلان کر دے۔ کہ اگر انس و جن ملکر بھی اس قرآن کی مثل بنانیکا ارادہ کریں۔ تب بھی باوجود ایک دوسرے کی مدد کرنیکے وہ ایسا ہرگز نہ کر سکینگے۔ اس قرآن میں ہمنے ہر پہلو سے دلائل کو ذکر کر دیا ہے مگر بہت سے لوگ پھر بھی ناشکری پر مصر رہتے ہیں۔"

بارھویں آیت۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝[2] ترجمہ۔ کیا یہ کہتے ہیں۔ کہ رسول نے یہ کلام خود گھڑ لیا ہے۔ تو کہدے کہ تم بھی گھڑ کر اس کی مانند دس سورتیں ہی پیش کرو۔ اور اگر تم سچے ہو تو اپنے معبودانِ باطلہ سے دعائیں بھی کرو۔ ان کو بھی بلا لو لیکن اے مشرکو! اگر وہ معبودانِ باطلہ تمہاری درخواست کو نہ قبول کریں۔ یا اے مسلمانو! اگر یہ مخالفین اس چیلنج کو قبول نہ کر سکیں تو جان لو کہ قرآن مجید اللہ کے علم پر مشتمل ہے اور اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس کیا تم مسلمان بنتے ہو؟"

تیرھویں آیت۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ۝ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۚ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ۝[3] ترجمہ۔ جن لوگوں نے اس ذکر کا انکار کر دیا۔ جب وہ ان کے پاس آیا (وہ سخت گمراہی میں ہیں) تحقیق قرآن وہ غالب کتاب ہے۔ کہ باطل اسمیں نہ آگے سے نہ پیچھے سے راہ پا سکتا ہے۔ وہ حکیم و حمید کا نازل کردہ کلام ہے یعنی نہ گذشتہ علوم و واقعات قرآن کو غلط ثابت

---

[1] بنی اسرائیل آیت ۸۸-۸۹۔ [2] ہود آیت ۱۳-۱۴۔ [3] فصلت آیت ۴۱-۴۲۔

کرسکتے ہیں۔ اور نہ ہی آئندہ کوئی تعلیم قرآن کو باطل اور منسوخ ثابت کرسکتی ہے۔

نوٹ[۴] ۔ ان آیات میں قرآن مجید کو بے نظیر۔ عدیم المثال اور ہمیشہ غالب و حق ثابت ہونے والی کتاب قرار دیا ہے۔

چودھویں[۱۴] آیت۔ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○[۵۱] ترجمہ "پھر ہم نے تجھ کو امر دین کی کامل شریعت پر قائم کیا ہے۔ تو اسکی پیروی کرتا رہ۔ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔ جو حقیقت سے آگاہ نہیں"

پندرھویں[۱۵] آیت۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ○[۵۲] ترجمہ۔ یہ قرآن سب لوگوں کیلئے باعث عزت ہے۔ ہاں ان کے لئے راہ استقامت ہے جو استقامت اختیار کرنا چاہیں"

سولھویں[۱۶] آیت۔ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ○[۵۳] ترجمہ۔ یہ نہ منسوخ ہونے والا کلام ہے۔ اس میں کسی قسم کی غیر سنجیدگی یا بے اصولی نہیں"

نوٹ[۵] ۔ ان آیات میں قرآن مجید کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس پیروی کو ترک کرنا یا کرانا جاہلانہ خواہش قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کو استقامت کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ ہاں اسے "قول فصل" کہکر نہ منسوخ ہونیوالا قانون کہا گیا ہے کیونکہ لغت کی کتاب میں لکھا ہے "امرھم بامر فصل ای لا رجعۃ فیہ ولا مرد لہ" کہ فصل اسبات کو کہتے ہیں جسمیں رجوع کرنے یا اسے منسوخ کرنیکی گنجائش نہ ہو۔

سترھویں[۱۷] آیت۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ

---

[۵۱] الجاثیہ آیت ۱۸ ۔ [۵۲] التکویر آیت ۲۸،۲۷ ۔ [۵۳] الطارق آیت ۱۴،۱۳ ۔

مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ ھَادٍ[۱] ترجمہ۔ اللہ ہی نے بہترین تعلیم ایسی کتاب کی صورت میں نازل فرمائی ہے۔ جو انسانی فطرت کیلئے عین موزوں ہے۔ چنانچہ خشیت اللہ رکھنے والوں کے جسم اسکو سن یا پڑھکر کپکپا اُٹھتے ہیں۔ اور ان کا ظاہر و باطن ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہتا ہے اسکے ذریعہ کامیاب بناتا ہے۔ اور جسکو اللہ تعالیٰ گمراہ قرار دیدے۔ پھر اسے کون رہنمائی کرنیوالا ہوگا۔"

اٹھارھویں[۱۸] آیت۔ اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ۙ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ۙ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ ۙ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ[۲] ترجمہ۔ یہ ہمیشہ پڑھی جانے والی معزز کتاب ہے۔ یہ دنیا کے آخر تک، کتاب مکنون کی صورت میں رہے گی۔ اسکے معارف صرف پاکباز و مطہر لوگ ہی معلوم کر سکیں گے۔ یہ رب العالمین کی نازل کردہ ہے۔"

انیسویں[۱۹] آیت۔ اِنَّ ھٰذَا الْقُرْاٰنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ وَیُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ اَجْرًا کَبِیْرًا[۳] ترجمہ۔ یقیناً یہ قرآن ان طریقوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ تعلیمات پیش کرتا ہے جو ہر زمانہ میں صحیح اور قائم رہنے والی ہیں۔ پھر وہ نیک اعمال بجا لانیوالوں کو بشارت دیتا ہے۔ کہ ان کو بہت اجر ملے گا۔"

نوٹ[۴]۔ ان آیات میں قرآن مجید کو فطرت انسانی کیلئے بہترین شریعت قرار دیا گیا ہے اسکے حقائق و معارف کو نہ ختم ہونیوالے الآخر اند بتایا ہے۔ اور ہر زمانہ میں اس کی ہدایات کو اَقْوَمُ کہا گیا ہے۔ کیا ایسی تعلیم کو منسوخ کہا جا سکتا ہے؟

بیسویں[۲۰] آیت۔ وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا[۴] ترجمہ۔ رسول کریم کہیں گے۔ کہ اے میرے رب میری قوم نے اس بے مثال قرآن کو چھوڑی ہوئی کتاب کی طرح بنا دیا ہے۔"

نوٹ۔ یہ آیت ماسبق کیساتھ ملکر بتا رہی ہے۔ کہ قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱] الزمر آیت ۲۳۔ [۲] الواقعہ آیت ۷۷-۸۰۔ [۳] بنی اسرائیل آیت ۹۔ [۴] الفرقان آیت ۳۰۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے شکایت کریں گے۔ کہ میری قوم نے اس قرآن کو ترک کر دیا تھا۔ اسجگہ قوم سے مراد امتِ اجابت یعنی مسلمان کہلانے والے ہیں۔ جیسا کہ مھجوراً کے قرینہ سے بھی ظاہر ہے قابلِ غور امر ہے۔ کہ اگر قرآن مجید نے منسوخ ہو جانا تھا۔ تو قیامت کے دن اس شکوہ کے کیا معنے ہو سکتے ہیں۔ کیا جواب میں یہ نہ کہا جائیگا کہ مہجور کا سوال نہیں۔ وہ تو منسوخ ہی ہو چکا تھا۔ بہائی کہتے ہیں۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہی قیامت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پھر یہ آیت بہائیت کے بطلان پر نصِ قاطع ہے۔ گویا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بہاء اللہ کے دعوے کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔ کہ اے خدا! اب بہاء اللہ اور بہائیوں نے اس قرآن کو منسوخ و متروک کرنیکی تجویز کی ہے۔ تو اپنے وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ[۱] کے مطابق اسکی حفاظت فرما۔ اہلِ ایمان کو مبارک ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت احمد جری اللہ کو باغِ محمدی کا نگہبان بنا کر بھیجدیا جس نے فرمایا:۔

"قرآن شریف کو مہجور کیطرح نہ چھوڑو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دینگے وہ آسمان پہ عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے۔ انکو آسمان پر مقدم رکھا جائیگا۔ نوعِ انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم"[۲]

اکیسویں آیت۔ وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝[۳] ترجمہ۔ تو اپنے رب کی اس کتاب کی تلاوت کیا کر جو تجھپر وحی ہوتی ہے۔ اسکے کلمات و احکام کو کوئی تبدیل کرنے والا نہیں۔ اور تجھے اس کے سوا کوئی جائے پناہ نہ ملیگی۔"

نوٹ۔ اس آیت میں صریح طور پر بتایا گیا ہے کہ دنیا ٹھوکریں کھانیکے بعد آخر کار خدا تعالےٰ کی شریعت قرآن مجید کی طرف ہی رجوع کریگی۔ اور اسکے منسوخ قرار دینے کی کوششیں

---

[۱] الحجر آیت ۹ - [۲] کشتی نوح تقطیع خورد صفحہ ۳۰ - [۳] الکہف آیت ۲۷۔

ناکام ثابت ہوں گی۔

**بائیسویں[۲۲] آیت** ۔ جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝[۱]

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کیلئے عزت والا گھر اور ہمیشہ قائم رہنے والا قبلہ بنایا ہے۔ ایسا ہی اس نے عزت والے مہینے۔ قربانیاں اور ان کے گلے کے ہار ہمیشہ کیلئے جاری کر دیئے ہیں۔ تا تم کو معلوم ہوتا رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کی سب باتوں کو بخوبی جانتا ہے۔ اور کوئی چیز اسکے علم سے باہر نہیں۔"

**نوٹ[۹]** ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک کعبہ کو حج کا مقام مقرر فرمایا ہے اور اس امر کو اپنی ہستی اور اپنے علم کی دلیل بتلایا ہے۔ گو بیت اللہ الحرام کا حج اسیوقت منسوخ قرار دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ دنیا باقی نہ رہے۔ اسلامی حج کے غیر منسوخ ہونیکا مطلب یہ ہوگا۔ کہ دین اسلام بھی کبھی منسوخ نہ ہوگا۔

**تیئیسویں[۲۳] آیت** ۔ إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۝[۲] ترجمہ۔ اللہ کیطرف سے شریعت میں مہینوں کا شمار بارہ مہینے مقرر ہے جبکہ اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ ان بارہ[۱۲] میں سے چار[۴] عزت والے مہینے ہیں۔ یہ ہمیشہ قائم رہنے والا قانون ہے۔"

**نوٹ[۱۰]** ۔ اس آیت میں سال کے بارہ مہینوں کو ابتداء دنیا سے شروع ہونیوالا اور دنیا کے آخر تک قائم رہنے والا قانون بتایا ہے۔ بہاء اللہ اور باب نے بارہ[۱۲] کی بجائے انیس[۱۹] مہینے مقرر کرنیکی ناکام کوشش کی ہے۔

**چوبیسویں[۲۴] آیت** ۔ رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُو صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۝[۳] ترجمہ۔ یہ اللہ کا رسول ہے۔ جو پاکیزہ صحیفے (قرآن مجید) پڑھکر سناتا ہے۔ الخ جنمیں (یعنی قرآن مجید)

---

[۱] المائدہ آیت ۹۷۔ [۲] توبہ آیت ۳۶۔ [۳] البینہ آیت ۲، ۳۔

میں تمام وہ کتابیں اور احکام موجود ہیں۔ جو ہمیشہ قایم رہیں گے۔"

نوٹ[۱۱] - اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ سابقہ کتب کے بھی وہ احکام جو قائم رکھے جانے کے قابل تھے قرآن مجید میں جمع کر دیئے گئے ہیں۔

پچیسویں[۲۵] آیت (الف) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰي عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۝ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا[۱] (ب) فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ[۲] ترجمہ (الف) سب تعریف اللہ کا حق ہے جس نے اپنے بندے پر یہ کتاب (قرآن مجید) نازل کی ہے۔ اور اس کتاب میں کسی قسم کی کجی نہیں رہنے دی۔ اس کتاب کو ہمیشہ رہنے والی اور کبھی منسوخ نہ ہونیوالی کتاب بنایا ہے۔ تا وہ اس شدید جنگ اور عذاب سے ڈرائے جو اللہ کیطرف سے آنیوالا ہے۔ اور ان مومنوں کو بشارت دے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ کہ ان کیلئے بہترین بدلہ مقدر ہے۔" (ب) تو اپنی ساری توجہ اس نہ منسوخ ہونیوالے دین کیلئے صرف کر۔ پیشتر اسکے کہ اللہ کیطرف سے وہ عذاب کا دن آئے جو دور نہ کیا جاسکے۔ اور لوگ اس دن پراگندہ ہوں گے۔"

نوٹ[۱۲] پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق دو[۲] باتیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) لَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا۔ اس میں کوئی کمی نہیں۔ اس کے بیان میں کوئی اعوجاج نہیں۔ (۲) قَيِّمًا۔ وہ اعلیٰ و قائم رہنے والی تعلیمات پر مشتمل ہے۔ جو کبھی منسوخ نہ ہوں گی۔ یہ آیت بھی قرآن پاک کے جزئی یا کلی طور پر منسوخ نہ ہونے پر صریح نص ہے۔ دوسری آیت میں اسلام کو اَلدِّيْنُ الْقَيِّمُ قرار دیا گیا ہے۔

**اَلْقَيِّمُ کی لغوی تحقیق** مندرجہ بالا آیات میں سے آیت ۲۲ میں کعبہ کیلئے "قِيٰمًا لِّلنَّاسِ" کا لفظ وارد ہوا ہے۔ آیت ۲۳ میں بارہ[۱۲] مہینوں کے قاعدہ کے متعلق "اَلدِّيْنُ

---

[۱] الکہف آیت ۱ ، ۲ ۔ [۲] الروم آیت ۴۳ ۔

"اَلْقَیِّمُ" آیا ہے۔ آیت ع۲۴ میں قرآنی احکام کو خواہ وہ سابقہ کتب میں بھی مذکور تھے خواہ صرف قرآن نے ذکر کئے ہیں "کُتُبٌ قَیِّمَةٌ" قرار دیا گیا ہے۔ آیت ع۲۵ الف میں قرآن مجید کیلئے "قَیِّمًا" کی صفت مذکور ہوئی ہے۔ اور آیت ع۲۵ ب میں اسلام کیلئے "اَلدِّیْنُ الْقَیِّمُ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ آئیے اب ہم اس لفظ کی لغوی تحقیق کریں

اَلْقَیِّمُ کا لفظ قِیَامٌ اور قَوْمٌ مصدر سے مبالغہ کا صیغہ ہے۔ قیام کے معنے کھڑے ہونے اور دائم رہنے کے ہیں۔ قام علی الامر: دام و ثبت۔ وہ ہمیشہ ثابت رہا۔ (اقرب الموارد) قام عندھم الحق: ای ثبت ولم یبرح ومنہ قولھم اقام بالمکان ھو بمعنی الثبات۔ حق کے "قائم ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنی جگہ پر ہمیشہ کیلئے راسخ ہو گیا۔ اور وہاں سے نہ ہلا۔ (لسان العرب) القیّم: المستقیم الذی لا زیغ فیہ ولا میل عن الحق۔ کہ قیّم کے ایک معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ وہ ایسا کلام ہے جس میں کوئی کجی یا انحراف نہیں ہے بلکہ وہ کامل ہو۔ (لسان العرب) وقیّمًا ابلغ من القائم والمستقیم باعتبار الزنة۔ قیّم کا لفظ اپنے وزن کے لحاظ سے قائم اور مستقیم سے زیادہ زوردار ہے۔ (کلیات ابی البقاء) جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں۔ قام علی الامر: دام وثبت۔ کہ قام علی الامر کے معنے ہوتے ہیں۔ وہ امر دائمی ہے اور ثابت رہنے والا ہے اقام الشیٔ: ادامہ اور اقام الشیٔ کے معنے ہونگے اس چیز کو ہمیشہ ثابت رہنے والا بنا دیا پھر کہتے ہیں۔ ما لفلان قیمة: ثبات ودوام علی الامر۔ کہ فلاں شخص کیلئے قیمت نہیں یعنی اسے استقلال اور دوام حاصل نہیں۔ (اساس البلاغة) امام راغب لکھتے ہیں۔ وقولہ دینا قیما ای ثابتا مقوما لامور معاشھم ومعادھم۔ کہ دینًا قیمًا کے معنے ہیں ایسا دین جو ہمیشہ ثابت رہنے والا ہے اور انسانوں کے دنیوی اور اخروی امور کو ٹھیک طور پر قائم کرنے والا ہے۔ القیام والقوام اسم لما یقوم بہ الشیٔ۔ ای یثبت کالعماد والسناد کہ قیام اور قوام اس چیز کو کہتے ہیں جسکے ذریعہ سے دوسری چیز ثابت رہ سکے۔ وقولہ جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ قِیٰمًا لِّلنَّاسِ: ای قواما لھم یقوم بہ معاشھم ومعادھم قال الاصم قائما لا ینسخ۔ آیت قرآنی جَعَلَ اللّٰہُ الْکَعْبَةَ الْبَیْتَ

الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ میں قیام سے مراد وہ قانون ہے جس پر ہر انسان کے دنیوی اور اخروی امور کا انحصار ہو۔ لغت کے محقق الامام کہتے ہیں کہ اسکے معنے قائم رہنے والے کے ہیں یعنی لا ینسخ وہ جو کبھی منسوخ نہ ہوگا (مفردات) حضرت امام بخاریؒ نے القیم کے معنے القائم کئے ہیں۔ (بخاری کتاب التفسیر)

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہے کہ القیم کا لفظ از روئے لغت ثابت و دائمی قانون، اعلیٰ و عمدہ باقی رہنے والی تعلیم و شریعت کے لئے بولا جاتا ہے مفردات کے حوالہ میں "لا ینسخ" کا لفظ بالکل صریح ہے۔ دوسری قوامیس کے الفاظ میں بھی القیم کے معنے زائل نہ ہونیوالا اور ہمیشہ ثابت رہنے والا بتایا ہے جس کا مدعا یہ ہے کہ جب کسی عقیدہ، دین یا شریعت کیلئے القیم کا لفظ استعمال ہو تو اس سے علاوہ اس عقیدہ، دین اور شریعت کی عمدگی اور خوبی پر دلالت کرنے کے یہ بتانا بھی مدنظر ہوتا ہے کہ وہ کبھی زائل نہ ہوگا۔ کبھی منسوخ نہ ہوگا۔ قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر بھی یہ لفظ اسی مفہوم میں مستعمل ہوا ہے عقیدۂ توحید کو "الدین القیم" کہا گیا ہے۔ (سورۃ یوسف آیت ۴۰) ایسا ہی دین فطرت کو "ذٰلک الدین القیم" بتایا گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا ہے۔ لا تبدیل لخلق اللہ (الروم آیت ۳۰) خدائے واحد کی عبادت کو ناقابل نسخ حکم قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔ وذٰلک دین القیمۃ (البینۃ آیت ۵) پس القیم وہ دین ہے جو اپنی جگہ سے تبدیل نہ ہو کبھی منسوخ نہ ہو سکے۔

اس تحقیق کی روشنی میں اسلام کو ناقابل تنسیخ مذہب، اور قرآن مجید کو زندہ کتاب اور غیر منسوخ شریعت ماننا ہر منصف مزاج انسان کا فرض ہے۔

**ایک فیصلہ کن بات** مندرجہ بالا دلائل کے علاوہ ایک اور فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق فرمایا ہے۔ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ٥ (ابراہیم آیت ۲۴، ۲۵) کلمہ کی مثال اس پاکیزہ درخت کی ہے جسکی جڑیں ثابت ہوں اور جسکی شاخیں آسمان تک پہنچی ہوں اور وہ ہر وقت اپنا پھل دے رہا ہو یعنی قرآن مجید کے اصول و احکام مضبوط چٹان کی طرح ثابت اور دائمی ہیں۔ اسکے حقائق و معارف آسمانوں کی طرح بلند ہیں۔ صرف روحانی پرواز رکھنے والے ہی انکو

پاسکتے ہیں۔ تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا کے شیریں اثمار یعنی قرآن مجید کے سچے خادم اور روحانی پہلوان ہر زمانہ میں دنیا میں پیدا ہوتے رہینگے۔ جو کہا کریں گے ؎

کرامت گرچہ بے نام و نشان است

بیا بنگر ز غلمانِ محمدؐ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا (ابوداؤد) کہ میری امت کے دین یعنی اسلام کی تجدید کیلئے اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث فرماتا رہیگا۔ یہ مجدد دین گزشتہ صدیوں میں آتے رہے ہیں۔ اس صدی کے سر پر بھی جبکہ باب اور بہاء کہہ رہے تھے کہ اسلام منسوخ ہوچکا ہے قرآنی شریعت ناقابلِ عمل ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے باغ کی حفاظت کیلئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کو مبعوث فرمادیا ہے۔

اگر اسلام کے پھل بند ہوجاتے۔ اور قرآن مجید کے ان اعلیٰ روحانی خادموں کا سلسلہ منقطع ہوجاتا نعوذ باللہ۔ تو شاید بہائیت کی چال چل جاتی۔ مگر اب تو ناممکن ہے خدا تعالیٰ کا اسلام اور قرآن سے یہ سلوک ایک فیصلہ کن امر ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید منسوخ نہیں۔ بلکہ وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ اور نجات پانے اور خدا تک پہنچنے کا وہی کامل راستہ ہے۔ مبارک وے جو اس راستہ پر گامزن ہیں۔

؎ بہارِ جاوداں پیدا ہے اسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بُستاں ہے

# فصل ہشتم
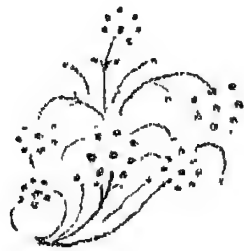
## بہاء اللہ نے الوہیت کا دعوی کیا ہے!

**نبوت اور الوہیت کے مدعی ہوتے رہے ہیں!**

تاریخ عالم سے ثابت ہے کہ انسانوں میں دو قسم کے مدعی اپنے دعوی پر ایمان کو فرض اور اپنی اطاعت کو واجب قرار دیتے رہے ہیں۔ (۱) نبوت و رسالت کے مدعی۔ (۲) الوہیت و ربوبیت کے مدعی۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالے نے بنی اسرائیل کی نجات کیلئے اپنے بندے حضرت موسیٰ کو نبی بنا کر بھیجا تھا۔ تو اسوقت ملک مصر کا فرعون اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى[1] کا ادعا کر رہا تھا۔ چنانچہ اس نے حضرت موسے علیہ السلام کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ[2] کہ اگر تو نے میرے سوا کسی اور ہستی کو خدا قرار دیا۔ تو میں تجھے قید کر دوں گا۔

نبوت کے مقام پر خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو کھڑا کرتا اور ان کی سچائی کو اپنے زبردست نشانات سے ثابت کرتا رہا ہے۔ ان کی قبولیت کو دیکھکر کچھ لوگ نبوت کے جھوٹے دعویدار بھی ہوئے ہیں۔ صادق اور کاذب انبیاء اپنے پھلوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ الوہیت خاصۂ خداوندی ہے۔ اسلئے الوہیت کا مدعی انسان یقیناً کاذب ہوگا۔ غرض مدعی نبوت کے بارے میں تو امکان ہے۔ کہ وہ صادق ہے یا کاذب۔ لیکن الوہیت کا مدعی بہرحال کاذب ہوگا۔ کسی انسان کا دعوئے الوہیت و ربوبیت کرنا ہی اسکے جھوٹا ہونے پر کافی دلیل ہے۔ ہاں اسمیں شبہ نہیں۔ کہ نبوت کا مدعی ہو یا الوہیت

---

[1] النازعات۔ [2] الشعراء ۲۹

کا وہ لوگوں کو اپنے دعویٰ پر ایمان لانے کیلئے دعوت دیگا۔ اور اپنی اطاعت کو فرض قرار دیگا۔

**بہاء اللہ کے دعویٰ میں غلط فہمی کی وجوہات**

بہاء اللہ کے دعویٰ کے متعلق غلط فہمی یا اختلاف رائے دو وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اوّل بہاء اللہ نے اپنے دعوے کو مامورانِ الٰہی کی سنت پر علی الاعلان بیان نہیں کیا۔ بلکہ اگر ایک حصہ کو اپنے چند احباب میں ذکر کیا۔ تو باقی دعویٰ کو تقیہ کی صورت میں مخفی رکھا۔ اس نے اپنے اتباع کو بھی یہ ہدایت دی ہے :۔ "استر ذھبك و ذھابك و مذھبك[۱]"

کہ اپنے مال، آمد و رفت اور مذہب کو مخفی رکھو"

دوم۔ بہاء اللہ کی کتب بالخصوص "اقدس" کو بہائیوں نے آج تک شائع نہیں کیا۔ تا موقعہ کے مناسب جو مذہب چاہیں اختیار کرلیں۔ اس عدم اشاعتِ کتب سے دعویٰ کے متعلق غلط فہمی کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ بہائیوں کو بھی اس کا اعتراف ہے لکھا ہے :۔

"عام طور پر حضرت باب۔ حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء کی کتابوں کے کمیاب ہونیکی وجہ سے بعض تاریخی اور تعلیمی غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں[۲]"

علاوہ ازیں عبد البہاء افندی کی روش بھی اس غلط فہمی کے بڑھانیکا موجب ہوئی ہے۔ باوجودیکہ بہائی شریعت میں باجماعت نماز منع ہے۔ اسلامی نماز منسوخ قرار دی گئی ہے۔ مگر عبد البہاء اپنی زندگی کے آخر تک مسلمانوں کی مساجد میں ان کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرتے رہے ہیں[۳] پس ان وجوہات کے باعث بہاء اللہ کے دعوے کے سمجھنے میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔

**بہاء اللہ نے اپنے دعویٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے**

بیشک عبد البہاء نے یورپ میں جاکر کہدیا ہے :۔

"یصح ان یکون الانسان بھائیاً ولو لم یسمع باسم بھاء اللّٰہ[۴]"

---

[۱] بہجۃ الصدور۔ [۲] رسالہ بہاء اللہ کی تعلیمات۔ [۳] عصر جدید عربی۔ [۴] عصر جدید عربی۔ (اردو عصر جدید سے یہ فقرہ حذف کر دیا گیا ہے)

ترجمہ۔ انسان بہائی ہو سکتا ہے۔ خواہ اس نے بہاء اللہ کا نام بھی نہ سنا ہو۔[1]

لیکن بہاء اللہ کی تحریرات سے اس نظریہ کی تائید نہیں ہوتی۔ "اقدس" کو چھپا کر اس قسم کی بات کہی جا سکتی تھی۔ مگر اب یہ ممکن نہیں۔ بہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت کچھ ہو۔ مگر یہ یقینی امر ہے۔ کہ انہوں نے اپنے دعویٰ کا ماننا فرض قرار دیا ہے۔ بہاء اللہ نے اپنے نہ ماننے والے کو مشرک قرار دیا ہے۔ اپنے دعویٰ کے منکر کو گمراہ کہا ہے۔ (اقدس ع۱) اپنی شریعت کے علاوہ سب شرائع کو ناقابل تمسک قرار دیا ہے۔ (اقدس ع۲۹۴) ہر عبادت نیکی اور ہر عمل خیر کو اپنی رضا، قبولیت اور خوشنودی پر موقوف قرار دیا ہے۔ (اقدس نمبر ۷۵ تا ۷۸) پس یہ تو قطعی بات ہے۔ کہ بہاء اللہ نے اپنے دعویٰ پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔ اور اپنے انکار کو موجب سزا کہا ہے۔ بلکہ اپنے دعویٰ سے اعراض کرنیوالے کو جہنمی قرار دیا ہے۔[2]

**بہاء اللہ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔** بہاء اللہ کیطرف دعوئے نبوت منسوب کرنا ہرگز درست نہیں۔ اس نے کبھی بھی نبی ہونیکا دعویٰ نہیں کیا۔ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی معنی میں خاتم النبیین مانتا ہے جس معنی میں عام غیر احمدی مانتے ہیں۔ یعنی آپؐ پر نبوت بند ہے۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔

"و زینتہ بطراز الختم و انقطعت بہ نفحات الوحی"[3]

یعنی آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ آپ پر وحی کا خاتمہ ہو چکا ہے۔"

ابوالفضل بہائی لکھتے ہیں :۔

"اینکہ جناب شیخ گمان فرمودہ اندکہ شاید ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم و گمان خود جناب شیخ است وہرکس با اہل بہاء معاشر شدہ یا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد میداند کہ نہ در الواح مقدسہ ادعائے نبوت وارد شدہ و نہ بر السنۂ اہل بہاء لفظ نبی بہ آں وجود اقدس اطلاق گشتہ"[4]

[1] اشراقات۔ [2] مجموعۂ اقدس [3] الواح مبارکہ ص۴۰۔ [4] الفرائد ص۲۷۵

ترجمہ۔ شیخ عبدالسلام، کا یہ خیال کہ باب اور بہاء نے دعویٰ نبوت کیا ہے سراسر وہم و گمان ہے۔ ہر شخص جو بہائیوں سے واقف ہے یا ان کی کتابوں پر اطلاع رکھتا ہے۔ خوب جانتا ہے۔ کہ نہ الواح میں دعویٰ نبوت پایا جاتا ہے اور نہ اہل بہاء نے کبھی باب یا بہاء اللہ کیلئے لفظ نبی کا استعمال کیا ہے۔"

مصر سے شائع شدہ کتاب "البہائیۃ" میں لکھا ہے:۔

"ان حضرۃ البہاء وحضرۃ عبدالبہاء وحضرۃ الباب لم یدع احد منہم النبوۃ [1]

ترجمہ۔ بہاء اللہ۔ عبدالبہاء یا باب میں سے کسی نے بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔"

بہائیوں کے رسالہ کوکب ہند میں لکھا ہے:۔

"نہ تو آیۂ مبارکہ میں نبی کا لفظ ہے۔ نہ فرقان کے موعود کو نبی کہا گیا۔ نہ اہل بہاء حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم کو نبی مانتے ہیں۔ اور کوکب ہند میں بارہا اس کا اعلان کیا جا چکا ہے [2]"

ان اقتباسات سے روز روشن کیطرح ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ مدعی نبوت نہ تھا اور نہ ہی بہائی لوگ بہاء اللہ کو نبی مانتے ہیں۔

**بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا** اب یہ بات واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ یقیناً دعویٰ الوہیت و ربوبیت تھا۔ نبوت تو اہل بہاء کے نزدیک بند ہے۔ وہ بہاء اللہ کو نبی نہیں کہتے۔ اگر یہ سوال ہو کہ پھر بہائی بہاء اللہ کو کیا مانتے ہیں؟ اس کا جواب بہائی رسالہ کوکب ہند یوں دیتا ہے کہ:۔

"اہل بہاء دور نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امت محمدیہ میں کوئی نبوت جاری نہیں سمجھتے۔ ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے۔ اسلئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں۔ جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے۔ اور یہ دور نبوت کے ختم ہونے کا کھلا اعلان ہے۔ اسی

---

[1] البہائیۃ صفحہ ۴۹ ۔ [2] کوکب ہند دہلی جلد ۹ نمبر ۲۰ ۷ ارمئی ۱۹۲۸ء

لیئے اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل ادیان نبی یا رسول ہے۔ بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے۔"[۱]

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ کا دعویٰ نبوت یا رسالت کا نہ تھا۔ بلکہ "مستقل خدائی ظہور" تھا۔

عقلی طور پر بھی نبوت کے دعویٰ سے انکار اور نبوت بالاستقام کے ادعا کے صرف یہی معنے ہیں۔ کہ بہاء اللہ الوہیت و ربوبیت کا مدعی تھا۔

**دعویٰ الوہیت بھی اور اقرار بشریت بھی**

توحید پرست حلقوں میں گفت گو کرتے وقت ہوشیار بہائی ایسے حوالے پیش کیا کرتے ہیں۔ جن میں بہاء اللہ نے اپنی بشریت کا اقرار کیا ہے۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ چونکہ بہاء اللہ بشر ہونیکا اقراری ہے لہٰذا اسے مدعیٔ الوہیت کہنا صحیح نہیں۔ مگر یہ استدلال محض سطحی ہے۔ کیونکہ ادعاء الوہیت کیلئے انکار بشریت لازم نہیں۔ بلکہ آج تک جن لوگوں نے بھی الوہیت کا دعویٰ کیا ہے۔ ان میں سے کسی نے نہیں کہا کہ میں بشر نہیں ہوں۔ اور جن مقدسوں کو لوگوں نے خدا قرار دیا۔ ان کی بشریت کا بھی انہوں نے انکار نہیں کیا۔ فرعون دعویٰ الوہیت کے باوجود اپنے بشر ہونے سے منکر نہ تھا۔ عیسائیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اِلٰہ قرار دیا مگر ان کی بشریت کے منکر نہیں ہوئے۔ وہ آپؑ کو کامل انسان اور کامل خدا کہتے ہیں۔ پس اسیطرح بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کے باوجود اگر بہاء اللہ خود یا بہائی اسکی بشریت کا ذکر کرتے ہیں۔ تو یہ عجیب نہیں۔ کونسا مدعیٔ الوہیت ہے جس نے اپنی بشریت کا انکار کرکے اپنے دعویٰ کو منوایا ہے؟ کیا ایک کھاتے پیتے انسان کو یہ سزاوار ہے۔ کہ وہ اپنی انسانیت کا منکر ہو جائے؟ سچ یہ ہے۔ کہ جس طریق پر مدعیانِ الوہیت دنیا میں دعوے کرتے رہے ہیں۔ یا جسطرح مسیحی لوگ حضرت مسیحؑ کو خدا مانتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بہاء اللہ

---

[۱] کوکب ہند جلد ۶ ص ۲۳ ۲۹ جون ۱۹۲۸ء

نے دعویٰ کیا ہے۔ اور بالکل اسی طرح بہائی لوگ بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔

**بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کی نوعیت**

بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کی نوعیت بیان کرنے کیلئے میں ذیل میں اہل بہاء کی دو[2] عبارتیں پیش کرتا ہوں لکھا ہے:۔

(الف) "حضرت بہاء اللہ کی کتابوں میں یہ کلام دفعۃً ایک مقام سے دوسرے مقام میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ابھی تو ایک انسان کلام کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اور ابھی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا خود کلام کر رہا ہے۔ مقام بشریت سے کلام فرماتے ہوئے کبھی بہاء اللہ اس طرح کلام فرماتے ہیں جس طرح خدا کا فرستادہ کلام کرے۔ اور لوگوں کو رضاء الٰہی کیسامنے کامل تسلیم کا زندہ نمونہ بن کر دکھاتے۔ آپ کی تمام زندگی روح القدس سے بھرپور تھی۔ اسلئے آپ کی زندگی اور تعلیمات میں بشری اور الٰہی عناصر کے درمیان کوئی صاف خط نہیں کھینچا جا سکتا[1]"

(ب) "عیسائیوں نے آپ (مسیح) کے ظہور کو خدا کی آمد یقین کرنے میں بالکل صحیح رویہ اختیار کیا۔ (قرآن مجید نے نصاریٰ کے اس رویہ کو کفر قرار دیا ہے۔ سورہ المائدہ آیت ۷۲۔ ناقل) آپ کے چہرہ میں انہوں نے خدا کے چہرہ کو دیکھا۔ اور آپ کے لبوں سے انہوں نے خدا کی آواز کو سنا۔ حضرت بہاء اللہ فرماتے ہیں۔ کہ رب الافواج ابدی باپ دنیا کے بنانے اور بچانے والے کی آمد جو تمام انبیاء کے بیانات کے مطابق آخری ایام میں واقع ہونیوالی ہے۔ اس سے سوائے اسکے اور کچھ مراد نہیں۔ کہ خدا انسانی شکل میں منصۂ شہود پر ظاہر ہوگا جس طرح اس نے اپنے آپ کو یسوع ناصری کی ہیکل (جسم) کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ اب وہ اس کامل تر اور روشن تر ظہور کے ساتھ آیا ہے[2]"

ان عبارات سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ کے ظہور کی وہی نوعیت قرار دی گئی ہے۔ جو کہ عیسائیوں کے نزدیک یسوع ناصری کے ظہور کی ہے۔ اس سے بہاء اللہ کے دعویٰ الوہیت کی نوعیت واضح اور عیاں ہے۔

---

[1] عصر جدید اردو صفحہ ۵۳،۵۲۔ [2] عصر جدید اردو صفحہ ۲۵۴

**بہاء اللہ کے ادعاءِ الوہیت پر ایڈیٹر المنار وغیرہ کا بیان**

بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ بہاء اللہ کو اسلئے مدعیٔ الوہیت قرار دیتی ہے تا اسے مدعیانِ نبوت کے زمرہ سے نکال کر بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی صداقت ثابت کر سکے۔ ان کے نزدیک جماعت احمدیہ کا یہ اعلان ذاتی فائدہ کی خاطر ہے۔ یہ خیال سراسر باطل ہے۔ اس خیال کا باعث صرف یہ ہے۔ کہ ایسے لوگوں نے بہائی لٹریچر کا مطالعہ نہیں کیا۔ ورنہ وہ ایسی بات نہ کہتے۔ ذیل میں میں اپنی تحقیق کی تائید کے لئے الشیخ رشید رضا ایڈیٹر رسالہ المنار مصر اور پادری الیاس غدوری کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ اول الذکر آخر عمر تک سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف تھے۔ الشیخ رشید رضا لکھتے ہیں:۔

"البہائیۃ ہم آخر طوائف الباطنیۃ یعبدون البہاء عبادۃ حقیقیۃ و یدینون بالوہیتہ و ربوبیتہ ولہم شریعۃ خاصۃ بہم[1]"

ترجمہ۔ بہائی لوگ باطنیہ فرقہ کا آخری گروہ ہیں۔ جو بہاء اللہ کی حقیقی عبادت کرتے ہیں۔ اور اس کی الوہیت و ربوبیت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ بہائیوں کی اپنی علیحدہ شریعت ہے۔"

پادری الیاس غدوری لکھتے ہیں:۔

"قد ادعی بالالوہیۃ فی کتابہ مرات متعددۃ رمزاً و علناً[2]"

"ترجمہ۔ بہاء اللہ نے اپنی کتاب میں متعدد مرتبہ اشارتاً اور علانیہ دعویٰ الوہیت کیا ہے۔"

ان اقتباسات سے واضح ہے۔ کہ بہائی کتابوں کا مطالعہ کرنیوالے دوسرے لوگ بھی بہاء اللہ کو مدعیٔ الوہیت ہی کہتے ہیں۔ مدعیٔ نبوت نہیں کہتے۔ پختہ بہائی بھی اس عقیدہ کا اعتراف کرتے ہیں۔ مرزا حیدر علی بہائی مبلغ نے لکھا ہے:۔

"بالوہیت حی لایزال بے مثال جمال قدم مذعن و مطمئن گشتیم[3]"

---

[1] المنار جلد ۱۳ عدد ۳ شوال ۱۳۲۸ھ ہجری۔ [2] مقدمہ اقدس [3] بہجۃ الصدور ص ۱۳۶

کہ ہم اہلِ بہاء جمال قدم یعنی بہاء اللہ کی الوہیت کے عقیدہ پر مطمئن ہو چکے ہیں۔"

**بہاء اللہ کے دعوئ الوہیت پر تیس[۳۰] واضح حوالجات**

اب مَیں ذیل میں اختصاراً وہ حوالجات درج کرتا ہوں جن سے بالبداہت ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ مدعی الوہیت تھا۔

پہلا[۱] حوالہ۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔ "اسمعوا نداء مالك الاسماء انه ينا ديكم من شطر سجنه الاعظم انه لا اله الا انا المقتدر المتكبر المتسخر المتعالى العليم الحكيم[لہ]"

کہ مَیں قیدخانہ میں ہوں۔ مَیں مالک الاسماء ہوں۔ میرے بغیر کوئی خدا نہیں۔"

نوٹ :۔ (اقدس کے حوالجات کا ترجمہ فصل پنجم میں دیکھا جائے۔)

دوسرا[۲] حوالہ۔ بہاء اللہ کہتا ہے :۔ "و الذى ينطق فى السجن الاعظم انه لخالق الاشياء و موجد الاسماء قد حمل البلايا لاحياء العالم[لہ]"

کہ جو اسوقت قیدخانہ میں بول رہا ہے۔ وہی سب اشیاء کا خالق ہے۔ اور تمام ناموں کا موجد ہے اس نے دنیا کو زندہ کرنیکے لئے مصائب برداشت کئے ہیں۔"

تیسرا[۳] حوالہ۔ بہاء اللہ نے کہا ہے :۔ "لا اله الا انا المسجون الفريد[لہ]"

ترجمہ۔ سوائے میرے جو تنہا قیدی ہوں اور کوئی خدا نہیں ہے۔"

استدلال[۱]۔ ان حوالجات سے واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ اپنے مسجون ہونے کے اقرار کیساتھ اپنی الوہیت اور خالقیت کا بھی اعلان کرتے ہیں۔

چوتھا[۴] حوالہ۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے :۔ "يا اهل الارض اذا غربت شمس جمالي و سترت سماء هيكلي لا تضطربوا قوموا على نصرة امري و ارتفاع كلمتي بين العالمين۔ انا معكم فى كل الاحوال۔

---

لہ اقدس ص۲۸۲ - لہ مجموعہ اقدس ص۲۲۵ مطبوعہ بمبئی - لہ مبین ص۲۸۶

و ننصرکم بالحق انا کنا قادرین[1]"

اس عبارت میں بہاء اللہ نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ مرنے کے بعد بھی میں مدد کرتا رہونگا ہر حال میں میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔

پانچواں حوالہ۔ لکھا ہے:۔ "قد کان المظلوم معکم یسمع و یری و ھو السمیع البصیر[2]"

ترجمہ۔ یہ مظلوم (بہاء اللہ) ہر وقت تمہارے ساتھ ہے سنتا اور دیکھتا ہے۔ اور وہ سمیع و بصیر ہے۔"

چھٹا حوالہ۔ عبد البہاء افندی لکھتے ہیں:۔ "جمال مبارک بنص صریح در کتاب عہد فرمودند نراکم من افق الابھی و ننصر من قام علی نصرۃ امری بجنود من الملأ الاعلی و قبیل من الملائکۃ المقربین[3]"

ترجمہ۔ بہاء اللہ نے کتاب کی نص صریح میں وعدہ کیا ہے۔ کہ میں تمکو ہمیشہ افق ابہیٰ سے دیکھتا رہونگا اور جو میرے امر کی تائید کریں گے۔ میں ملأ اعلیٰ اور فرشتوں کی جماعتوں کیساتھ ان کی مدد کروں گا۔"

اسی بناء پر عبد البہاء نے کہا ہے:۔ "من عبد البہاء ہستم۔ حضرت بہاء اللہ بیمثیل و نظیر است۔ کل باید توجہ بہاء اللہ نمایند و دعا این است مذہب عبد البہاء[4]"

کہ میرا مذہب یہ ہے۔ کہ سب لوگوں کو دعا کے وقت بہاء اللہ کیطرف توجہ کرنی چاہیئے۔"

استدلال۔ ان عبارتوں سے واضح ہے۔ کہ بہاء اللہ نے حاضر ناظر ہونے اور ہر وقت نصرت کرنیکا دعویٰ کیا ہے۔ اور بہائی اسکو ایسا ہی مانتے ہیں۔ دعائیں اسی سے کرتے ہیں۔ اور اسے سمیع و علیم جانتے ہیں۔

ساتواں حوالہ۔ بہاء اللہ اپنا مقام ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:۔

"اذا یراہ احد فی الظاھر یجدہ علی ھیکل الانسان بین ایدی اھل الطغیان و اذا یتفکر فی الباطن یراہ مھیمناً

---

[1] اقدس ص۳۶، ص۴۵۔ [2] مجموعہ اقدس ص۱۳۵۔ [3] مکاتیب عبد البہاء جلد ۲ ص۲۲۳۔ [4] بدایع الآثار جلد ۲ ص۱۳۹

علی من فی السمٰوات و الارضین[1]"

ترجمہ: جب کوئی شخص بہاء اللہ کو ظاہر میں دیکھتا ہے۔ تو اسے اہل طغیان کے درمیان ایک انسان کی ہیکل پر دیکھتا ہے۔ اور جب باطن میں غور کرتا ہے تو اسے آسمانوں اور زمینوں کا مہیمن و نگران پاتا ہے"

**آٹھواں حوالہ:-** "جمال غیب در ہیکل ظہور بمظہر بابیہ ای احمد نقیر از عرفت گلستان قدس روحانیم بہ عالم ہستی وزیدہ و جمیع موجودات را بطراز قدس صمدانی مزین فرمودہ[2]"

ترجمہ: جمال غیب نے ہیکل ظہور میں (یعنی بہاء اللہ نے ایک مرید سے) فرمایا کہ اے احمد! میری روحانیت کے مقدس باغ سے دنیا پر ہوا چلی ہے۔ اور سب موجودات کو قدسیت سے مزین کر دیا ہے"

اس عبارت میں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو "جمال غیب در ہیکل ظہور" قرار دیا ہے۔

**نواں حوالہ:-** عبد البہاء افندی نے بہاء اللہ اور یسوع کو باہم کامل مشابہ قرار دیا ہے لکھتے ہیں:- "کلمۃ اللہ اسکندری حضرت مسیح و اسم اعظم جمال مبارک را ظہور و بروز بے فوق تصور زیرا ارزہ جمیع کمالات مظاہر اولیہ بودند و مافوق آں بکمالاتے متحقق کہ مظاہر سائرہ حکم تبعیت داشتند[3]"

گویا مسیح اور بہاء اللہ سب انبیاء و رسل سے افضل ہیں۔ اس فضیلت اور مشابہت کو عبد البہاء نے یوں واضح کیا ہے:-

"حقیقت مسیحیہ کہ کلمۃ اللہ است البتہ من حیث الذات و الصفات و الشرف مقدم بر کائنات است و کلمۃ اللہ پیش از ظہور در ہیکل بشری در نہایت عزت و تقدیس بود و در کمال جلال و جمال در اوج عظمت خویش برقرار[4]"

**استدلال:-** گویا جس طرح مسیحی حضرت مسیح کو کلمۃ اللہ کا "ظہور در ہیکل بشری" مانتے ہیں بعینہٖ اسیطرح بہائی بہاء اللہ کو کلمۃ اللہ کا "ظہور در ہیکل بشری" مانتے ہیں بسر مو فرق نہیں۔ اسی بنا پر عبد البہاء نے بہاء اللہ کو مسیح سے مشابہ قرار دیا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ عبد البہاء حقیقت حضرت مسیح

---

[1] اقتدار ص۱۱۴ - [2] الواح ص۲۱۶ - [3] مفاوضات ص۱۲۳ - [4] مفاوضات ص۹۳ -

کو ابن اللہ کا ظہور مانتے ہیں یا نہیں ؟

دسواں[10] حوالہ۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں :۔ لیس لمطلع الامر شریک فی العصمۃ الکبری انہ لمظہر یفعل مایشاء فی ملکوت الانشاء، قد خص اللہ ھذا المقام لنفسہ و ما قدر لاحد نصیب من ھذا الشان العظیم المنیع[1]"

اس میں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو مطلع الامر قرار دیکر "عصمت کبری" کا ادعاء کیا ہے۔ اور اس مقام کو اللہ تعالے سے خاص بتایا ہے۔

گیارھواں[11] حوالہ "الحمد للہ الذی جعل العصمۃ الکبری درعاً لھیکل امرہ فی ملکوت الانشاء وما قدر لاحد نصیبًا من ھذہ الرتبۃ العلیا والمقام الاعلی[2]"

ترجمہ: سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے ملکوت انشاء میں اپنے امر کی ہیکل کیلئے عصمت کبری کو قمیص بنایا۔ اور اس بلند مرتبہ میں سے کسی اور کے لئے اس میں حصہ مقدر نہیں کیا "

بارھواں[12] حوالہ عصمت کبری کے مقام کی تشریح کرتے ہوئے جناب بہاء اللہ نے لکھا ہے :

"لو یحکم علی الماء حکم الخمر و علی السماء حکم الارض و علی النور حکم النار حق لا ریب فیہ ولیس لاحد ان یعترض علیہ او یقول لم و بم ...... انہ لو یحکم علی الصواب حکم الخطأ و علی الکفر حکم الایمان حق من عندہ ..... انہ لو یحکم علی الیمین حکم الیسار او علی الجنوب حکم الشمال حق لا ریب فیہ[3]"

ترجمہ۔ کہ عصمت کبری کا مالک اگر پانی کو شراب، آسمان کو زمین، نور کو آگ قرار دے تو اس میں

[1] اقدس[1] [2] نبذۃ من تعالیم البہاء صفحہ [3] نبذۃ من تعالیم البہاء صفحہ ۹

شک نہ ہوگا۔ اور کسی کو اس پر اعتراض کرنے یا "کیوں اور کس لیے" کہنے کا حق نہ ہوگا۔ وہ اگر درست بات کو غلط، کفر کو ایمان قرار دے تب بھی صحیح ہوگا۔ اسیطرح وہ اگر دائیں کو بایاں اور جنوب کو شمال قرار دیدے تو بھی درست ہوگا۔ استدلال۔ ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ نے جس عصمتِ کبریٰ کو خاصۂ خداوندی قرار دیا ہے۔ اسکو اپنے لئے مخصوص بنایا ہے قطع نظر اس امر کے کہ یہ معقول ہے یا نہیں۔ کہ کفر کو ایمان قرار دیا جائے۔ یہ تو ثابت ہوگیا کہ بہاء اللہ اپنے لئے مقام الوہیت کو ہی خاص بتاتا ہے۔

**تیرھواں حوالہ**[۱۳] " یا قوم طھروا قلوبکم ثم ابصارکم لعلکم تعرفون بارئکم فی ھذا القمیص المقدس اللمیع[۱] "

ترجمہ۔ اے میری قوم! اپنے دلوں اور اپنی آنکھوں کو پاک کرو۔ تا تم اس مقدس اور چمکدار قمیص میں اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچان سکو"

**چودھواں حوالہ**[۱۴]۔ انا لو نخرج من القمیص الذی لبسناہ لضعفکم لیفدینی من فی السموات والارض بانفسھم و ربک یشھد بذلک و لا یسمعہ الا الذین انقطعوا عن کل الوجود حباً للہ العزیز القدیر[۲]"

ترجمہ۔ اگر ہم اس قمیص سے باہر نکل آئیں جو ہم نے محض تمہارے اعتقادی ضعف کیوجہ سے پہن رکھی ہے۔ تو مجھ پر آسمانوں اور زمین والے سب لوگ قربان ہو جائیں۔ تیرا رب اسکی گواہی دیتا ہے۔ مگر اس گواہی کو صرف وہی لوگ سنتے ہیں۔ جو اللہ کی محبت کے باعث سب کائنات سے منقطع ہو چکے ہیں"

**پندرھواں حوالہ**[۱۵]۔ بہاء اللہ اپنے ایک مرید نصیر نامی کو دعا سکھاتے ہیں۔ کہ یوں کہا کرو کہ "اسئلک بجمالک الاعلی فی ھذا القمیص الدری المبارک الابھی بأن تقطعنی عن کل ذکر دون ذکرک[۳]"

---

[۱] مبین ص۲۳ - [۲] الواح ص۸۹ - [۳] الواح ص۱۹۶ -

ترجمہ۔ اے اللہ! میں تجھسے اس جمال اعلیٰ کے واسطہ سے جو اس روشن اور مبارک قمیص میں ہے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تو مجھے اپنے ذکر کے سوا ہر ذکر سے منقطع کردے۔"

استدلال۵۔ بہاء اللہ کی ان عبارتوں سے ظاہر ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو انسانی جامہ میں خدا قرار دیتا ہے۔ اپنے خالق البشر ہونیکا بھی مدعی ہے۔ اور اپنے سے دعائیں کرنے کی بھی ہدایت کرتا ہے۔

سولہواں۱۶ حوالہ:" قد فرض لکل نفس کتاب الوصیة وله ان یزین راسه بالاسم الاعظم و یعترف فیه بوحدانیة الله فی مظهر ظهوره[1]"

اس میں بہاء اللہ نے ہر بہائی کو اس اقرار کی وصیت کی ہے۔ کہ وہ "وحدانیة الله فی مظهر ظهوره" یعنی خدا کے مظہر ظہور (بہاء اللہ) میں اسکی توحید کا اعتراف کرے۔

سترھواں۱۷ حوالہ:" الحمد لنفسی المهیمن المقتدر العزیز القدیم تالله هذه الکلمة فی آخر القول لسیف الله علی المشرکین و رحمته علی الموحدین[2]"

ترجمہ۔ سب تعریف میری اپنی ذات کیلئے ہے۔ جو مہیمن، مقتدر، عزیز اور قدیم ہے۔ بخدا کلام کے آخر میں یہ فقرہ مشرکوں پر تلوار ہے۔ اور موحدین کے لئے رحمت ہے۔"

استدلال۶۔ یاد رہے کہ بہاء اللہ نے اپنے ایک خط کے آخر میں یہ عبارت لکھی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جو بہاء اللہ کو ان صفاتِ خداوندی سے متصف مانیں وہ اسکے نزدیک موحد ہیں۔ باقی سب مشرک۔ گویا بہائیت نے توحید کی تعریف ہی تبدیل کرلی جس طرح عیسائی تثلیث کو توحید کہتے ہیں۔ اسی طرح بہائی بہاء اللہ کو صفات باری تعالیٰ سے متصف ماننے کا نام توحید رکھتے ہیں۔ یہ امر بہاء اللہ کی ان دونوں تحریروں سے بوضاحت ثابت ہے۔

---

[1] اقدس ص۲۳۷۔ [2] الواح ص۲۱۔

**اٹھارہواں حوالہ**۔ اذا اختلفتم فی امر فارجعوہ الی اللہ ما دامت الشمس مشرقۃ من افق ھذا السماء واذا غربت ارجعوا الی ما نزل من عندہ انہ لیکفی العالمین[1]"

یعنی جب تک میں زندہ ہوں مجھ سے اپنے اختلافات کا فیصلہ کرایا کرو۔ اور جب میں مر جاؤنگا تو میرے نازل کردہ کیمطابق فیصلہ کیا کرو۔ اسجگہ بھی صاف طور پر بہاء اللہ نے اپنے آپ کو خدا قرار دیا ہے۔ اسی بناء پر بہاء اللہ نے "اقدس" ص ۱۱۶ میں اس سے کیئے گئے سوالات کو "رب ما یری و ما لا یری رب العالمین" سے کیئے گئے سوالات لکھا ہے۔

**انیسواں حوالہ**۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں: "ھذا یوم لو ادرکہ محمد رسول اللہ لقال قد عرفناک یا مقصود المرسلین۔ ولو ادرکہ الخلیل لیضع وجھہ علی التراب خاضعاً للہ ربک ویقول قد اطمأن قلبی یا الہ من فی ملکوت السموات والارضین[2]"

ترجمہ۔ یہ وہ دن ہے کہ اگر اسے محمد رسول اللہ پاتے تو پکار اٹھتے کہ ہم نے تجھے پہچان لیا۔ اے مرسلین کے مقصود۔ اور اگر اسے حضرت ابراہیمؑ پاتے تو اللہ کے حضور عاجزی کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے اور کہتے کہ اب میرا دل مطمئن ہوگیا ہے اے آسمانوں اور زمینوں کے باشندوں کے خدا!"

**استدلال**۔ یہ عبارت اپنے مضمون کے بتانے میں نہایت واضح ہے۔ اسمیں بہاء اللہ نے اپنے آپ کو مقصود المرسلین اور الٰہ قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مقصود المرسلین خدا ہی ہوگا۔

**بیسواں حوالہ**: "ھو الذی ارسل الرسل و انزل الکتب الا انہ لا الہ الا انا العزیز الحکیم[3]"

ترجمہ۔ وہی ہے جس نے رسولوں کو بھیجا اور کتابوں کو نازل کیا۔ کوئی خدا نہیں بجز میرے جو عزیز و حکیم ہوں"

**اکیسواں حوالہ**: "قل یا ملأ البیان تاللہ قد اتی مفترلہ و مرسلہ

---

[1] اقدس ص ۱۱۷ - [2] الواح ص ۹۳ - [3] اقدس ص ۱۵۱

اتقوا الرحمن ولا تکونوا من الظالمین[۱]"

ترجمہ۔ اے میرے شاگردو! کہہ دے کہ اے اہل بیان! بخدا البیان کا آنا رسنے والا اور بھیجنے والا آگیا ہے تم رحمن سے ڈرو۔ اور ظالموں میں سے ستاؤ"

بائیسواں حوالہ" قال وقوله الحق لا یمنعه ذکر النبی عن الذی یقوله یخلق النبیین والمرسلین[۲]"

ترجمہ۔ اس نے کہا اور اسکا قول درست ہے کہ اسے آنحضرتؐ کا ذکر اسکی نہ روکے گا۔ جو اپنے قول سے نبیوں اور رسولوں کو پیدا کرتا ہے"

بہائیوں کو مسلم ہے۔کہ" الذی یقوله یخلق النبیین والمرسلین سے مراد بہاء اللہ ہے۔

تیئیسواں[۲۳] حوالہ۔ مرزا حید علی بہائی لکھتے ہیں:۔

"حضرت بہاء اللہ آسمانی است کہ از آفاقش شموس انبیاء و مرسلین اشراق نمودہ مرسل رسل و منزل کتب و رب الارباب و سلطان مبدء و مآب است[۳]"

ترجمہ:حضرت بہاء اللہ وہ آسمان ہے جسکے افق سے انبیاء و مرسلین کے سورج چمکے۔ بہاء اللہ رسولوں کا بھیجنے والا، کتابوں کا اتارنے والا، رب الارباب، اور ابتداء اور انتہاء کا بادشاہ ہے"

عبدالبہاء آفندی نے بہاء اللہ کو "واضح کتاب" لکھا ہے "عصر جدید عربی میں" منزل الکتاب" لکھا گیا ہے[۵]"

استدلال۔ ان چاروں[۴] اقتباسات سے عیاں ہے کہ بہاء اللہ کا دعویٰ ہے۔کہ وہی رسولوں کا مرسل (بھیجنے والا) اور کتابوں کا منزل (اتارنے والا) ہے۔ اسی نے بیان کو اتارا ہے۔ وہی نبیوں کا خالق اور پیدا کنندہ ہے۔ بہاء اللہ کے متعلق بہائیوں کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ پس ثابت ہے کہ بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت کا دعویٰ تھا۔

چوبیسواں[۲۴] حوالہ۔عبدالبہاء آفندی لکھتے ہیں:۔

---

[۱] مجموعہ اقدس (۳۱) ۔ [۲] مجموعہ اقدس ص۲۲۳ ۔ [۳] بہجۃ الصدور ص۳۴۹ ۔ [۴] خطابات جلد ۱ ص۲۵۸ ۔ [۵] عصر جدید عربی ص۴۵ ۔

"جمیع ایامیکہ آمدہ و رفتہ است۔ ایام موسٰی بودہ، ایام مسیح بودہ۔ ایام ابراہیم بودہ۔ و ہمچنیں ایام سائر انبیاء بودہ۔ اما آں یوم یوم اللہ است[۵۱]"

یعنی سب نبیوں کا زمانہ تو "ایام الانبیاء" تھا۔ اور آج کا زمانہ "یوم اللہ" ہے"

بہائیوں کی تعلیمی کتاب میں لکھا ہے:۔

"در آں یوم جمال اقدس ابہیٰ بر عرش ربوبیت کبریٰ مستوی و بکل اسماء حسنیٰ و صفات علیا بر اہل ارض و سماء تجلی فرمود[۵۲]"

اسی عقیدہ کی تائید ابوالفضل بہائی نے بھی کی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"ایں چنیں ظہور عظیمے مقام او مقام نیابت و خلافت و امامت نیست۔ بل ظہور کلی الٰہی است۔ و مقام شارعیت و سلطنت الٰہیۃ[۵۳]"

استدلال۔ ان بیانات سے ثابت ہے۔ کہ بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ عرش ربوبیت کا مالک ہے یعنی خدا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بہائی بہاء اللہ کیلئے دعائیہ کلمہ "علیہ الصلوٰۃ والسلام" وغیرہ استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ جس طرح نصاریٰ مسیح کیلئے "لہ المجد" کہتے ہیں۔ بہائی بہاء اللہ کیلئے "جل ذکرہ" اور "عز شانہ" استعمال کرتے ہیں۔ جو ذات باری تعالیٰ کیلئے مخصوص ہیں۔

پچیسواں حوالہ۔ بہاء اللہ کے بیٹوں، عبد البہاء اور محمد علی وغیرہ میں سے بہائی لوگ اول الذکر کو حقیقت الٰہیہ سے پیدا شدہ قرار دیتے ہیں۔ اور ثانی الذکر بیٹوں کو حقیقت ناسوتیہ سے۔ لکھا ہے:۔

"مقصود از اصل قدیم و یا اصل قویم یا بحر محیط یا کون حقیقت نورانیہ الٰہیہ است۔ کہ مؤثر در وجود و محیط بر عوالم غیب و شہود است و حضرت من ارادہ اللہ روح ما سواہ فداہ از آں اصل روئید و از آں بحر منشعب شدہ اند و دیگراں از اصل حادث کہ مقام ظاہری جسمانی است روئیدہ و از جنبۂ ناسوتی خلق شدہ اند[۵۴]"

---

[۵۱] مفاوضات فارسی صفحہ ۲۱۴۔ [۵۲] دروس الدیانۃ صفحہ ۸۔ [۵۳] الفرائد صفحہ ۲۸۲۔ [۵۴] دروس الدیانۃ صفحہ ۹۴

ترجمہ۔ اصل قدیم یا اصل قویم یا بحر محیط یا کوان سے مراد وہ حقیقت نورانیہ الہیہ ہے۔ کہ جس سے موجودات پیدا ہوئے۔ اور وہ غیب وشہود کے عوالم پر احاطہ کئے ہوئے ہے حضرت من ارادہ اللہ یعنی عبدالبہاء افندی تو اس اصل قدیم سے پیدا ہوا ہے۔ اور اسی بحر محیط یا کوان کی شاخ ہے۔ باقی پیچھے بہاء اللہ کے سو وہ اصل حادث سے پیدا ہوئے ہیں یعنی ظاہری جسمانی اور ناسوتی مقام سے پیدا ہوئے ہیں۔"

استدلال[۱]۔ یہ وہ عقیدہ ہے۔ جو بہائی اپنی نسلوں کو "دروس الدیانۃ" کے ذریعہ یاد کراتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ نہ صرف بہاء اللہ کو ازلی خدا مانتے ہیں۔ بلکہ عبدالبہاء کو اس ازلی خدا کا فرزند قرار دیتے ہیں۔ تا کسی طرح اقانیم ثلاثہ[۳] بنانے میں عیسائیوں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

چھبیسواں[۲۶] حوالہ۔ کذلک ورد علینا من الذین ھم خلقوا بامر من عندنا وانا کنا قادرین[۱]"

ترجمہ۔ یہ مصائب ہم پر ان لوگوں کیطرف سے وارد ہوئے جو ہمارے حکم سے پیدا ہوئے تھے اور ہم قادر ہیں۔"

ستائیسواں[۲۷] حوالہ "وما دونی قد خلق بامری ان انت من العارفین[۲]"

ترجمہ۔ میرے سوا جسقدر موجودات ہیں سب میرے امر سے پیدا ہوئی ہیں اگر تو جاننے والوں میں سے ہے"

اٹھائیسواں[۲۸] حوالہ۔ بہاء اللہ ایک شخص کو لکھتے ہیں۔ کہ چونکہ میں نے تجھے یاد کیا ہے۔ تو مجھے اس طرح مخاطب کر:۔

"لک الحمد یا مبدع الاکوان بما ذکرتنی فی السجن اذ کنت بین ایدی الفجار[۳]"

ترجمہ۔ کہ سب تعریف تجھ کو ہے۔ اے کائنات کے پیدا کرنیوالے کیونکہ تو نے مجھے قید خانہ میں یاد کیا۔ جبکہ تو بدکاروں کے سامنے تھا۔"

استدلال[۱۱]۔ ان تینوں حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ اس بات کا مدعی تھا۔ کہ

---

[۱] الواح ص ۲۱۶۔ [۲] الواح ص ۲۱۷۔ [۳] مبین ص ۳۷۳

سب لوگ اس کے حکم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور وہ "مبدع الاکوان" ہے۔

**انتیسواں حوالہ** [۲۹] ۔ مغربی ممالک میں بہائی بننے والے لڑکوں سے ایک فارم پُر کرایا جاتا ہے جس میں عبدالبہاء کی زندگی تک اسے مخاطب کیا جاتا تھا۔ (عبدالبہاء کی وفات ۲۸ نومبر ۱۹۲۱ء کو ہوئی ہے۔) پروفیسر براؤن نے اس فارم کی (True copy) اپنی کتاب میں نقل کی ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :۔

"اے غصن اعظم (عبدالبہاء) میں عاجزی سے اقرار کرتا ہوں۔ خدائے قادر مطلق کے ایک ہونیکا جو میرا پیدا کرنیوالا ہے۔ میں ایمان لاتا ہوں کہ وہ انسانی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اسنے اپنا ایک کنبہ قائم کیا۔ اور پھر یقین رکھتا ہوں اسکے اس دنیا سے رخصت ہو جانے پر۔ اور ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ اس نے اپنی بادشاہت تجھ کو دیدی ہے اے غصن اعظم! جو اس کا سب سے پیارا بیٹا اور راز ہے۔" [۱]

**تیسواں حوالہ** [۳۰] ۔ بہاء اللہ اپنے اتباع کو دعا سکھاتے ہیں کہ یوں کہا کرو :۔

"اسئلك يا اله الوجود و مالك الغيب و الشهود بسجنك و مظلوميتك وما ورد عليك من خلقك بان لا تخيبني عما عندك ولا تمنعني عما احييت به من في القبور انك انت مالك الظهور والمستوي على العرش في يوم النشور لا اله الا انت العليم الحكيم۔" [۲]

ترجمہ۔ کہ اے کائنات کے الہ! غیب و شہود کے مالک! میں تجھ سے تیری قید، تیری مظلومیت اور ان مصائب کا واسطہ دیکر جو تجھ پر تیری مخلوق کیطرف سے وارد ہوئے، یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے ان انعامات سے محروم نہ کر جو تیرے پاس ہیں۔ اور اس برکت سے نہ روک جس کے ذریعہ تو نے قبروں والوں کو زندہ کر دیا۔ تو ہی ظہور کا مالک اور آج یوم النشور میں عرش پر تشریف فرما ہے۔ کوئی خدا نہیں، بجز

---

[۱] کتاب "میٹیریلیس فار دی سٹڈی آف دی بابی ریلیجن" صفحہ ۱۴۸۔ [۲] مجموعہ اقدس ۱۰۱۔

تیرے رب تو علیم و حکیم ہے "۔

استدلال[۱۲]۔ بہاء اللہ کا بہائیوں کو یہ دعا سکھانا صاف بتا رہا ہے۔ کہ وہ ان سے اپنی الوہیت منواتا ہے۔ اور بہائیوں کا یہ دعا کرنا ثابت کرتا ہے۔ کہ وہ فی الواقع بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔

ان تیس[۳۰] حوالہ جات سے ثابت ہے۔ کہ بہاء اللہ کا دعویٰ الوہیت کا تھا ان حوالجات کی موجودگی میں یہ کہنا کہ بہاء اللہ مدعیٔ نبوت تھا اور مدعیٔ الوہیت نہ تھا، صریح غلط بیانی ہے۔ جو زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔

**مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اقرار کہ بہاء اللہ مدعیٔ نبوت نہ تھا**

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سلسلہ احمدیہ کے سخت معاند ہیں۔ انہوں نے لمبے عرصہ تک اس بات پر ضد کی، کہ بہاء اللہ مدعیٔ نبوت ہے۔ مدعی الوہیت نہیں لیکن آخر انکو اپنے قلم سے لکھنا پڑا کہ :۔

"ہم تو یہی سمجھتے تھے۔ کہ کسی انسان کیلئے سب سے بڑا دعویٰ نبوت اور رسالت ہے۔ اسلئے ہم آجتک کہتے رہے کہ شیخ بہاء اللہ نبوت کے مدعی تھے۔ مگر آج ان کی جماعت کے آرگن "کوکب ہند" نے ہمارے اس خیال کی بڑی سختی سے تردید کی"

پھر بہائی رسالہ کا حوالہ درج کرکے لکھا ہے :۔

"ہمیں کیا ضرورت کہ ہم ان کی نبوت پر اصرار کریں۔ اور ہمارے فاضل نامہ نگار مولوی محمد حسین صابری بریلوی کو کیا مطلب کہ وہ قادیانیوں کے حملے سے ان کی مدافعت کریں۔ کہ شیخ بہاء اللہ نے خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیں صابری صاحب ان دونوں (قادیانیوں اور بہائیوں) کو چھوڑ دیں کہ باہمی نمٹ لیں۔ ہم کا ہے کو کسی کا مسلمہ عقیدہ تبدیل کریں، یا تبدیل کرنے پر زور دیں۔ بلکہ ہم وہی کہیں گے جو خود بہائی اپنا عقیدہ ظاہر کریں گے "[۱]

مولوی صاحب کے اس اعلان میں ان لوگوں کیلئے سبق ہے جو اب بھی دانستہ یا نادانستہ

---

[۱] اہلحدیث جلد ۲۰ نمبر ۳۵ مورخہ ۶ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۲

بہاءاللہ کو مدعیٔ نبوت قرار دینے اور اسکے مدعیٔ الوہیت ہونے سے انکار کرتے ہیں۔

**اہل بہاء کیساتھ فیصلہ کی راہ۔** اب بھی اگر بہائی لوگ بہاءاللہ کے مدعیٔ الوہیت ہونے کے انکاری ہوں، تو میں ان کیساتھ فیصلہ کی ایک راہ پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ وہ بتائیں، کہ حضرت مسیح کو جس رنگ میں عیسائی خدا مانتے ہیں۔ اس میں اور بہائیوں کے بہاءاللہ کو خدا ماننے میں کیا فرق ہے۔ عیسائی مسیح کو دُنیا کا خالق کہتے ہیں۔ بہاءاللہ نے بھی ادعاء کیا ہے۔ عیسائی مسیح کے کلام کو ہی وحی اور الہام کہتے ہیں۔ بہائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ بہاءاللہ کی تحریرات میں ہرگز یہ امتیاز نہیں۔ کہ یہ الہامی ہے اور یہ غیر الہامی بہاءاللہ نے کبھی اس امتیاز کو ذکر نہیں کیا۔ عیسائی مسیح کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ بہائی بہاءاللہ کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ عیسائی مسیح سے دعائیں کرتے ہیں۔ بہائی بہاءاللہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ عیسائی مسیح کی قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ بہائی بہاءاللہ کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اسے نماز میں قبلہ قرار دیتے ہیں۔ غرض کوئی ایک بات بھی ایسی نہیں جو عیسائی کہتے یا کرتے ہوں، اور بہائی نہ کہتے یا نہ کرتے ہوں۔

پس اس سے ثابت ہے۔ کہ بہائی یقیناً بہاءاللہ کو اسیطرح خدا مانتے ہیں۔ جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو خدا مانتے ہیں۔ بہائی اس زمانہ میں تثلیث پرستوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ دنیا کو پھر توحید حقیقی کی بجائے شرک میں مبتلا کردیں اور توحید کو مٹادیں۔ مگر خدا کا مسیح فرماتا ہے ؎

ایک مدت سے کفر اسلام کو تھا کھا رہا<br>
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانیکے دن

بہائیت ناکام رہی اور ناکام رہے گی۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّیْطٰنِ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ٥

# فصل نہم

## بہائی تحریک کے متعلق بعض اہم سوالات اور ان کے جوابات

**(۱) بابیوں اور بہائیوں کی موجودہ تعداد!**

سوال۔ اسوقت بابیوں اور بہائیوں کی تعداد کتنی ہے؟

جواب۔ بابی (صرف باب کو ماننے والے) اور بہائی (بہاء کے ماننے والے) اپنی تعداد بتانے میں بہت مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا بالعموم طریق یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں کہیں گے۔ کہ دوسرے ممالک میں لاکھوں بہائی ہیں۔ اور دوسرے ملکوں میں یہ اعلان کریں گے۔ کہ ہندوستان میں ہزارہا لوگ بہائی بن چکے ہیں۔ اس بارے میں بہائیوں کو خوب مہارت حاصل ہے۔ بابیوں کی تعداد کے متعلق لارڈ کرزن کا ایک بیان بہائی لٹریچر میں نقل کیا گیا ہے۔ کہ :۔

"ایران میں بابیوں کا جو کم از کم اندازہ کیا گیا ہے۔ وہ اس وقت پانچ لاکھ ہے۔[۱]"

اسجگہ ہمارے قارئین کو بہائی تحریف کا طریقہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ عصر جدید انگریزی کے حاشیہ میں لارڈ کرزن کی عبارت میں "Babis" کا لفظ صاف ہے۔ اردو ترجمہ میں بھی "بابیوں" کا لفظ موجود ہے۔ مگر عربی ترجمہ میں اس جگہ لارڈ کرزن کی عبارت میں "البابیین" کی جگہ "البہائیین" کردیا گیا ہے۔ (عربی ترجمہ صفحہ ۲۴۴) تا پڑھنے والے پر یہ اثر ہو۔ کہ ۱۸۹۲ء تک ایران میں پانچ لاکھ بہائی بن چکے تھے۔ چنانچہ اصل انگریزی متن میں کسی قسم کا ذکر نہ ہونیکے باوجود عربی متن صفحہ ۲۴۴ میں لکھدیا گیا ہے :۔

"کان عدد البہائیین عند صعود بہاء اللہ اقل من ملیون"

---

[۱] عصر جدید اردو صفحہ ۳۰۶ حاشیہ بحوالہ کتاب دی پرشیا اینڈ دی پرشین کوئسچن مطبوعہ ۱۸۹۲ء۔

کہ بہاء اللہ کی وفات کے وقت بہائیوں کی تعداد قریباً دس لاکھ تھی"

دیکھئے! یہاں لارڈ کرزن کے فقرہ میں تحریف کی ہے۔ تا پڑھنے والوں پر یہ اثر پڑے کہ بہائی بہت زیادہ ہیں۔ حالانکہ اصل انگریزی میں یا اردو ترجمہ میں قطعاً یہ ذکر موجود نہیں اور واقعات کے لحاظ سے بھی یہ کھلا جھوٹ ہے۔ ناظرین خود سوچ لیں۔ کہ جو قوم تحریرات میں اسقدر غلط بیانی کر سکتی ہے۔ اسکے افراد زبانی کہاں تک واقعات میں تحریف کرتے ہونگے۔

لارڈ کرزن نے بابیوں (یعنی ان لوگوں کی جو باب کو ہی مانتے تھے۔ بہاء اللہ یا صبح ازل کو نہ مانتے تھے) کی تعداد لکھی ہے۔ اس میں بھی شدید مبالغہ ہے۔ انہوں نے یہ تعداد کسی بابی سے سنکر لکھی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر ہم اس بیان کو درست بھی تسلیم کر لیں۔ تب بھی بہائیوں کیلئے مفید نہیں۔ کیونکہ اول تو یہ بابی گروہ وہ ہے جنکے متعلق عبدالبہاء لکھ چکے ہیں:۔

"ایں قوم محتجب ترین طوائف عالم اند ..... ودر ظلمت اوہام مستغرق اند۔ تبّاً لهم وسحقاً لهم واحسرتا عليهم[1]"

دوم۔ اگر بابیوں کی تعداد ۱۸۹۲ء میں بقول لارڈ کرزن پانچ لاکھ تھی تو دیکھنا چاہیئے کہ آج ان کی تعداد کیا ہے۔ یورپ میں عبدالبہاء افندی سے بابیوں کے متعلق سوال ہوا۔ تو انہوں نے کہا "اصبح البابيون معاندين لجميع الاديان الاخرى[2]" کہ بابی دوسرے تمام مذاہب کے دشمن ہیں اور تعداد کے متعلق اسی جگہ لکھا ہے:۔

"تقريباً ٢٠٠ أو ٣٠٠ في ايران[3]"

کہ ایران میں بابیوں کی تعداد دوسو ۲۰۰ یا تین سو ۳۰۰ ہے"

پس اگر بابی ایران میں ۱۸۹۲ء میں پانچ لاکھ تھے۔ تو آج دوسو ۲۰۰، تین سو ۳۰۰ رہ گئے ہیں یعنی باقی تعداد بابیت سے رجوع کر چکی ہے۔

بہائیوں کی تعداد کے متعلق بھی کوئی مستند بیان موجود نہیں۔ بابی اپنی تعداد کے متعلق

---

[1] خطابات عبدالبہاء جلد ا صفحہ ۲۵۸۔ [2] محادثات عبدالبہاء صفحہ ۲۵۔ [3] محادثات عبدالبہاء صفحہ ۲۶

بہت مبالغہ کیا کرتے ہیں۔ ان کی تعداد بقول عبد البہاء دو[۲]، تین[۳] سو ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اسی سے بہائیوں کی تعداد کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ عصر جدید اردو و انگریزی میں بہائیوں کی معین تعداد درج کرنے کی بجائے یہ لکھا ہے :-

"تحریک کی سچی کامیابی کو جانچنے کیلئے صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ اور وہ اسکے ماننے والوں کی تعداد پر نہیں، بلکہ اس نفوذ پر ہے جو اسکے اصول دنیا میں پیدا کر کے روز بروز اسے بدل رہے ہیں[۱]"

پھر قدرے وضاحت سے کہا ہے :-

"ترکستان، امریکہ، ہندوستان اور برما میں اہل بہاء کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے جرمنی، اٹلی، سوئٹزرلینڈ اور فرانس میں بہائی مجالس (ہر مجلس نو ممبروں سے مرکب ہو سکتی ہے۔ ناقل) قائم ہو گئی ہیں[۲]"

پھر عام دعوی کیا ہے۔ کہ :-

"مشرق و مغرب کے تقریباً سب ممالک میں اہل بہاء پائے جاتے ہیں اور اگرچہ اسوقت وہ خال خال ہیں۔ مگر وہ اپنی تعداد سے کہیں بڑھکر اثر انداز ہو رہے ہیں[۳]"

بہائیوں کے ان حوالجات کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ بہائیوں کی تعداد ہنوز ہزاروں سے متجاوز نہیں ہوئی۔ وہ ان ممالک میں بھی بہائیت کو قائم شدہ سمجھتے ہیں جن میں وہ "خال خال" ہیں۔

سابق بہائی مبلغ جناب آوارہ نے "کشف الحیل" میں سید ہدایت اللہ شہاب فارانی بہائی کا ایک خط شائع کیا ہے جس میں وہ دوسرے بہائی کے سامنے بہائیوں کی بدعملیوں کا شکوہ کرتے ہوئے بہائیوں کی تعداد کے متعلق لکھتے ہیں :-

"گمان شما این است کہ دنیا پنج کرور بہائی دارد۔ وحالانکہ در ہمہ جا بیست ہزار نمے رسد[۴]"

کہ تمہارا گمان ہے کہ بہائی دنیا میں پانچ لاکھ ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ ساری دنیا میں بیس ہزار بھی نہیں ہیں"

[۱] عصر جدید اردو صفحہ ۳۰۵ - [۲] عصر جدید اردو صفحہ ۳۰۴ - [۳] عصر جدید اردو صفحہ ۳۰۵ - [۴] کشف الحیل جلد ۲ صفحہ ۲۳۲

السید عبدالرزاق الحسنی لکھتے ہیں۔ کہ تحقیقات کے بعد بابیوں اور بہائیوں کی تعداد انکے سارے فرقوں کو جمع کر کے بھی دنیا بھر میں تیس ہزار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔[1]

آوارہ افندی نے باقاعدہ مردم شماری کے بعد فارابی کے مندرجہ بالا خط پر لکھا ہے۔ کہ:۔

"مطابق احصائیہ صحیح فقط یکربعہ آنچہ شما تصور فرمودہ اید یعنی (۵۱۸۹) نفر است نہ بیست ہزار نفر"[2]

کہ ٹھیک مردم شماری کے مطابق بہائیوں کی تعداد صرف پانچہزار ایکسو انانوے نفوس ہے نہ کہ بیس ہزار۔"

ان بیانات سے بہائیوں کی تعداد کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ میں ساڑھے چار برس تک فلسطین و مصر میں رہا ہوں۔ وہاں خاص حیفا میں بھی ان کی تعداد بہت محدود تھی میرے اندازہ میں اسوقت بہائیوں کی کل تعداد بیس ۲۰ پچیس ۲۵ ہزار سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔

اور اس میں بھی بیشتر حصہ ان لوگوں کا ہے جنکے متعلق عبدالبہاء افندی کہتے ہیں:۔

"یمکنک ان تکون بہائیاً مسیحیاً و بہائیاً ماسونیاً و بہائیاً یہودیاً و بہائیاً مسلماً"[3]

ترجمہ۔ ہوسکتا ہے۔ کہ تو مسیحی بہائی ہو یا فریمیسن بہائی ہو یا یہودی بہائی ہو یا مسلمان بہائی ہو۔"

گویا بہائی کیا ہے۔ عیسائیوں میں عیسائی، یہودیوں میں یہودی، لامذہب فریمیسنوں میں لامذہب فریمیسن اور مسلمانوں میں مسلمان۔

(۲) کیا بہائی خلفاء ثلاثہ کی خلافت کے قائل ہیں؟

سوال۔ بابی تو خلافت کے مسئلہ میں شیعوں کی طرح ہیں۔ وہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل مانتے ہیں اور خلفاء ثلاثہ کو "حروف نفی" قرار دیکر نعوذ باللہ جہنمی جانتے ہیں۔ اس بارے میں بہائیوں کا کیا مذہب ہے؟

جواب۔ بہائی عقیدہ اس بارے میں بعینہ وہی ہے۔ جو باب اور بابیوں کا عقیدہ ہے۔ بابی اور بہائی تحریک جیساکہ ہم گذشتہ فصول میں ثابت کر آئے ہیں شیعیت سے پیدا ہوئی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کیلئے خلافت بلافصل کا عقیدہ فرقہ شیعیہ میں بھی موجود

---

[1] البابیون فی التاریخ ص۳۶۔ [2] کشف الحیل جلد ۲ ص۲۳۲ حاشیہ۔ [3] محادثات عبدالبہاء ص۱۰۰

تھا۔ بابیہ کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے۔ اور بہائی بھی یہی اعتقاد رکھتے ہیں۔ بہائیوں کے عقائد کی کتاب میں صاف لکھا ہے:۔

"حضرت رسول محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را عقل کل و ختم رسل مبدا نیم۔ و مظہر ولایت کبریٰ امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب را وصی مطلق و خلیفۂ برحق آنحضرت قائلیم و یازدہ تن از ذریۂ طیبۂ آنحضرت ہر یک بعد دیگر بسمت وصایت منصوصہ قائم بودند"[1]

ترجمہ۔ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عقل کل اور خاتم المرسلین جانتے ہیں۔ اور ولایت کبریٰ کے مظہر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کو وصی مطلق اور خلیفۂ برحق مانتے ہیں۔ اور آپؑ کی ذریت طیبہ میں سے گیارہ اماموں کو یکے بعد دیگرے وصی منصوص یقین کرتے ہیں"

یہ عقیدہ بعینہٖ شیعی عقیدہ ہے۔ جو شیعہ اور اہلسنت والجماعت میں مابہ النزاع ہے۔ بابیت اور بہائیت نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بلا فصل قرار دیکر شیعیت کی تائید کی ہے۔ اور خلفاء ثلاثہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کیخلاف وہ تمام مطاعن تسلیم کر لئے ہیں، جو شیعہ صاحبان کی طرف سے ان پر لگائے جاتے ہیں۔ باب یا بہاء اللہ نے کسی ایک جگہ بھی حضرت ابوبکر صدیق، یا حضرت عمر فاروق یا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا۔ اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ بہائیت بگڑی ہوئی شیعیت ہے۔

**اہل بہاء کا غیر بہائیوں کے متعلق فتوے!**[2]

سوال۔ بہائی لوگوں کا فتویٰ غیر بہائیوں کے متعلق کیا ہے؟

جواب۔ (الف) اہل بہاء کے نزدیک سب غیر بہائی کافر ہیں۔ بہاء اللہ لکھتے ہیں:۔

"یہ مظلوم دن رات قل یا یہا الکافرون پکار رہا ہے کہ شاید تنبیہ ہو"[2]

(ب) بہاء اللہ ہر غیر بہائی کو مشرک قرار دیتے ہیں[3] (ج) بہاء اللہ کے نزدیک ہر غیر بہائی جہنمی ہے۔ لکھتا ہے:۔ "والذی اعرض عن ھذا الامر انہ من

---

[1] دروس الدیانہ صفحہ ۱۳ [2] لوح ابن ذئب صفحہ ۱۰ [3] نبذۃ من تعالیم البہاء صفحہ ۶

اصحاب السعیر[1]"

کہ جو شخص بہائیت سے اعراض کرتا ہے وہ دوزخی ہے۔ (ھ) بہائیت کو ترک کر دینے والے کو بہاء اللہ "ملعون" قرار دیتا ہے۔ اور لکھتا ہے :-

"انہ لو یأمرکم بالمعروف یامرکم بالمنکر لو انتم من العارفین[2]"

کہ اگر وہ تمکو نیکی کا بھی حکم دے تو فی الحقیقت وہ بدی کا حکم دے رہا ہے۔ اگر تم معرفت رکھتے ہو۔ (ذ) غیر بہائیوں بالخصوص مسلمانوں کے متعلق بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

"ایاک ان لا[ع] تجتمع مع اعداء اللہ فی مقعد ولا تسمع منہ[ع] شیئاً ولو یتلی[ع] علیک من آیات اللہ العزیز الکریم لان الشیطان قد ضل[ع] اکثر العباد بما وافقہم فی ذکر بارئہم باعلی ما عندہم کما تجدون ذلک فی ملأ المسلمین بحیث یذکرون اللہ بقلوبہم و السنتہم و یعملون کل ما امروا بہ و بذلک ضلوا و اضلوا الناس ان انتم من العالمین[3]"

ترجمہ :خبردار! تو اللہ کے دشمنوں کیساتھ اکٹھا مت بیٹھ۔ اور نہ ان کی بات سن خواہ وہ تجھ پر خدا کے عزیز و کریم کی آیات ہی پڑھیں۔ کیونکہ شیطان نے اکثر لوگوں کو خدا کے اچھے ذکر میں موافقت کرکے ہی گمراہ کیا ہے۔ جیسا کہ تم مسلمانوں کے بڑے لوگوں کو پاتے ہو کہ وہ اللہ کو دلوں اور زبانوں کیساتھ یاد کرتے ہیں۔ اور جن باتوں کا ان کو حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کرتے ہیں۔ اور اسی سے وہ خود گمراہ ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے لوگوں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ اگر تم جاننے والوں میں سے ہو۔"

ان حوالجات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائیوں کا غیر بہائیوں کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ اور عملاً کس رویہ کی ان کو تاکید ہے۔

| ۲۰۶ آیت یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗ اَلْفَ سَنَةٍ کا صحیح مفہوم | سوال کیا |
|---|---|

[1] مجموعہ اقدس ص۱۰۱ - [2] الواح ص۲۹۹ - [3] الواح ص۳۶۱ - ع نقل مطابق اصل۔

قرآن مجید میں یہ نہیں لکھا کہ اسلامی شریعت ہزار سال کے بعد منسوخ ہو جائے گی؟

**جواب** ۔ قرآن مجید میں ایسا کوئی ذکر موجود نہیں، بلکہ اسکے برخلاف یہ بتایا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کبھی منسوخ نہ ہوگا جیسا کہ ہم پچیس ۲۵ دلائل و آیات سے ثابت کر چکے ہیں بہائی لوگ اپنے اس زعم کی تائید میں قرآن مجید سے ایک آیت پیش کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ (السجدۃ آیت ۵)

اہل بہاء کا اس آیت سے استدلال درست نہیں۔ اس آیت میں دو لفظ قابل غور ہیں۔

(۱) یدبر الامر۔ عربی زبان میں دبر الامر کے معنے ہوتے ہیں۔ تفکر فیه و نظر فی عاقبته اعتنی به و نظمه۔ کہ اس امر کے متعلق سوچا اور اسکے انجام میں غور کیا۔ اس کی طرف توجہ کی اور اسے ایک نظام سے قائم کیا۔ (المنجد) (۲) یعرج الیه۔ عروج کے معنے ذھاب فی صعود کے ہیں یعنی بلندی کیطرف جانیکے (مفردات)

اب آیت کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ اللہ تعالیٰ شریعت اسلام اور اس روحانی بادشاہت کو دنیا میں آسمانی تدابیر اور سماوی نشانات سے مستحکم طور پر قائم کر دیگا۔ پھر ایک عرصہ کے بعد اسکا اللہ تعالیٰ کیطرف عروج ہوگا۔ جو ایک ہزار انسانی سال میں تکمیل کو پہنچیگا۔ بعد ازاں اسلام کی عالمگیر اشاعت کا دور شروع ہوگا۔

اس آیت سے نسخ قرآن پر استدلال کرنا سراسر باطل ہے۔ کیونکہ (۱) یعرج الیه کے معنے از روئے لغت منسوخ ہونیکے نہیں ہوتے۔ اور نہ اسجگہ کسی صورت میں بن سکتے ہیں۔ خدا کیطرف عروج تو ہمیشہ اچھی باتوں اور پاکیزہ اعمال کا ہوتا ہے۔ فرمایا مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (سورہ فاطر آیت ۱۰) کہ جو عزت چاہتا ہے، تو سب عزت اسکے اختیار میں ہے اسی کی طرف پاک کلام عروج کرتا ہے۔ اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے" کیا کوئی شخص النبی

يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ کے یہ معنے کریگا۔ کہ پاک کلام منسوخ ہوجاتے ہیں۔ کیا سیاق وسباق اس قسم کے معنے کرنے کی اجازت دیگا؟ اگر نہیں تو یعرج الیہ کے معنے منسوخ ہونیکے کیونکر جائز ہیں۔ (۲) سورہ سجدہ بھی اس معنے کو غلط قرار دے رہی ہے کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے بعد تجدید دین کیطرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ وَقَالُوْا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۝ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیکر فرمایا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝ کہ بنی اسرائیل کے انبیاء موسوی امر کو بحکم الٰہی قائم کیا کرتے تھے جس میں یہ بتایا کہ آئندہ زمانہ میں اسلام کی تائید کے لیئے بھی مامور ربانی مبعوث ہوں گے۔ اور اسلام کو ضعف کے بعد معنوی اور مادی غلبہ دیا جائیگا۔ اس پر کفار کہتے ہیں۔ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ (آیت ۲۰) کہ یہ فتح تام کب آئے گی؟

پس اس سورۃ کے مضامین بتارہے ہیں۔ کہ آیت زیر بحث میں اسلام کے منسوخ ہونیکی نہیں، بلکہ ہمیشہ قائم رہنے کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ عرب کے کفار نے يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ سنکر یہ نہیں کہا کہ چلو ہزار سال کے بعد تو یہ دین منسوخ ہو ہی جائیگا۔ بلکہ انہوں نے یہ کہا۔ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ کہ یہ فتح مبین کب حاصل ہوگی؟ گویا بہائی وہ کہہ رہے ہیں۔ جو بدترین معاندین اسلام نے بھی نہ کہا تھا۔ اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وہ دشمن تھے مگر اہل زبان تھے۔ یعرج الیہ کے معنے جانتے تھے۔ اور یہ زبان عربی سے ناواقف بھی ہیں اور دشمن بھی۔ (۳) خود آیت زیر نظر کے الفاظ بھی بہائیوں کے معنوں کو رد کر رہے ہیں۔ کیونکہ اسمیں فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ فعل یعرج الیہ کا ظرف ہے۔ یعنی عروج ہزار سال میں ہوگا۔ اگر اس کے معنے منسوخ ہونیکے ہیں تو منسوخ کرنیکے لئے ہزار سال کی کیا

ضرورت ہے۔ وہ تو ایک منٹ میں ہو سکتا ہے۔ اگر بہائیوں کا ترجمہ درست ہوتا تو " فی یوم" کی بجائے " بعد یوم" ہوتا جو موجود نہیں پس از روئے لغت، از روئے سیاق وسباق اور از روئے الفاظ آیت بہائیوں کے معنے سراسر باطل ہیں۔

اس آیت کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اول۔ اللہ تعالیٰ شریعت اسلام اور قرآن مجید کو زمین میں عملاً بھی قائم کر دیگا۔ پھر ایک زمانہ کے بعد قرآن مجید پر سے مسلمانوں کا عمل اٹھنا شروع ہوگا۔ اور ایک ہزار سال تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ پھر آیت قرآنی وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے مطابق اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کے ذریعہ قرآن مجید کو عملاً قائم کر دیگا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم (بخاری) کہ تین صدیوں کے بعد مسلمانوں کا بہ حیثیت جماعت عملی رنگ پھیکا پڑنا شروع ہو جائے گا۔ تین ۳۰۰ سو سال تدبیر الامر کے اور ایک ہزار عروج کا۔ گویا چودہ ۱۴ ہویں صدی کے سر پر اس موعود کو آنا چاہیئے جو قرآن کو دوبارہ عملی طور پر قائم کرے۔

پس یعرج الیہ سے مراد صرف عمل قرآن کا تدریجاً اٹھ جانا ہے۔ اسی معنے کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں بیان فرمایا ہے۔ یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا من القرآن الا رسمہ۔ (مشکوۃ المصابیح) کہ ایک وقت آئیگا جب اسلام کا نام اور قرآن کے الفاظ ہی رہ جائینگے یعنی عمل اٹھ جائیگا۔ قرآن کریم کا دنیا سے مطلقاً چلا جانا یعنی منسوخ ہو جانا تو اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کی رحمت کے خلاف ہے۔ فرمایا :۔

وَلَئِن شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ إِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝ (بنی اسرائیل آیت ۸۶، ۸۷)

ترجمہ۔ اگر ہم چاہتے تو اس وحی کو جو تجھ پر نازل کی ہے لے جاتے۔ پھر تجھے ہمارے خلاف کوئی مددگار نہ ملتا۔ ہاں ہم اپنی رحمت کیوجہ سے اس قرآن کو ہمیشہ قائم رکھیں گے اور یہ تجھپر خدا کا بہت بڑا فضل ہے۔"

دوئم۔ آیت کے دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں۔ کہ اسلام پر ایک دو رتکمیل شریعت کا ہوگا اسکے سالوں کی تعیین نہیں کی۔ مکی سورۃ میں یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فرمادیا ہے۔ اور دوسری طرف مدنی سورۃ میں اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا اعلان کر دیا ہے۔ دوسرا دور تکمیل اشاعت کا ہوگا۔ جو پہلے دور کے کافی عرصہ بعد شروع ہوگا جس پر "ثُمَّ" دلالت کر رہا ہے۔ اس دور کیطرف آیت هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (الصف) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس دور اشاعت شریعت حقہ کا زمانہ انسانی شمار کے لحاظ سے ہزار برس ذکر فرمایا ہے۔ اس عرصہ میں دین اسلام کو بلحاظ اشاعت کامل عروج حاصل ہوگا۔ جو منجانب اللہ ہوگا۔ یعنی اسکے مامور احمد علیہ السلام کے ذریعہ اور آسمانی تدابیر سے یہ غلبہ ملیگا۔ اسلام کے حقایق و معارف کی عام اشاعت ہوگی۔

علاوہ ازیں ایک اور بات بہائیوں کیلئے قابل غور ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ (المعارج)

"ترجمہ۔ اللہ کیطرف فرشتے اور الروح ایسے وقت میں عروج کرینگے جسکی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔"

اب اہل بہاء بتائیں۔ کہ کیا ملائکہ بھی منسوخ ہو جائیں گے۔ کیونکہ ان کیلئے بھی تعرج الیہ کا لفظ آیا ہے۔ پھر اس آیت میں الروح سے مراد قرآن مجید بھی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا (الشوریٰ ۵۲)۔

تو کیا اہل بہاء کا فرض نہیں۔ کہ قرآن مجید کو کم از کم پچاس ہزار سال کیلئے تسلیم کریں۔

اور بہائی شریعت کو قبل از وقت آجانیکے باعث جھوٹا قرار دیں؟

(۵) يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ کا مصداق | سوال۔ بہائی لوگ آیت وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ (ق آیت) سے مراد بہاء اللہ کو لیتے ہیں۔ اور مکان قریب سے مراد فلسطین اور اس میں سے بھی جبل الکرمل قرار دیتے ہیں۔ اس آیت کا مصداق کون ہے؟

جواب۱۔ سورہ قٓ ہجرت سے قبل مکی زندگی میں نازل ہوئی ہے۔ مکہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ۔ کہ آپ ان منکرین کے اعتراضات پر صبر کریں۔ اور ساتھ ہی پیشگوئی کر دی وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ۔ کہ آج تو یہ لوگ مکہ میں آہستہ آہستہ تبلیغ کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ وہ دن بھی آتے ہیں۔ جب مکہ سے قریب جگہ مدینہ سے اس منادی کی آواز بلند ہوگی۔ مکان قریب سے مراد مدینہ منورہ ہے۔ اور اس میں اسکے مرکز اسلام بننے کی پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہوگئی۔ بہاء اللہ یا بہائیت کا اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب۲۔ کوئی بہائی کہہ سکتا ہے۔ کہ پیشگوئیاں ذوالوجوہ ہوتی ہیں مکان قریب سے مدینہ بھی مراد ہے۔ اور اب جبل کرمل بھی۔ جیسا کہ بہائی لٹریچر کی کتاب الفرائد وغیرہ میں مکان قریب سے جبل کرمل مراد لیا گیا ہے۔ اس صورت میں مَیں کہتا ہوں۔ کہ یہ پیشگوئی بہر حال بہاء اللہ یا اس کے اتباع پر چسپاں نہیں ہوتی۔ کیونکہ اول تو اس آیت کریمہ میں "ینادالمناد" کا لفظ ہے۔ نداء بلند آواز کو کہتے ہیں۔ اور بہاء اللہ اور بہائی لوگ تو آجتک فلسطین میں کھلے بندوں اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کرتے۔ ۱۹۳۳ء والی ملاقات میں جب مَیں نے جناب شوقی افندی سے اس کا سبب پوچھا، تو انہوں نے فرمایا، کہ ابھی تک ان لوگوں کی عقلیں اس قابل نہیں ہوئیں۔ عبدالبہاء افندی نے ۱۹۲۱ء میں حیفا

سے قاہرہ کے ایک بہائی کو خط میں حکم دیا کہ "علیکم بالتقیّۃ" [۵۱] تم پر تقیہ کرنا فرض ہے۔ بلکہ بتایا ہے کہ بہاء اللہ کا حکم ہے۔ کہ:-

"جمال مبارک تبلیغ را در این دیار حرام فرمودہ اند مقصود این است کہ احباء باید کہ ایامے چند بکلی سکوت نمایند و اگر کسے سؤال نماید بکلی اظہار بے خبری کنند" [۵۲]

ترجمہ۔ بہاء اللہ نے ان ممالک میں تبلیغ کرنا حرام قرار دیا ہے مقصود یہ ہے۔ کہ دوستوں کو چاہیئے کچھ مدت بکلی خاموشی اختیار کریں۔ اور اگر کوئی سوال کرے تو کامل بےخبری کا اظہار کریں"

لہٰذا تحریک بہائیت یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّکَانٍ قَرِیْبٍ کا مصداق نہیں ہو سکتی۔

دوم۔ سورہ قٓ میں اس آیت کے بعد حکم ہے۔ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ (قٓ آیت ۴۵) کہ تو اے نبی یا موعود! خوف رکھنے والوں کو قرآن مجید کیساتھ وعظ کر"

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ کا مصداق وہ مدعی ہے۔ جو قرآن مجید کے ذریعہ نصیحت کرتا ہے۔ نہ وہ جو قرآن پاک کو منسوخ قرار دیتا ہے۔ یہ نص صریح ہے کہ یَوْمَ یُنَادِ الْمُنَادِ سے مراد بہاء اللہ وغیرہ نہیں ہیں۔

اس پیشگوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں کیونکہ ان کے فرزند اکبر اور خلیفہ برحق سیدنا حضرت امیر المومنین میرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ یورپ جاتے ہوئے خود فلسطین تشریف لیگئے اور تبلیغ احمدیت کی بنیاد قائم کی۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ جبل کرمل میں جماعت احمدیہ قائم ہو کر وہاں اور وہاں سے سارے بلاد عربیہ میں احمدیت کا پیغام پہنچا رہی ہے۔ کیا یہ جبل کرمل پر واقع ہے وہاں پر جبل کرمل کی چوٹیوں پر سے احمد کا نام دنیا میں پہنچ رہا ہے اور کھلی تبلیغ ہوتی ہے۔ عین ایک چوٹی پر جماعت احمدیہ کی شاندار سفید مسجد ہے۔ جو کئی میل کے فاصلہ سے نظر

---

[۵۱] مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۳۲۵۔ [۵۲] مکاتیب جلد ۳ صفحہ ۳۲۷

آتی ہے جسکی بنیاد جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل نے ۱۹۳۱ء میں رکھی اور اس کی تکمیل ہو جانے پر ۱۹۳۳ء میں خاکسار نے اس کا افتتاح کیا۔ پھر وہاں ہمارا پریس ہے۔ ماہوار رسالہ البشریٰ جاری ہے جسے میرے بعد برادرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل شائع کرتے رہے۔ وہاں سے یہود و نصاریٰ اور دیگر اقوام کو اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچایا جا رہا ہے جبل کرمل پر احمدیوں کی ایک نہایت مخلص جماعت موجود ہے۔ میرے دل میں یہ سطور لکھتے وقت ان دو یا فتادہ بزرگوں، بھائیوں اور بہنوں کے لئے انکے اخلاص کے باعث جذباتِ امتنان موجزن ہیں۔ اسوقت وہاں پر اخویم مولانا محمد شریف صاحب مولوی فاضل تبلیغ کے انچارج ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ امین

ان حالات میں کونسا منصف مزاج انسان کہہ سکتا ہے کہ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ سے اگر جبل کرمل مراد ہو تو اس کا مصداق بہائی تحریک ہے اور سلسلہ احمدیہ نہیں؟ یقیناً ایسا کوئی نہیں کہہ سکتا۔

(۴) آیت وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کا معیار اور بہاء اللہ

سوال۔ قرآنی معیار وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ (الحاقۃ ع۲) کے رو سے تئیس ۲۳ سال تک مہلت پانا مدعی کی صداقت کی دلیل ہے۔ کیا اس معیار کے رو سے بہاء اللہ کو بھی صادق مانا جا سکتا ہے؟

جواب ۱۔ بہاء اللہ کو اس معیار قرآنی کے رو سے ہرگز صادق نہیں مانا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے خود بھی کبھی اس معیار کے مطابق اپنے سچا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اس کی کسی کتاب میں یہ مذکور نہیں کہ مجھے لو تقول علینا کے معیار پر پرکھ لو۔

جواب ۲۔ بہاء اللہ مدعیٔ الوہیت تھا۔ مدعیٔ نبوت و رسالت نہ تھا۔ اور لو تقول علینا کا معیار نبوت و رسالت کے مدعی کے لئے ہے۔ بہاء اللہ کا مدعیٔ نبوت نہ ہونا

اور مدعیٔ الوہیت ہونا ہم گذشتہ صفحات میں ثابت کرچکے ہیں۔ آیت کا لفظ "تقول علینا"
اس معیار کو اس مدعی سے مخصوص کرتا ہے جو الوہیت اور ربوبیت کا دعویدار نہ ہو۔ مدعیٔ
الوہیت کیلئے قرآن مجید فرماتا ہے۔ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ
نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ (الانبیاء آیت ۲۹) کہ ہم نے مدعیٔ الوہیت
کی اصل سزا جہنم مقرر کی ہے۔ یعنی دنیا میں دعویٔ الوہیت کرنا ہی اسکے جھوٹا ہونیکی دلیل ہے۔

جواب ۶۔ آیت کا حصہ فَمَا مِنكُم مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ بتلاتا
ہے۔ کہ یہ اس مدعی کے متعلق ہے جو برملا دعویٰ کرے۔ بہاء اللہ تو خود تقیہ کرتا تھا۔ اور اپنے
اتباع کو تقیہ کا حکم دیتا تھا۔ اس نے ماموران ربانی کیطرح دعویٰ ہی نہیں کیا۔

جواب ۷۔ لفظ "بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ" بتا رہا ہے۔ کہ یہ مدعی معین کلمات پیش کر کے
انہیں خدائی الہام قرار دے۔ مگر بہاء اللہ نے کبھی بھی معین کلمات پیش کر کے نہیں کہا کہ یہ
اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ نہ ہی وہ بیا باب لفظی الہام کے قائل تھے۔ وہ تو برہموؤں کی طرح ہر
خیال کا نام الہام رکھتے تھے۔ اسکی کتب میں الہامات اور اسکا اپنا کلام ہرگز علیحدہ علیحدہ
نہیں۔ اور بہائیوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ بہاء اللہ کا ہر قول اور ہر تحریر الہام ہے۔ وہ اس کے
خطوط کا نام الواح رکھ کر اسے الہامی کہتے ہیں۔

پس بہاء اللہ ہرگز ہرگز معیار وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کے مطابق صادق قرار
نہیں دیا جاسکتا۔ اگر بہائی اس معیار سے اسے سچا کہیں گے، تو انہیں صبح ازل کو بھی
سچا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ وہ دعویٰ کے بعد بہاء اللہ سے بھی زیادہ عرصہ تک زندہ رہا۔

باقی رہا کامیابی کا سوال، تو زندگی بھر تو وہ بقول خود "ذلت کبریٰ" کا شکار رہا[1]۔ جو شریعت
بھی اس نے قرآن مجید کے مقابل جاری کرنی چاہی وہ ناکام رہی۔ اسکی وفات کے بعد بھی اسکی
شریعت بہائیوں کے ہاتھوں حیز کتمان سے باہر نہیں آئی۔ بلکہ وہ اب تک اس کی

[1] الواح صفحہ

اشاعت کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔[1] غرض بہاء اللہ اپنے مقصد کے لحاظ سے زندگی میں بھی اور آج بھی ناکام رہا ہے۔ اس لئے اسے وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا کے مطابق سچا نہیں کہا جاسکتا۔ ؎

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضایع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

**(۷) باب اور بہاء کی قبریں کہاں ہیں؟**

سوال۔ باب اور بہاء کی قبریں کہاں ہیں؟

جواب۔ بابی تاریخ میں لکھا ہے :۔

"جسم ہمایوں آں سرور را دو روز و دو شب درمیدان انداختہ بعد ازاں درمحلے دفن نمودند"[2]

گویا بقول بابیاں باب کا جسم ایران میں غیر معروف مقام پر مدفون ہے۔ بہائیوں کا دعویٰ ہے کہ :۔

"حضرت باب کی شہادت کے بعد آپ کے جسد مبارک کو مع آپ کے ساتھی کی نعش کے شہر کے باہر خندق کے کونے میں پھینکدیا گیا۔ دوسری شب کو آدھی رات کے وقت کچھ بابی اٹھا لائے اور سالہا سال تک ایران میں پوشیدہ مقامات پر رکھنے کے بعد آخر کار نہایت خطرہ اور تکلیف کیساتھ ارض مقدس میں لے آئے۔"[3] الخ

بہاء اللہ کی قبر عکاء سے باہر بہجہ کے باغیچہ میں ہے جبل کرمل میں نہیں۔

ایک بہائی کہتا ہے ؏ ما بین لبنان و کرمل بهجة + فیها مقام بہاء ذی الآلاء[4]

ان جوابات سے ظاہر ہے۔ کہ بہائی تحریک کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ قرآن مجید سے بہائیت کی تائید میں کوئی استدلال نہیں ہوسکتا۔ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ

---

[1] جواب نامہ جمعیت لاھای۔ [2] نقطۃ الکاف صفحہ ۲۴۵۔ [3] عصر جدید اردو صفحہ ۲۴۔ [4] الفرائد صفحہ ۵۲۴

# فصل دہم

## بہائیت اور احمدیت

### دس امتیازی فرق!

تیرہویں صدی ہجری میں اسلام کے خلاف جو کوششیں ہوئیں، ان میں سے ایک خطرناک تحریک بابیت و بہائیت کی تحریک ہے۔ اس تحریک نے اسلام کی امتیازی خوبیوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے پوری کوشش کی۔ بہائیت نے مخالفین اسلام کی ہمنوائی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کے بد اثرات کے ازالہ اور اسلام کے دنیا میں پھیلانے کے لئے تحریکِ احمدیت کو قائم کیا۔ بہائیت اور احمدیت اپنے مقاصد اور ذرائع کے اعتبار سے بالکل متضاد تحریکیں ہیں۔ "بہائی تحریک پر تبصرہ" کی تکمیل کیلئے ضروری ہے کہ ان ہر دو تحریکوں کے نقطۂ نگاہ میں موازنہ کیا جائے۔ بعض لوگ کوتاہ فہمی یا شرارت سے یہ کہتے ہیں کہ احمدیت بہائیت کی نقل ہے۔ اس موازنہ سے ایسے لوگوں کی غلط بیانی کا بھی ازالہ ہو جائیگا۔

### ۱۔ توحیدِ الٰہی

بہائیت اور احمدیت میں پہلا فرق یہ ہے کہ بہائیت اللہ تعالیٰ کی توحید کو اسیطرح مسخ کرتی ہے جس طرح اس سے پہلے محرف عیسائیت کر چکی ہے۔ ابوالفضل بہائی لکھتے ہیں:-

"علمائے سوریہ و سائر بلاد شرق حضرت عیسےٰ را دارای دو طبیعت و مشیئت دانستند و آں عبارتست از مشیت لاہوت و مشیت ناسوت یعنی الوہیت و بشریت۔"[۱]

---

[۱] الفرائد صفحہ ۱۶۹

کہ عیسائی لوگ شام اور دیگر مشرقی ممالک میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیحؑ میں دو طبیعتیں موجود تھیں یعنی مشیت لاہوت اور مشیت ناسوت۔[2]"

بعینہٖ اسی رنگ میں بہائی بہاء اللہ کو الٰہ مانتے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ ایک فصل میں مفصّل بیان کیا جا چکا ہے۔ دروس الدیانہ میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ بہاء اللہ میں حقیقتِ الٰہیّہ اور جنبۂ ناسوتی موجود تھا۔ اور عبد البہاء حقیقتِ الٰہیّہ سے پیدا ہوئے تھے اور دوسرے لڑکے ناسوتی جنبہ سے۔

بہائیت نے جو توحید کی تعریف کی ہے۔ وہ بہاء اللہ کی وحدانیت میں داخل ہے۔ اسی سلسلہ میں بہاء اللہ کا قول ہے کہ:-

"انا فدینا الابن وما اطلع بما اراد ربك لا جبریل ولا الملائکۃ المقربین[1]"

ترجمہ:- ہمنے بیٹے کو بطور کفارہ پیش کر دیا۔ اور جبرئیل اور مقرب فرشتوں کو بھی خدا کے ارادہ کی اطلاع نہیں ہوئی"

عبد البہاء افندی حضرت مسیحؑ کے متعلق لکھتے ہیں:-

"واز برائے بشر جانِ خود را فدا کرد"

کہ انہوں نے انسانوں کی خاطر اپنی جان قربان کر دی"

اسکے مقابل سلسلہ احمدیہ اللہ تعالیٰ کی کامل توحید کا قائل ہے۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:

"ایک قادر و قیوم اور خالق الکل خدا ہے۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے۔ نہ وہ کسی کا بیٹا، نہ کوئی اسکا بیٹا۔ وہ دکھ اٹھانے اور صلیب پر چڑھنے اور مرنے سے پاک ہے۔ ........ اس کی توحید زمین پر پھیلانے کیلئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو[2]"

بہائی عملی طور پر بہاء اللہ کی قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور احمدی کسی غیر اللہ کیلئے سجدہ کو جائز نہیں سمجھتے

---

[1] الواح ص۳۳۔ [2] کشتی نوح ص۱۱

اور نہ ہی کسی قبر پر سجدہ کرتے ہیں۔ گویا بہائیت اعتقاداً و عملاً شرک قائم کرتی ہے اور احمدیت کی غرض و غایت توحید کا قیام ہے۔

(۲)

## مقامِ محمدیت

موجودہ بہائی عقیدہ یہ ہے۔ کہ سب نبیوں میں سے حضرت مسیحؑ افضل ترین ہیں۔ اسی لئے بہائی بہاء اللہ کی افضلیت کے سلسلہ میں حضرت مسیحؑ سے مشابہت کا ذکر کیا کرتے ہیں۔

عبد البہاء لکھتے ہیں:-

"حقیقت مسیحیہ کہ کلمۃ اللہ است البتہ من حیث الذات و الصفات و الشرف مقدم بر کائنات است"[۱]

مگر احمدیت کے نزدیک تمام نبیوں کے سردار سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چنانچہ بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا الہام ہے:-

"پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار"

نیز حضور تحریر فرماتے ہیں:-

"یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے۔ جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیت کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعداد بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے۔ اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے۔ جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے۔ جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم"[۲]

پھر تحریر فرماتے ہیں:-

"اس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اسکی جان گداز ہوئی۔ اسلئے خدا نے جو اسکے دل کے راز کا واقف تھا۔ اسکو تمام

---

[۱] مفاوضات صد ۹۴ - [۲] توضیح مرام صد ۲۶

انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی۔ اور اسکی مرادیں اسکی زندگی میں اسکو دیں[۱]"

غرض بہائیت بہاء اللہ کو خدا اور جملہ انبیاء میں سے مسیح کو سب سے افضل جانتی ہے۔ مگر احمدیت مقام محمدیت کو سب انبیاء کے مقام سے بالاتر مانتی ہے۔ اور ہر احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں کہتا ہے ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

## (۱۱) قرآن مجید

قرآن مجید کے متعلق بہائی عقیدہ یہ ہے۔ کہ وہ ایک منسوخ شدہ کتاب ہے۔ اب اس کی پیروی سے نجات نہیں مل سکتی۔ لکھا ہے :-

"شریعت فرقان بظہور مبارکش منسوخ شد[۲]"

مگر احمدیت کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے اس عقیدہ پر رکھی ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک حرف بلکہ ایک نقطہ بھی منسوخ نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-

"خدا اس شخص کا دشمن ہے۔ جو قرآن شریف کو منسوخ کیطرح قرار دیتا ہے۔ اور محمدی شریعت کے برخلاف چلتا ہے۔ اور اپنی شریعت چلانا چاہتا ہے[۳]"

پھر تحریر فرماتے ہیں :-

"تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے۔ اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں۔ جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے[۴]"

---

[۱] حقیقۃ الوحی صہ ۱۱۶۔ [۲] دروس الدیانۃ صہ ۱۳۔ [۳] چشمہ معرفت صہ ۳۲۴۔ [۴] کشتی نوح صہ ۲۴۔

کیا کوئی انصاف پسند انسان کہہ سکتا ہے۔کہ احمدیت بہائیت کی نقل ہے۔ حالانکہ احمدیت بہائی عقاید کے زہر کیلئے سراسر تریاق کا حکم رکھتی ہے۔کیا بہائیت کی روکا وہ لوگ مقابلہ کرینگے، جو خود قرآن میں منسوخ آیات کے قائل ہیں۔یا وہ مقدس جماعت اس فتنہ کو فرو کرے گی۔جو قرآن مجید کے غیر منسوخ اور زندہ کتاب ہونے پر یقین رکھتی ہے؟

(۴)

## خاتم النبیین

بہائی کہتے ہیں۔کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ایک بہائی مبلغ لکھتا ہے:۔

"بعقیدۂ جمیع ملت اسلام نبوت ختم است یعنے دینے کہ ناسخ ایں دین باشد از جانب خدا نازل نخواہد شد۔"

یعنی تمام مسلمانوں کے نزدیک ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے۔کہ اب اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایسا کوئی دین نازل نہ ہوگا۔جو اسلام کو منسوخ کرنے والا ہو"

مسلمان فرقوں کے اس عقیدہ کو ذکر کرنیکے بعد بہائی مبلغ لکھتے ہیں:۔

"نہ لفظ خاتم النبیین دلالت دارد کہ شریعتے دیگر بعد از شریعت نبویہ ظاہر نگردد و نہ کلمۂ لا نبی بعدی مشعر برا ینکہ صاحب امرے بعد از حضرت رسول ظاہر نشود[۱]"

کہ ہمارے نزدیک نہ لفظ خاتم النبیین اور نہ ہی کلمہ لا نبی بعدی اس بات پر دلالت کرتا ہے۔کہ آئندہ کوئی شریعت نہ آئے گی یا کوئی شارع بعد آنحضرت صلعم ظاہر نہ ہوگا"

عام مسلمانوں کے عقیدہ کے متعلق دوسری جگہ لکھا ہے:۔

"کلمۂ مبارک خاتم النبیین را بر ایں معنی حمل مینمایند کہ رسولے و نبی دیگر بعد از حضرت رسول علیہ السلام ظاہر نخواہد شد[۲]"

---

[۱] الفراید صفحہ ۳۳۲۔ [۲] الفراید صفحہ ۳۰۳

کہ وہ خاتم النبیین سے استدلال کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ آئے گا۔

بہائیوں کا عقیدہ نبوت کے متعلق یہ ہے کہ :-

"اہل بہاء وہ نبوت کو ختم جانتے ہیں۔ امت محمدیہ میں بھی نبوت جاری نہیں سمجھتے"[۱]

خلاصہ یہ کہ غیر احمدی مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ نہ نئی شریعت آسکتی ہے۔ اور نہ کوئی تابع شریعتِ محمدیہ نبی آسکتا ہے۔ اسلام کے فیضان کا دروازہ بند ہے۔ بہائی کہتے ہیں۔ کہ بیشک نبی نہ آئیں گے۔ اور نہ ہی اسلام کے تابع کوئی نبی ہوگا۔ ہاں اب اسلامی شریعت منسوخ ہوکر نئی شریعت آگئی ہے۔ گویا اسلام کے فیضان کا دروازہ ہی بند نہیں ہوا بلکہ یہ مکان بھی گر گیا ہے۔ مگر احمدیت ان دونوں کے خلاف یہ صحیح عقیدہ پیش کرتی ہے۔ کہ نہ تو اسلام کا مکان گر گیا ہے۔ تا نئی شریعت کی ضرورت پیش آئے۔ کیونکہ اس گھر کا نگران خود خدا تعالیٰ ہے۔ اور نہ ہی اس مکان کا دروازہ بند ہوا ہے۔ تا تابع شریعت محمدیہ انبیاء کا آنا مسدود ہو۔ آنحضرتؐ کی اتباع و اطاعت میں نبی ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝[۲]

"ترجمہ۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کامل رسول (محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں کے ہم مرتبہ ہوں گے جن پر اللہ انعام کر چکا ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے۔ یہ لوگ اچھے رفیق ہیں"۔

بانئ سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔ شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ اور بغیر

---

[۱] کوکب ہند دہلی ۲۲ جون ۱۹۲۷ء [۲] سورۃ نساء ع ۹

شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے امتی ہو[۱]۔"

خلاصہ یہ کہ بہائیت کا نقطۂ نگاہ تخریب اسلام ہے۔ اور احمدیت کا مقصد تعمیرِ اسلام ہے۔ وَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا بَيِّنٌ۔

(۵)

## حیات و وفات مسیح

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات و وفات کے متعلق بہائیت کا عقیدہ دو رنگی رکھتا ہے بہاء اللہ نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو فلک چہارم پر زندہ مانا ہے۔ جیسا کہ عام غیر احمدی مانتے ہیں۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے :-

(۱) "وارد شد بر آں جمال اقدس آنچہ کہ اہلِ فردوس نوحہ نمودند و لقسمے بر آنحضرت امر صعب شد کہ حق جل جلالہٗ بارادۂ عالیہ بسماء چہارم صعود بخش داد[۱]۔"

ترجمہ۔ کہ حضرت عیسٰی پر اتنے مصائب آئے کہ اہل فردوس بھی نوحہ کرنے لگے۔ اور ان پر اتنی سختی ہوئی۔ کہ اللہ تعالٰے نے اپنے ارادہ کے ماتحت ان کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا۔"

(۲) "ضاقت علیہ الارض بو سعتھا الی ان عرجہ اللّٰہ الی السماء[۳]۔"

ترجمہ حضرت عیسٰی پر زمین فراخ ہونے کے باوجود تنگ ہو گئی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالٰے نے انکو آسمان پر اٹھا لیا۔"

مگر عبدالبہاء افندی نے عیسائیت کے زیر اثر حضرت مسیح کو مقتول و مصلوب تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں :-

(۱) "در دست یہود افتاد و اسیر ہر ظلوم و جہول گردید و عاقبت مصلوب شد[۴]۔"

(۲) "البتہ مقتول و مصلوب گردد۔ لہٰذا حضرت مسیح در وقتے کہ اظہار امر فرمودند جان را فدا کردند[۵]۔"

یعنی حضرت عیسٰی یہودیوں کے ہاتھ میں پڑ کر مصلوب و مقتول ہو گئے اور انہوں نے اپنی جان کو فدا کر دیا۔"

گویا بہاء اللہ حضرت عیسٰی کو آسمان پر زندہ مانتے تھے۔ اور عبدالبہاء ان کی صلیبی موت کے

---

۱۔ تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵۔ ۲۔ الواح صفحہ ۳۴۹۔ ۳۔ باب الحیاۃ صفحہ ۱۶۲۔ ۴۔ مفاوضات صفحہ ۳۰۔ ۵۔ مفاوضات صفحہ ۸۶

قائل تھے۔ اور انہیں مصلوب ومقتول قرار دیتے تھے۔ احمدیت بہائیت کے ان عقائد کے خلاف یہ عقیدہ پیش کرتی ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام صلیبی موت سے نہیں مرے اور نہ مقتول ہوئے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ۔ مگر وہ جسم سمیت آسمان پر بھی زندہ موجود نہیں۔ کیونکہ ان کی توفی ہو چکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران) کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنیوالے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں ؎

ابنِ مریم مرگیا حق کی قسم ✦ داخلِ جنت ہوا وہ محترم

کیا اس قسم کے فرق کے باوجود بھی کوئی منصف مزاج کہہ سکتا ہے۔ کہ احمدیت بہائیت سے ماخوذ ہے؟ ہاں یہ بات واضح ہی ہے۔ کہ اس سلسلہ میں کونسا عقیدہ صحیح اور درست ہے؟ مسیحؑ کو جسم سمیت زندہ آسمان پر ماننا یا صلیب پر مقتول مان کر ملعون قرار دینا (نعوذ باللہ) یا ان کو باقی انبیاء کیطرح طبعی موت سے فوت شدہ ماننا۔ ای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون۔

(۶)

## لفظی الہام

الہام کے متعلق بہائی عقیدہ یہ ہے کہ لفظی الہام نہیں ہوا کرتا۔ بہاء اللہ نے لکھا ہے:-

"ان کلام اللہ عز وجل اعلی واجل من ان یکون مما تدرکہ الحواس"

کہ کلام الٰہی اس سے بالا ہے کہ اسکا ادراک حواس انسانی کر سکیں۔ پھر اسی جگہ لکھا ہے:-

"انہ ظھر من غیر لفظ وصوت"[1]

کہ الہام الٰہی نہ الفاظ میں ہوتا ہے۔ اور نہ اس کی آواز ہوتی ہے"

---

[1] مجموعہ اقدس ص۱۸۱۔

باب کی کتابوں کے ذکر پر لکھا ہے :-

"انہوں نے ان تالیفات کو الہامی صحیفوں اور کلام فطری کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ فرشتہ کے ذریعے اپنے اوپر وحی اترنے کا انہوں نے دعویٰ بالکل نہیں کیا"[1]

بہائیوں کے اس عقیدہ کا اثر قرآن مجید کے الفاظِ خداوندی ہونیکے علاوہ دیگر الہامات پر بھی پڑتا ہے۔ اور وحی کی حقیقت بالکل مشتبہ ہو جاتی ہے۔ احمدیت کا یہ عقیدہ ہے کہ زیادہ جلی وحی و الہام الفاظ الٰہی میں ہوتا ہے۔ اور وہ زندہ کلمات میخ کی طرح انسان کے دل میں دھنس جاتے ہیں۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اس مسئلہ پر اپنی مختلف کتابوں میں بحث کی ہے۔ رسالہ "برکات الدعاء" میں سر سید کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

"سوال یہ ہے۔ کہ کیا انبیاء کی وحی کی بھی یہی حقیقت ہے۔ کہ وہ بھی درحقیقت ایک ملکہ فطرت ہو جو اس قسم کے القاء سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے جسکی تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے۔ اگر صرف اتنی ہی بات ہے تو حقیقت معلوم شد کیونکہ انبیاء کی وحی کو صرف ایک ملکۂ فطرت قرار دیکر پھر انبیاءؑ اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں میں مابہ الامتیاز قائم کرنا نہایت مشکل ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ پھر خود قرآن اور حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک فرق ہے۔ اور اسی فرق کی بناء پر حدیث کے الفاظ کو اس چشمہ سے نکلا ہوا قرار نہیں دیتے جس چشمہ سے قرآن کے الفاظ نکلے ہیں"[2]

پس انبیاء کی وحی کے لفظی ہونے یا نہ ہونے میں احمدیت اور بہائیت کا اختلاف ہے اسی بنا پر بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنے الہامات میں خدائی الفاظ معین طور پر پیش کئے ہیں۔ مگر بہاء اللہ کی کتابوں میں اس کا کوئی نمونہ موجود نہیں۔

## (۷)

## ملائکہ

[1] باب الحیاۃ صہ ۴ - [2] برکات الدعاء صہ ۱۶

اہل بہاء کے نزدیک جب الہام و وحی صرف ملکۂ فطرت کا نام ٹھہرا۔ تو یقیناً وہ ملائکہ کی بھی وہ تشریح نہ کریں گے، جو اسلام نے کی ہے۔ بہائی لوگ ملائکہ کے روحانی وجود اور ان کے وحی لانیکے منکر ہیں۔ وہ صرف نیک لوگوں کو ملائکہ قرار دیتے ہیں مگر احمدیت ملائکہ کے روحانی وجود کی بھی قائل ہے۔ اور ان کے ذریعہ وحی اترنے کی اقراری ہے۔

## (۸)
## قیامت

بہائی لوگوں کے نزدیک دنیا کا یہ نظام ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ اس قیامت کے قائل نہیں جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔ وہ صرف نبیوں کی بعثت کو قیامت کہتے ہیں۔ لیکن سب انسانوں کے مر کر اٹھنے اور جزاء و سزا کیلئے پیش ہونیکو نہیں مانتے۔ تفصیلی بحث کا یہ موقعہ نہیں۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ احمدیت اس بارے میں بھی بہائیت سے مختلف ہے۔ احمدی نقطۂ نگاہ سے اس دنیا کے سلسلہ کا ضرور خاتمہ ہوگا۔ اور یہ حادث نظام ایکدن فنا ہو جائیگا۔ تب حشر اجساد ہوگا۔ بلاشبہ احمدیت روحانی قیامت کی قائل ہے۔ جو نبیوں کے آنے سے بپا ہوتی ہے قرآن و حدیث میں اسکا ثبوت موجود ہے علماء سلف اسے مانتے آئے ہیں مگر احمدی لوگ بہائیوں کی طرح جسمانی قیامت اور حشر اجساد کے منکر نہیں۔

## (۹)
## خلفاء ثلاثہ

• بابیت اور بہائیت کا عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے حقدار حضرت علیؓ تھے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے از رہِ غصب خلافت پر قبضہ کر لیا تھا اس بناء پر بابی اور بہائی لوگ شیخین اور دوسرے بزرگ صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں اور انہیں جہنمی مانتے ہیں نعوذ باللہ من ذٰلک۔ علی محمد باب نے لکھا ہے:۔ "در صدر اسلام تا ہفتاد سال غیر از امیر المومنین کسے مومن برسول اللہ نشد و افعال خالصاً و آنچہ بعد شد اگر صادق بود در یوم عروج رسول اللہ خارج نمے گشت کہ نفر زیادہ نماند از اصحاب"[۱]۔ گویا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نعوذ باللہ مومن نہ تھے منافق تھے اور پھر مرتد ہو گئے تھے۔ دوسری جگہ باب نے لکھا ہے:۔ "اگر امروز کسے نظر در بدیع شجرۂ قرآن کند بیقین مشاہدہ میکند کہ پنج حروف نفی چگونہ در آنید

[۱] البیان فارسی باب ۱۳ واحد ۲ صفحہ ۲۷

تحت الثریٰ اضمحل شدہ کہ اول وثانی وثالث رابع وخامس باشد و پنج حرفے کہ دلالت بر اثبات میکند چہ گونہ در علیٰ علیین مرتفع شدہ کہ محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین باشد۔" یعنی بابی نے پانچ "حروف اثبات" قرار دیئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ حروف اثبات ہیں انکو بابی نے جنتی قرار دیا ہے۔ اسکے مقابل پانچ "حروف نفی" قرار دیئے ہیں اور انہیں جہنمی اور اسفل السافلین میں رہنے والے بتایا ہے۔ اس مقام پر بابی نے "حروف نفی" کو دوزخی قرار دیا ہے۔ مگر خود اسجگہ انکی تعیین نہیں کی دوسرے موقعہ پر بابی مورخ مرزا جانی کاشانی نے اسکی تصریح کی ہے۔ لکھا ہے:۔

"روزے رسول خدا با شاہ ولایت خلوت فرمودہ وخبر از امور آیندہ میداد تا کہ اے علی جبرائیل امین مرا خبر دادند کہ بعد از تو حرف اول از حروف نفی غصب خلافت نماید و حرف دوم نصرت او را نماید۔"[1]

ترجمہ۔ ایکدن رسول کریم صلعم نے حضرت علیؓ کو مستقبل کی خبریں دیں اور فرمایا کہ اے علیؓ جبرائیل نے مجھے بتایا ہے کہ میرے بعد حروف نفی میں سے حرف اول خلافت کو غصب کریگا۔ اور اس بارے میں حرف دوم اسکی مدد کریگا۔"

اس حوالہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بابیوں اور بہائیوں کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمانؓ حروف نفی میں سے ہیں۔ حضرت معاویہؓ اور یزید کو ملا کر شیعہ، بابی اور بہائی پانچ حروف نفی قرار دیتے ہیں۔ اور البیان میں بابی نے حروف نفی کو جہنمی لکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ بابیوں اور بہائیوں کا خلفاء ثلاثہؓ کے متعلق کیا مذہب ہے؟

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خلفاء ثلاثہؓ کو بھی برحق اور صادق قرار دیا ہے۔ اور خلافت میں اسی ترتیب کو صحیح قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقوع پذیر ہوئی ہے۔ اسبارے میں آپکی کتاب "سر الخلافہ" قابل دید ہے۔ دوسری کتب میں بھی حضورؑ نے اس بات کو بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضورؑ تحریر فرماتے ہیں:۔

(۱) "جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔"[2]

(۲) "دفنا بجوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانا صالحین مطھرین مقربین طیبین وجعلھما اللہ رفیقا رسولہ فی الحیوۃ وبعد الحین۔"[3]

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایسے شخص دفن ہوئے ہیں جو مطہر تھے مقرب تھے پاک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو کو زندگی

[1] نقطۃ الکاف ص۱۸۔ [2] الوصیت ص۸۔ [3] حجۃ اللہ ص۴۹۔

میں بھی اور وفات کے بعد بھی اپنے رسول کے رفقاء میں سے پایا ہے۔"

(۳) "اظہر علی لُبّی ان الصدیق والفاروق وعثمان کانوا من اہل الصلاح والایمان وکانوا من الذین آثرهم[1]" کہ ابوبکرؓ، عمرؓ اور عثمانؓ نیک پاک اور برگزیدہ خدا تھے۔"

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ سلسلہ احمدیہ خلفائے ثلاثہ کو بھی پاک و مطہر اور برحق خلیفے مانتا ہے اور یہ عقیدہ بابیت و بہائیت کے صریح خلاف ہے۔

(۱۰)

## آئندہ پروگرام

بہائیت کا پروگرام یہ ہے کہ اب اسلامی شریعت دنیا سے مٹ جائے اور بہائی شریعت دنیا میں قائم ہو جائے۔ بہائی لوگ اس پروگرام کو پورا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ مگر سلسلہ احمدیہ کے بانیؑ نے اعلان فرمایا ہے کہ :-

"مجھے دکھلایا گیا اور بتلایا گیا اور سمجھایا گیا ہے کہ دنیا میں فقط اسلام ہی حق ہے[2]"

پھر تحریر فرماتے ہیں :- "اب وہ زمانہ آ گیا جس میں خدا نے ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ وہ رسول محمد عربی جسکو گالیاں دی گئیں جسکے نام کی بے عزتی کی گئی جسکی تکذیب میں بدقسمت پادریوں نے کئی لاکھ کتابیں اس زمانہ میں لکھکر شائع کر دیں۔ وہی سچا اور سچوں کا سردار ہے اسکے قبول میں حد سے زیادہ انکار کیا گیا۔ مگر آخر اسی رسول کو تاج عزت پہنایا گیا۔ اسکے غلاموں میں سے ایک میں ہوں جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے[3]"

اپنے زمانہ وفات کو قریب پاکر جماعت کو بطور وصیت فرماتے ہیں :-

"خدا تعالٰے چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالٰے کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے[4]"

احمدیت کا یہ مطمح نظر ہے اور اسی شاندار پروگرام کو پورا کرنے کیلئے جماعت احمدیہ کے مرد و زن مشرق و مغرب میں سعی کر رہے ہیں۔

ان امور عشرہ سے ظاہر ہے کہ عقائد و اعمال ہر دو لحاظ سے بہائیت اور احمدیت میں بجز آگ اور پانی یا زہر اور تریاق کے اور کوئی نسبت قائم نہیں +

---

[1] سر الخلافہ صٓ ۔ [2] تذکرہ ص۲۱۲ ۔ [3] حقیقۃ الوحی ص۲۴۲ ۔ [4] الوصیت ص۷

# خاتمہ

## جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے بہائیوں کے موجودہ زعیم کو دعوتِ مقابلہ

(۱)

بہاء اللہ نے لکھا ہے:۔ "من یدعی امرا قبل اتمام الف سنۃ کاملۃ انہ کذاب مفتر نسأل اللہ بان یؤیدہ علی الرجوع ان تاب انہ ھو التواب وان اصر علی ما قال یبعث علیہ من لا یرحمہ انہ شدید العقاب[۱]"

اس معیار کے رو سے بہائیوں کا فرض تھا کہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت میرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا برگزیدہ انسان یقین کرتے۔ کیونکہ آپ نے بہاء اللہ کے بعد دعویٰ کیا اور خدا کے الہام پر اپنے دعویٰ کی بنیاد رکھی اگر آپ نعوذ باللہ مفتری ہوتے تو آپ پر شدید عذاب نازل ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہوا بلکہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہوئے پس بہائیوں پر بہاء اللہ کے مقرر کردہ معیار کے رو سے بھی حجت پوری ہو گئی۔

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روحانی مقابلہ کیلئے تمام مخالفین اسلام کو بلایا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے اس زمانہ میں ارادہ کیا ہے۔ کہ اسلام جس نے دشمنوں کے ہاتھ سے بہت صدمات اٹھائے ہیں وہ اب سر نو تازہ کیا جائے۔ اور خدا کے نزدیک جو اس کی عزت ہے وہ آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ظاہر کی جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین دعا کرنے کیلئے ایکطرف کھڑے ہوں اور ایک طرف صرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کیلئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کریگا[۲]"

اگر نعوذ باللہ مذہب اسلام منسوخ ہو چکا تھا اور بانی سلسلہ احمدیہ نعوذ باللہ مفتری تھے تو بہائیت کے پیشواؤں کا فرض تھا کہ اس روحانی مقابلہ کی جرأت کرتے۔ مگر وہ اسلام کے جری کے مقابل پر آنے کی ہمت نہ کر سکے۔

(۳)

مذہب ایک روحانی طاقت ہے سو میں نے چاہا۔ کہ "بہائی تحریک پر تبصرہ" میں معقولی و منقولی دلائل کے علاوہ طالبانِ حق کیلئے ایک روحانی مقابلہ کا معیار بھی پیش کیا جائے۔ بہاء اللہ ۱۸۹۲ء میں فوت ہو گئے اور ۱۹۲۱ء

---

[۱] اقدس ص۔ [۲] چشمہ معرفت ص ۳۲۴۔

ہیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہو چکا ہے۔ اسلئے یہ مقابلہ اسوقت دونوں تحریکوں کے بانیوں میں تو ممکن نہیں۔ لیکن دونو کے جانشین موجود ہیں۔ جماعت احمدیہ کی قیادت حضرت مسیح موعودؑ کے لخت جگر سیدنا حضرت امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ کے ہاتھ میں ہے اور بہائیوں کے موجودہ لیڈر جناب شوقی افندی ہیں۔ جو عبدالبہاء کے نواسے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے ۱۹۱۷ء میں شملہ کی بلند چوٹیوں سے اعلان فرمایا تھا کہ:-

"میں حضرت مسیح موعودؑ کے بعد تمام دنیا کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ایسا ہے جسے اسلام کے مقابلہ میں اپنے مذہب کے سچا ہونیکا یقین ہے تو آئے اور آکر ہم سے مقابلہ کرے۔ مجھے تجربہ کے ذریعہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ اسلام ہی زندہ مذہب ہے اور کوئی مذہب اسکے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا۔"

آگے چلکر فرمایا:- "انکو مقابلہ پر آنا چاہیئے جو کسی مذہب یا فرقہ کے قائم مقام ہوں اسوقت دنیا کو معلوم ہو جائیگا کہ خدا کس کی دعا قبول کرتا ہے میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ہماری ہی دعا قبول ہوگی۔ افسوس ہے کہ مختلف مذاہب کے بڑے لوگ اس مقابلہ میں آنیسے ڈرتے ہیں ورنہ حق نہایت روشن طور پر کھلجاتا۔ اگر اس مقابلہ کیلئے مختلف مذاہب کے لوگ نکلیں تو انکو ایسی شکست نصیب ہوگی کہ پھر مقابلہ کرنیکی انہیں جرأت ہی نہ رہیگی۔"[1]

ناظرین کرام! اس چیلنج پر قریباً ربع صدی گزر چکی ہے مگر کسی مخالف اسلام لیڈر کو اسکی جرأت نہیں ہوئی کہ دعا کے مقابلہ کے میدان میں نکلے۔ میں اب یہ چیلنج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی اجازت سے خاص طور پر بہائیوں کے موجودہ زعیم جناب شوقی افندی کے نام شائع کرتا ہوں۔ اور یہ کتاب انکو حیفا بھجوا رہا ہوں۔ کیا وہ اس روحانی مقابلہ کی جرأت کرینگے؟ اہل بہاء کو چاہیئے کہ وہ جناب شوقی افندی کو اسکے لئے آمادہ کریں۔ اس سے اسلام کے زندہ مذہب نیز احمدیہ عقائد کے برحق ہونیکا ایک اور روشن ثبوت پیدا ہو جائیگا

میں اس دعوت پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بھولے بھٹکے انسانوں کو صحیح راہ دکھائے اور اسلام کی اشاعت کیلئے غیر معمولی سامان پیدا فرمائے۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

خاکسار:- ابو العطاء جالندھری
۲۰ دسمبر ۱۹۴۰ء بروز جمعہ

[1] اخبار الفضل مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۷ء